1034

هو الغفور الرحیم

الشعراء تلامیذ الرحمن

تذکرۂ شعرای زبان اردوی معلّے موسوم بنام تاریخی

سخن شعرا

۱۲۹۱

[illegible] مولوی عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ [illegible]

بحسن تصحیح و زیب تسطیر آوان سعادت اقتران

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مزین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہان کی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلچین اسرار زمین وزمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو بحلیہ حسن مبانی سے پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرمایا اور نونہالان گلشن لطائف کو خمائل ظرائف سے مزین فرماکے حجب بطون سے منصۂ شہود پر جلوہ نما کیا اور اپنے سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ رضوان بنایا سرو قدان باغچہ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے بالامال اور نوبادہ ہاے گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے شعر

اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے دیکھا نہیں اس گلشن بیخار میں کھٹکا

اور گلدستہ درود نامحدود وصلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچہ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا غازہ نشان گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فصحاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر وتازہ دریای علوم

اوس کے طبع جودت احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط اشراق اوس گوہر بے بہا کی استغنا سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الاتقیاء الابرار ماطمی البحر الذخار وعتب السحاب الثیار بعد اسکے ہیچمیرزا ابو محمد عبد الغفور خاں المدعو متخلص بہ نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ رامپور بولیہ ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فریدپور باشندۂ دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان زمن کی خدمت مین عرض رساہے کہ یہان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ رشد و فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سودائے گلریزیان مضامین پیدا ہوا دل غنچہ لبان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق۔ ان شوریدے دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے سبھون مین داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے ہر مضمون شیرۂ حیات سے ہر معنی شاخ نبات سے ہر انداز شیرین غیرت شان انگبین سے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہر چند یہی حال کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و اعجاز ہوا اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے ریختہ سے بنام تاریخی سخن شعرا تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دہلی

ان خراباتیون کی صحبت نے	مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے سال تولد انکا سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے انکے تین واسوخت اور ہر بحر مین غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہوتی تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی اندازِ غربت بھی جاتی ہے
ہجر مین ای رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سے جہان مین نام ہے
پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہتے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پہ میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
نورِ آتش کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طور ظلم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا
زلف دراز و ابرو و رخسار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسنِ بتِ پرغرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اوسنے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین ہم سا ہو گا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثالِ قیصر کرو دن جنکے لاکھون قصر عالی تھے
سمجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہِ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن پکڑین دوڑ کر صیاد کا
ہر دم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
ماہ نو کی طرح جو بیر تو اضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخمِ دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی مین نگاہِ ناز کا
کبھی اقرار ہے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنجِ عزلت لیتا
حوصلہ تھا کسی دشمن کو نہ یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا
سامنے آنکھون کے ہیان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہ آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقو نکو موت کا پیغام رقص
ہم صید مِنّتِ جلاد کیا کرتے ہین
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت بیابان
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین لے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جور اوٹھانے کا مزا
لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے
نہ جئے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جائین اشک ہین ابر [illegible]
تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی ہین طوفانکو

ڈر سے اونکے لگ گئی تقدیر پشت آئنہ
مہر سے بالا ہوئی توقیر پشت آئنہ

خیاط قطع کر تو سمجھ کر لباس یار
رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

اثر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہوجاوے
ہے بلا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد وعزیز سراج الدین علیخان آرزو وحضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بتتبع صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کہین چھپا ظلمت مین کر اوس لب سی شرمندہ ہوا
جان کچھ پانی مرے سے ہے چشمۂ حیوان کی تیج

سر سے لگا کے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین
یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

دور خاموش بیٹھے رہتا ہون
اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے اوسکی اشکباری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے لیکے دل وہ چھبیلا مشکین
اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

وابن رضا تخلص نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آتے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

تجھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے
گلون کے گجرے جو ہم یار کو پہنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد وداماد میر [illegible] طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو تماشا تھے جب طرح کاکل کی ادھر
جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا و دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سوا غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعدہ کب ہے فردای قیامت پر
نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوہ مستانہ ہے اوسکا
وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلادے دو جہان کو
لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یہی دعا ہے خدا سے کریم سے
کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
عالم منطلق مصور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑ کرتا شوق کشاکش آ ہین ملے
حدیث کی جا ہے نہو وسنے نیم دہن لب وکلی بات
دہن اوس روے کتابی مین نہ ہونا پیدا
گھڑی بھر روکے کوی یار مین یون زنگ نا اٹھ گیا
آ گئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھے بھی [illegible]
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا گیے
دم آخر بھی بالین پر ہم سے ہمراہ یار آ گئے
سامنے ہوتی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اسقدر نازان نہواے شیخ اپنی زہد پر
کسی کے چشم آب روان کی یاد آ گئے
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈراتا

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا
رہے گا پاے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وہ پیمانہ ہے اوسکا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا
محتاج اے کریم تو کیجیو بخیل کا
شکوہ کس منہ سے کرون [illegible] کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
نسخہ کتابی قطعی ہے خط نا [illegible] کا
نقش عجب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا ہے آدمی سے شیر کا
اسم اعظم سے قرآن مین نہان ہے لوحہ کا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کٹے گھاٹ جانے کیا
مین جا ہی ڈھونڈ ہتا ہی محفل مین رکھیا
ساربان آج ہی کہہ [illegible] لیلی اوٹھا
رقیبون سے محل باقی نہ رکھا عذر خواہی کا
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جاے گا
حباب کو جو برابر کوئی حباب آیا
جگا یا مجھے جو افسانہ گو کو خواب آیا
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کر بچی آنکھ سے ثابت ہوا
طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو مین اُنسے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
خط دیکھے گیسو ابکی زبانی ہے نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
اوس بلا سے جانے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اللہ رہی صبح عید کی اوس حور کو خوشی
اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہین ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
جو پہنے اوسکو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت ٹھکرتا

رنگ اوڑا جاتا ہے رو سے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یہان رہگیا وہان رہگیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
سحر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہاے موی دوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چار تلوارون مین شل ہو جائینگے بازوے دوست
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شانہ تھا اور زلف عنبر تمام رات
سیلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست
آنکھون مین دختر رز کو پہنے جاتے ہو صحبت
کسطرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیر سے نظارہ لگانے گا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پہ کمر
پاتا نہین ہین یار کو مثل سخن ہنوز
کوچہ یار مین سائے کی طرح پھرتا ہون
کرتے ہین صحبت یار سے باغ پہ طاؤس
حرص دنیا حسن غارتگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوہ دیدار بہت سے سمجھا
مرتے ہین رشک سے مارے ہین دیوار پہ قیس
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا وصف
جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو مرتے دم تک
عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا
یہ کہکے گشت گلپیرہن کرا دیکھاتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجیے پردہ اوٹھا دیجیے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھون سے ملتا ہے جو پاے بت پہ
سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دست رنگین سے تری حسینہ اوسنے کروایا
تمہین دیکھیے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ ہین کی شاخ
باندھی ہے اس پہ کمر کھولون تیرا شلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہین اوسکے دماغ پہ طاؤس
بہرزہ کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اکنا خم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے اسکے عدم جا رہے قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پہ رو یا کریگی آرزو برسون
بلبل بکی نے آ یا صیاد انجمن مین
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنی نہ یاد تین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پہ ہزارون
پریون نے کھڑکیون کے پردے اوٹھا دیے ہین
تا چند جب ہانے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کو اٹھاین
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار تہو
نیلگون گنبد اٹھا یا مردم بیمار کو
ہاتھ آتا اگر خنجر مرجان مجھکو
تمہاری وادی مین تم نے خسروی سے شیرین کو

جلال

چال وہ چلتے ہو دل لیتے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آکش
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہرن بیزار
شمع رونے مرے اوٹھا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وسے یا نہو
پیا میسر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا ++
کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو عریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
مہمان ہون مین جگہ دین سب مجھے تکلیف کرین
سیہ پوشش لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سنج فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پا کے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن کتنی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
جتنا کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوے یار مین
چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اسے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون سے ہے سوا اپنے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو
تم کسیسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولکی مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی و مے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب پیارا در ہمین تھوڑی سی
نشکر مقر ہوتے ہین تمھاری کمال کے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجاے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلاسے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کرون جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا
مین تو سمجھا ہی مجھسے بھی مرشد مرادل ہوگیا
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
بہتر ہے سے بچھڑ بیچانے کے دربدر اندنون
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نہ بگی زبان سے آتش غضب نہیں	بھلا اُتارے وزرد حنا وست یار سے

اجمل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد مصحفی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے	جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امین الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ بہادر ناسخ کے شاگرد ہیں شعر خوب کہتے ہیں صاحب دیوان و مثنوی گذری کلکتہ میں بھی آگئے تھے

گر تصور میں وہ رشک مہ کنعان ہوتا	دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا
نہیں چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا	نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا
کسیکی گوری گوری چھاتیوں پر مر گیا ہوں میں	پیالہ ہو مرے پہلو میں انگیا کی کٹوری کا
دلا سوتے میں قند لب کا خاطرخواہ بوسہ لے	مثل مشہور ہے دنیا میں گڑ میٹھا ہے چوری کا
تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہیں چڑیا	یہ طائر رشتہ بر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا
اسکے در تک اٹھوں پھر نام اوس مہ تاباں کا ہی	بنگیا اختر مری شب ہجر کا جو دانہ تھا
سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا	شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا
عالم بالا پہ کس خودبیں کی ہستی ہے نظر	نصب ہے جوہر کا چسپ کہن میں آئینہ
کیا دہن ہو دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال	عنقا کا ذکر کیا کریں عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے یہ درج ہوتے ہیں

بیوفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھکو میری وفا ہے راس نہیں
ہم تو چلے کہاں تلک اب در گذر کریں	یا ہم نہیں اس آہ میں یا آسمان نہیں
نہ لگا لے گیا جس ان دل کو	آہ لے جایئے کہاں دل کو
صرف غم ہم نے نوجوانی کے	واہ کیا خوب زندگانی کے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا	دشمنی پر تو پیار آتا ہے
جو ہم [illegible] ہیں [illegible] روز [illegible] کی	کچھ سیکھتا چلا ہے روش میری یار کی
[illegible] تو کوئی نہیں دام قفس [illegible]	تنگ آیا ہوں فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے فریب سب ہین آثر
معلوم ہونگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی

ہمین حیرت ہے آپ ہی تجھکو دیوین کیا جواب انکا
کہ تجھہ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بت وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا تجھکو

گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا نکرین گے

کر یاد جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے عبور کیا
باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

ہین اور یار اور شب ماہتاب ہے
یارب مجھے خیال ہے یہ یا کہ خواب ہے

پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مر کر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اسے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

ایک دن [illegible] کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو مر دیکھینگے

آثم تخلص سید غلام مصطفی زمیندار موضع مصطفی آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھسے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہین

آثم تخلص شیخ ہزبر حسین ولد سمیع اللہ بلگرامی

انکار ہین یہ اسکے کہین صبح نہ ہو جا
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر علامہ قطب الدین مصیبت نبیرہ شاہ خوب اللہ
سنہ ۱۲۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اندنون مین ہوشیار
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار
مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
مہ عید اسکے گذرا تو جانا ند آیا محرم کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

مرے پہ کون ہے اپنا گا یہ سنگ مزار
پڑا ہے نام فقط اب سر مزار رہا

مجھ پہ نہ ایک بار بھی کچھ خشمگین ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بہ جبین ہوا

سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دیدہ سے پوچھو
کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا

گلے سے لگتے ہی ہنسنے لگے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھین ہم کو شکایتین کیا کیا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق ظلم مدام
سبب تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

یہ شام ہجر آئی شامت زرد کہان سے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلتے سمجھکر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر

فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر
ہے نہ یارا سے سخن اور نہ یارائے نظر

مین جو مے سینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
گر محتسب منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی
تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین

اوسے پوچھے ہے جو احسان و وفا پیشہ بھی
بیوفا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو

کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہے
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو

مرنے کے بعد آن کے کٹواتین بیڑیان
آج آپ اپنے کشتے کی سنت بڑھا چلے

کہتے ہین بلبل گیا وہ رہ سے
تقدیر اولٹ گئی ہماری

چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہین یہ دیدہ ہین یہ دیدہ و دل
ہین یہی دیدہ و دل اشک بہانے والے

اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم مین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
دل نے مرے ساتھ دشمنی کی

خال ابرو نے مار ڈالا
کعبہ والون نے رہزنی کی

رونے پر آگئے ہنستے تھے ہم
اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن کیون چپ ہو کس کی ہے یاد
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ پالی

موافق حسب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا
بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین

قربان جاؤن اونکے مین اللہ رے نازکی
پڑتی ہے چاندنی تو وہ کھلائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غرہ
موسی کی نسبت تمکو فرعون سا بنایا

آگ سی میرے دل کو لگتی ہے
جل گیا ہون حنا کے ہاتھون سے

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسن عذر ویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغہ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جشن پر اپنے جو اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن
تیرے بالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند
یہ رگ سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند

جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا
تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل

کل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین
برق لی اسکی چادر مین چھپائین آنکھین

مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے
نہ ملائین نہ ملائین نہ ملائین آنکھین

بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہین تذکرہ ہو

بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین چھل بل ہے
ہو کیون نہ بہار اوسپر اوٹھتی ہوئی کونپل ہے

[illegible]

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندہ [illegible] راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حسین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے
بر کش مین رکھتی ہے تلوار کا اثر [illegible]

[illegible] کو دیکھ کے تیر اگلنے مری آنکھین
عجب نہین ہے جو ہو رشتہ نظر رگ [illegible]

بتون سے کہیو وہ سخت جان ہون عالم مین
سمجھا ہے [illegible] شیشہ جان کو کہو اے [illegible] سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب جو رونق بجانا ۔ یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ ۔ ہاتھ سے قتل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
ندو بار ارجنون سے پوچھتے ہو حال کیا ۔ کردیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بلدیو پرشاد ولد مہا سکھ رائے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے ۔ کہ اسے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا ذکر چھیڑا ۔ اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بت مغرور چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا ۔ احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خان الخاطب باحمد خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلاے یا کہ تو آنسو بہاے شمع ۔ بنتی نہین بیان سمجھے بن سر کٹاے شمع
فراق گلرخان مین کھاکے داغ آہستہ آہستہ ۔ کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد سید عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہمسے ۔ وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو ۔ اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب تیغ کین پکڑی ۔ نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شے کہ جو کافر تیرے اور لوٹ جاے ۔ ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور لوٹ جاے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر رہی ہین دست اپنے نارسا ۔ اون کے پاؤن تک رسائی ہوچکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمھین کچھ ۔ پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندہ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج
مین نہ جانون کسکے کی تقصیر زلف

مار ڈالے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندہ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن
بل بے قسمت واہ ری تقدیر روئے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادہ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دل سے صاف رہ کیون نہ عشق مین
پہلو مین شیشہ مئے وحدت ہو جائے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسندنشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر
رات دوڑ اسنے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ باہر کے

بہلے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد
تو کیون نہ سامنے گل کے ہو منتظر صیاد

بچائے جان کدھر عندلیب زار اے گل
پھرے تلاش مین جب اوسکے جا بجا صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادہ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر اجنہ مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جداگانہ لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی
لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا امیٹھی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا
سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبہ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی
دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی

حیران کریگی آئینہ رویون کی دوستی
صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاگتے ہی بزم میں جو اوسنے جھپکائیں آنکھیں
جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائیں آنکھیں

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی میں ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی سی ہے جا تم کا نیزہ لخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا

خواب راحت میں جو لا اوسکو تو ہاتھ لگا
چونک اوٹھے گا ابھی رو کے جو کھینچو ہاتھ لگا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم

بزم میں کس کے رات جاگے تھے
ہے جو اب تک خمار آنکھوں میں

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الاصل مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہیں راقم کے دوست ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت سے ہو دیکھ آئنے یہ کیا بیکلی گردوں
سینے میں دل رہا ہے نہ جان آتن میں

پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم
کس نوبہار حسن کی آمد چمن میں ہے

شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق میں ہوئی
جلوہ گر وہ نہوا کلبۂ احزان میں کبھی

اختر تخلص واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اندنون کلکتہ کے موچی کھولیمین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو آئنہ شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت
آنکھ میں بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

طفل غنچہ کے تئین کیا ت [illegible] انکر و
خندہ زن ہوکے گلستان کو ہنساؤ صاحب

میکدہ [illegible] البیلو سا سے
بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا
ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا جاں کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ اطرافات لکھنؤ میں ہمیشہ عہدۂ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محامد حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج بے رنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیاگر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعث تنظیم تھا
مہ فکر رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا

کرلیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
کھولتا تھا بند مین جسکے قبا سے ناز کا

اے سے تو سرخرو ہے اس بزم مین مدام
تو نے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا

لخت دل پیہم جو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہوگیا

لطف بیجا سے ترے سب دشمن جان ہوگئے
ابر رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہوگیا

قطعہ

کل شیخ نے کہ مجتہد عصر سا تھا
دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہ تبختر مجھے یہ طنز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا

مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو مہ وش
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بے حجاب
ہو ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر دہن سے منھ
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا

منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نجاسکے جلد یہ پیالہ شراب کا

اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین ہشیاری و خواب

نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی سچ ہے مگر
مردم چشم تری رکھتے ہین بیماری و خواب

جگر آتش دل آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلۂ آتش

تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف
ہے جامۂ عصمت سے مزین تن یوسف

ہر سیر موج افزا رہ خون ہے اختر
نہ فقط دیدۂ پرنم ہے مرا ... اشک

ہے سوز دل کو وہ بین بھی لب سے جو تیرے
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ

کوچے مین پریزادون کے جاتا ہے تو اختر
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل

دیا بوسہ دہن کا اوسنے بہت اسکو کہتے ہین
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین

ڈر ہے بیگانے نہ پھیر سے ابھی اوسکے یار ہون
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین

آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو
اشک کا ہر قطرہ وہان پر دانۂ زنجیر ہو

عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ

بسکہ اوسکا جلوۂ جبین جبین آنکھون مین ہے
ہر نگہ اک مد حیرت آفرین آنکھون مین ہے

کیون نہ سوجھا جیسے یہ نمرود اور فرعون کو
اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے

روز عاشق کو ترے بادیہ پیمائی ہے
شب کو بے چینی ہے بیخوابی ہے تنہائی ہے

کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس
کچھ ہوا اڑتی سی سنتی ہے کہ بہار آئی ہے

ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے

ہاتھ سے دل لے گئے جی سے ترا آنکھون نے خواب
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے

عجب ڈھب کی یہ خراب آباد بستی ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے

حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے

دور اب وہ ہے کہ اختر چاہیے جس بزم مین
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی

جگر پر بانل سوز آنکھ بھی رونے ہی کا عش ہے
الٰہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے

ہم آغوشی میسر کیسکو ہوا ہے سیمبر تیری
ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے

قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے
فراق یار ہے یا بلائے آسمانی ہے

اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کے ہین

زان اوسنے یہ پایا ہے کہ تو رات کو آتا
یہان ڈنکو نکلنا بھی میسر نہین آتا

یہ شہرہ ... عشق سہا آتا ... دیکھنا
اور دل پہ پھیر یہ صدمہ شب انتظار کا

انگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروائے بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی ۔۔ نامۂ شوق کو تحریر بقدر جانا

انگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا ۔۔ بجلی جو کڑکی اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی ۔۔ سوگند ہے مرتضٰے علی کی

انگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزا پور باشندۂ عظیم آباد

غیرت نما تھا سب حسینان زمن میں آئنہ ۔۔ ہے مگر حیران تیری انجمن میں آئنہ

انگر تخلص احمد نور خان کوتوال ہوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان امیوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی میں خط اوسکو لکھ سکوں ۔۔ باقی نہیں ہے قدرت تحریر ہاتھ میں

انگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر میں تیرے وہ ناتوان صیاد ۔۔ کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا میں نہ یہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے ۔۔ آخرکار مرے قتل سے پچتاے بہت
صبح تک جوش تمنا میں رہا میں گستاخ ۔۔ بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلاے بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو متصلہ دل کا ۔۔ تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی ملکہ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا ۔۔ مجھکو بھاتا نہیں جھوٹا یہ ترا پیار نچھیڑ

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وہاں زبان کھلتی ہے ۔۔ شکوہ کرنے کی کیا مجال نہین
مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہانکے لیے ۔۔ جو میں نہوں تو ہو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تیرگر باشندۂ دہلی ملازم نواب مظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکہنا تو حیا راہِ رشک گا غم چھوڑ دے
خاک عاشق پر جھٹکتا کیون ہے دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ رائے کہتری باشندۂ دہلی تیراندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا
دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدمو مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل
اوسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

تری سلک در دندان کے ایسی آبداری ہے
کہ جسکے سامنے پانی درخوش آب ہوتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر ۱۱۶۹ گیارہ سو اونہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات اُنکی نظر سے گذری

اوس تند خو کے سامنے سے نلنے لگا ہون جب سے
ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو

جان تجھ بن کچھ اچھا دکھتی نہین ٭٭
زندگانی کا کیا بھروسا ہے

میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے

رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے
چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آور یہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد مین نوجوان ہوان بھلا کسطرح نہ لون
دے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا آقا دربخش صابر

[illegible] آگ سے [illegible] سمان کیسا
چڑھتا ہے زور پہ اب نالہ و فغان کیسا

[illegible]
کہان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی ۔ ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ
محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے ۔ اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے
آرزو کو بھی نہ افسوس قضا نے چھوڑا ۔ عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی سے آنکھ مین ہے حسن گلبدن کی بہار ۔ کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی ۔ ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبد الغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا ۔ بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا
دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپکے ۔ دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا
غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب ۔ مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے ابھی تم سے نہ گھر جاؤ تم ۔ پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم
تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق تھے ۔ یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے
ولا تو بستر غم پر جو یون کراہے ہے ۔ بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ نبی متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ مین سوتڑی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرا اردو کے نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا ۔ تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا
رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو ۔ پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا ۔ لو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا
دعوی آب [illegible] اور اوس رشک مہر سے ۔ منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

تمام دھال کم نہین ۔ وزیر داغ سے ۔۔۔ کٹتے ہین اکی ہاسے نہ آیا ۔۔۔ گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے تصنیفات انکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار وہی سی اوسکی ہو تحریر لب ۔۔۔ دل جلا نکلا ہے ۔۔۔ آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندۂ بریلی شاگرد عشرت

ہن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ ۔۔۔ خندۂ گل نے بہت خوب رولایا ہوتا

غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے ۔۔۔ فرمایئے تو آپ کا کیا مہربان گیا

وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین ۔۔۔ سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہا ۔۔۔ درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین ہے بس

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل بن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپا لے گا گنہگارون کو ۔۔۔ پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا

آزاد جیکا رہنا آٹھون پہر برا ہے ۔۔۔ ہٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر

وہ بن سنور کے ترا اٹھنا وہ شرمانا ۔۔۔ وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ دیکھ نہ مجھے

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی لیاقت زائل ہوگئی تھی

اندازون پیارے تری طرز تکلم اور ہے ۔۔۔ طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیدرلی خلف مسٹر جیمس ہیدرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین ۳۲ بتیس برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے ۔۔۔ خود نقص آپ مین نہ مری جان لگا لیے

ابرو نہو تو تیغ ستم پر نہ کھینچیے ۔۔۔ مژگان نہو تو خنجر مژگان لگا لیے

آزاد تخلص میر فقیر اللہ دہلوی

سب صنعتین جہان کی آزاد ہم کو آتین ۔۔۔ پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم معظم جناب مولانا محمد صدر الدین خان بہادر دہلوی متوطن صدر الصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی میں رہنے کے ہنگام میں انکی خدمتین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم و فضل کا حال مشہور ہے صاحب بیاض نہیں ۱۲۸۵ ہجری میں انتقال کیا

ٹک آہ بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

مرنے سے مرے نہ گریہ نامہ بر ابن دیکھیے
یہ بھی چھاتی سے لپٹا ہے کہ تعویذ نہیں

نالش مقبول ہو دعا سے عدو
کیا کروں وہ بھی مستجاب نہیں

تیری آنکھوں کے دور میں کیا کیا
مست رسوا نہیں خراب نہیں

مستی حال چشم و دل یہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہیں

عشقبازی کا مزہ جاتا ہے
اب وہ موسم نہیں شباب نہیں

گھر سے نکلا اسکے کھلی بالوں ہر اک کھٹکے پر
کیوں نکل آتے ہو دھوکے میں جی بیتاب نہیں

اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر
کہیں پرسش دادخواہاں نہیں

فلک سے نے بھی سیکھے ہیں تیرے سے طور
کہ اپنے کیے سے پشیماں نہیں

اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہوں یاد آشیاں نہیں

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

اچھا ہوا نکل گئی آہ حزیں کے ساتھ
اک وقت تھی بلا تھی قیامت تھی جاں نہیں

کٹتی کسی طرح سے نہیں یہ شب فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسماں نہیں

میں اور ذوق بادہ کشی لیگئیں مجھے
یہ کم نگاہیاں تری بزم شراب میں

تحقیق ہو تو جانو کہ میں کیا ہوں قیس کیا
لکھا ہوا ہے یوں تو بہتی کچھ کتاب میں

یہ ٹھہرا اور عشق سے آزردہ جائے شرم
حضرت یہ باتیں کہتی ہیں عہد شباب میں

تری مجروح کے سینے میں کچھ گرمی سی باقی تھی
وہیں بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکاں کو

ادھجھنے کو بلا ہیں آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کنگھے آپ کی زلف پریشاں کو

مصر میں آج تجھے دیکھ کے پچھتاتے ہیں
سادہ لوحی ہے جو یوسف کے خریدار ہوئے

عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے
نکلو تو دیکھو خاک میں کیا گھر کے گھر ملے

دل سے ہم ملادین خاک مین سب وضعداریان
جوان جوان نرکے وہ ملنے سے ہم شیر شکر ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین
یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

اوگل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین
روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص لالہ تیج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تابہ حشر آنکھین مری جو وا رہین
مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

بازیاب ہین کو آئیگی کیونکر نظر کمر
تار نگہ سے ہے اوبت نازک کمر
آپ سے وان کی لپکنے نے طوفان اوٹھادیا
اسے بحر حسن آگئی کیا [illegible] کمر
مشتاق قتل سمجھے اوسے حیا نہ عید کا
تیغ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا
خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنؤ کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

فلک تو نے ہی گرم کی بغل رات
ہم سرد ہوئے تجھے ورنہ کل رات
بزم ستان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس
کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
ماشر ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کے
گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش و صحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب سنتے ہین مین کہتا ہون یارب
یہ تجلی دیکھئے گرتی کہان ہے
پھر ہو خیال رخ جانانہ ہوا ہے
پھر شیشہ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا ابند [illegible] متوفی محتشم گو ولد مرزا مغل لکھنوی شاگرد صبا ہلبت ۔ ا ن

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا یہ کھود یو مرے مزار پر — ان کمبیون سے کوئی نہ اپنا لگائیے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا — ہین یہ بازو سے عقاب اب جو بنی تیر کے پر

اسیر تخلص تلسی از نصرانی مقیم دہلی شاگرد شاہ نصیر ٹرا زور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو — شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر مین یون زیست کرتے ہین — کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرآبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین — کریان زمین بھی نہوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح سے ہین خیال — خاطر وسوسہ پرواز کا دیوانہ ہون

اک مین سے ہے نہین زخمی ابرو سے ستمگار — خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہر بن مو سے اوڑاتے ہین نثار سے ہاتھ پاؤن — جا بنخل نشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا — بحر الفت مین ڈالا لاکھون ہی مار کے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساں کا — شگاف خامۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا — کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی — آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف — شرہا بیچ مین دلال تو سودا ٹھہرا

غفلت سے ہما گینہ پوچھے ہین [illegible]
شیشہ ہاتھ آیا نہ پیشہ کوئی سا غر ایا
بام پر بیٹھے اونسے تیرے مہوت کیا اٹھتا
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ او اٹھا
عالم کو سنجیدہ بنا [illegible] ان ہین
کھینچیکو یون جہان مین ہزار ون ہین یار وو
مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے
لا حساں وہ تنہا بوسہ لینگے ہم بزبردستی
قد ہو اگر خمیدہ تو لازم ہے تار اشک
اپنے مجھکو طلب تیر نگب خاک سے
ترقی کچھ جوانی مین نہین ہے مقدار سی کی
نہ سہی گر تمہین منظور ملاقات نہین
قد جو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین
چاندنی مین کون آیا پانون مین ملکر حنا
الفت رندان جانان مین کبھی جاتی ہے عمر
گل تازہ ہے جو تن پہ ہمارے زخم کاری کے
بسکہ آنکھوں مین روشنائی ہے
جین سے سوتے تھا مر مضمون +
بیٹھے ہم ملا کر ہاتھ انگور تاڑی مین

اب آدم مین تنہا دوسرا کوئی [illegible]
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا
سچ بتاؤ سب کا جیا تو دبالا اپنا
سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا
لا خبر ہے ساقیا مرے جام مین آفتاب
مشکل ہے کے وقت ایک سو پر [illegible] دولت
محتسب سے پوچھتا ہون مین رہ مینا نہ کہان
ہمارا دانست ہے نہ ست واوس ہیبت نخوان
لازم ہے اس کمان پہ چلا تیر پانون مین
ماتم سرا مین ہاتھ سے کینہ نہ اٹھون مین
ملا کرتا تھا گھوارہ ہمارا خود الہین مین
کعبہ گھر آپ کا اسے قبلہ حاجات نہین
ابروے پیوستہ قاتل بھی کشتی گیر ہے
جا بجا ہین سرخ بوسے جا در مہتاب مین
ہے روان کشتی ہماری سو نیون کے آب مین
گر شمشیر قاتل سے جبہ اور بہاری ہے
خار مژگان دیا سلامی سے
جو رباعی ہے چار پائی ہے +
استاکا ہے ہمنے ساقیا اور اسکو تارنا

اسیر تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ معشوقون سے ساتھ	پاتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید کمال نبی برادر خورد سید آل نبی اعظم خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب فن کرتے ہین

ہچکیاں آتی ہیں وقت آلی ہیں اسیر — وقت تو دن ہیں سکتے یاد آگیا
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت — ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون اپنی ہاتھو نسے کشتون کا ہوا میرے بعد — رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط تقدیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے — آیا مری تقدیر کا کاتب امرے آگے
قاصد وہ تو ناسمجھ ہے یا سنگتے خط — ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندہ بریلی

اب نہیں دانتی کا گلہ کس لیے اسیر — زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی ہے سزا اسے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندہ سرہند

جیسے مشکو کر تجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی — نہین ہوتی ہی یہ ترسے تلوونسے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن آقا یار بیگ خان رسالدار خواہرزادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد محبت صاحب دیوان ہین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور — تمنے بھون سے جو کلدام بنا ئے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوشنویس ولد شیخ منظہر علی باشندہ قصبہ مصطفے آباد عرف کستھاری مقیم لکھنو شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنو مین دیکھا ہے

ہو وا اتھ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا — اشرف بلا ہی جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار جب یار ہمن منہ مین — یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بیان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم — پہونچیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپ کو بھاتی ہے لذت انکار — نہین کی جگہ بھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدہ نظارت پر مامور تھے

ہے جستجو یہ کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین — یک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندہ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود عزیزون مین خادم حسین بیتاب

اعلیٰ صدر امین کانپور کے ہین

ادس میں سرکا قامت تو بلا خیز ہے اشرف ۔۔۔ اس واسطے سے سنج دو بالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکہتے تھے

مطلب ہے لا امکان سے نہ کچہہ کائنات سے ۔۔۔ ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندہ کا نہہلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا ۔۔۔ کہ مرے سینہ مین ہوتے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر جعفر علی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین —

تو تا ہے پیر اداٹھا تا نامہ لیجاسے کو وہان ۔۔۔ گر یہ سچ تو سر چند وہ ستمگر بہو جانے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بہورے خان افغان باشندہ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوگئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط او اٹما ہے پھر الا یا ۔۔۔ قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

نیارت یو چھو اچھہ دکھا وفال کھلا وکوئی یہ ۔۔۔ بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرے ہین

پاؤن کو توڑ جب بیٹھے ترے در کے آگے ۔۔۔ سر دیا یار پہ اک گام نہ سر کے آگے

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے ۔۔۔ جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے

نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور ۔۔۔ کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یار و نبی

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجہ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرنے ہو عیادت اسی مرض کی تسکین سے ۔۔۔ آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قبل ہو گیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر متونہ

جی تھا آنکھوں میں یار تھا دل میں
اس قدر انتظار تھا دل میں

دم آخر جو ہچکی آتی تھی
وہ فراموش کار تھا دل میں

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مر گیا اک صنم پر آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

ہچکی اکثر نکلتی ہے میرے سینے سے
الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندۂ دہلی کہ نامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مر گیا اس واقعہ کو چھبیس برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا
اوس میں کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مر گیا

جان دی عاشق نے تیری شب کو اک نالہ کر کے
آدمی تھا آتش صدمہ اوٹھا کر مر گیا

ہے جدائی میں زبس آشفتہ جینے سے تنگ
سن ہی لوگے آپ نہ اک دن ہبوکر سم کھا گیا

ہائے پھیرو ہر دن سے کہنا اوسکا رک رک کر اب
مجھکو سمت پھیر دو کہیں آشفتہ یہاں آجائیگا

زلفوں سے بھی زیادہ کیا رخ نے دل پہ جبر
کافر پہ تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہیں

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ
بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھہ پنڈت باشندۂ دہلی شاگرد تنویر

اندنوں تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش آپ کے کھوئے ہیں کہاں دل آیا

آشفتہ بزم یار میں ساقی بنا ہے غیر
کیونکہ پیوں کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب

کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر میں
تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات

دل میں آشفتہ ہے بتوں کا خیال
لب پہ باتیں ہیں پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید تقی علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی
شاگرد مومن خان و نواسے مصطفےٰ خان شیفتہ وطن انکا بارہہ مولد دہلی

ہم وحشیوں کا گھر ہے کہ لڑکوں کا کھیل ہے
دن میں ہزار بار بنا اور بگڑ گیا

پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی
گور میں بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہاں — اب تو یہی ہے رقیب کو ہم نامہ بر کریں
ہے وصل میں بھی فراق کا غم — ظاہر میں ہوں پاس پر جدا ہوں
تم غیر سے ملے ہو کبھی سے بلا نہیں — سچ ہے کہ بیوفا ہوں میں تم بیوفا نہیں
نے قتل کا خیال انہیں اور نہ موت کو — قسمت میں کیا خدا نے مرنا لکھا نہیں
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے — ستمگر وہ پر خوب ادا جانتا ہے
غش ہونگے ہم آشفتہ تا سر رنج جانان سے — پوچھے گا قیامت میں جو شور اٹھے کیا کوئی
پھر ابھی کیا تصور ملے بیتاب و بیقرار — جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے
بنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے — کئی دن ہو گئے اور سا تو جیتا ہے مگر آیا

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندہ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ منشی فارسی وارد و خوب کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا — کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا
قبر کیوں جاتے لوگ ہیں حیران ہوں میں — کیا ترے بیجان کو بھی ہے حوصلہ تقریر کا
آج کل مائل ادھر ہے دل جب پیر کا — یہ اثر کب تھا الٰہی نالہ شبگیر کا
وادی وحشت میں ایسا پاؤں پھیلا ہے مرا — دیدۂ مجنوں پاپان حلقۂ زنجیر کا
ہوا اندوہ میں اندازِ گریہ کا سا — تو بہ کنج خانہ میں ہوتا ہیں ... کی سا
کھل گیا ہے سیاستی میں جوہر الفراقدس — ہے تماشا گاہ بزم قدس کی ظہور شراب
رکھے زانو پر بہت سے پریشت آتش — ہوتا ہیں حیران پانی پہ تو تیشت آتش

آشفتہ تخلص مختار الدولہ مشیر الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب سید رعلیخان بہادر برادر حقیقی ... وطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنو شاگرد امام علی ...

غیروں سے ہے جفا ہی کسی نظم سب — چشم ناز سے جو ایسے ہیں شمار با ہتمام

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنو شاگرد ... بھی لکھتے ہیں بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستوں میں ہیں اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہیں

چاند سورج تیرے بالوں میں نہیں بالائے سر
ہو گئے ہیں مہر و مہ شب کو قرین بالائے سر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑوں ہوئے پامال
نکالے آپ نے کیا عالم شباب میں پاؤں

وہ رند ہوں کہ جہاں ہوں وہیں گزک ہو پہنچے
لگیں شراب میں ہے ساقیا کباب میں پاؤں

انھیں یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ میں آج
کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب میں پاؤں

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل میں

در بدر پھرتے ہی اب بنت عنب قدر نہیں
پوچھتا کوئی نہیں دور شہ عادل میں

جنبش لب سے تری کشتے نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرماکے مسیحا دل میں

ہماری آہ سے ڈرتا ہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دوسار پہلو میں

دل ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہیں یہی دو تین چار پہلو میں

سنی نہ ایک مری بات ہائے صد افسوس
سنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو میں

اشتیاق تخلص سید علی حسن ولد سید آقا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد میں میر عماد خوشنویس کے ہیں

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھوں کی موہنی
باتوں میں تھا جو سحر کا عالم کہاں گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑیں
فتنہ ہو جائے اوٹھائیں جو کبھی سر پلکیں

اشکی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہوں ولیکن
شکوہ نہیں کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھر آنا ہے یہ اوس دم
جس وقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر میں
اور مفت میں بد نام کیا نام حیا کا

کچھ وجد نہیں نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالۂ پر ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر شیر مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن کچھ اپنی آنکھوں کا پردہ حجاب ہے

مجھ کو تو بات کل کی نہین یاد آشنا ۔۔۔ کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھین مین ہر بار پاؤن مین ۔۔۔ اے دل لگی ہے خاک در یار پاؤن مین
زنجیر دہتے باندھیے دست گناہ گار ۔۔۔ جو کھسٹ کا کاٹ ڈال رہو دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندہ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین ۔۔۔ ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبد الکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندہ کشن نگر کلکتے مین رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سنہ اٹھارہ سو بیس میں انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا ۔۔۔ تو گویا شعلہ تراک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا ۔۔۔ شکر للہ شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا ۔۔۔ کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فرخ باشندہ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک ظلم سے چھپتا ہیان تک ترا سر کا مرکا ۔۔۔ استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دم کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے ۔۔۔ اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارون کا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز شمع ۔۔۔ شوخی سے شب چراغ کو دے کے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس نرمے آرام ملیگا ۔۔۔ ہاے اپنا بھی ہوا وہان سے گذرا مشکل
قدر جفا کے کب تلک تم کہ دہم کیا کرین ۔۔۔ وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین ۔۔۔ ہاے کتنا شب ہجران مین پریشان ہون مین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے ۔۔۔ جھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب / سمٹ کے ہے آج میری سمت بار بار چشم
ہوا ہون لبکہ خفا اب تو اپنے جینے سے / لگا ہی لونگا مین تیغ اوس قرن کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا بہار مولد الہ آباد واٰلہ آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے تھے

جوڑے پہ ہوا اشک کہ یہ ہے نافۂ تاتار / مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختن ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ پادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین اکثر بہت روز رون تک رہے آخرش سنہ ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستون مین تھے صاحب مثنوی و دیوان گذرے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ لکھی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم / شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین اعیان ذکر / شنبہ ذیقعدہ یازدہم آہ درد یا سے غم
۱۲۷۶ ۱۲۷۶

ایضاً

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ / غمین سے ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی ہے آہ مین نے علیسوی تاریخ / علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

چھپا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین / تمھین بتاؤ تجھے کہ کہان ہے دل میرا
منڈا کے آپ نے منت کے بال جب سے / برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے / خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے / مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد غرا اضطراب کا / سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا / اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین وہ جو دم سے کام ہم الفت کی شتاب ہین ۔ وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

جنون آنکہ پھر فصل بہار آیا عاشقی آئی ۔ دل سودا زدہ پھر رنگ لایا واے رسوائی

یہ کس پردہ نشین نے ہوا ناکہ شکل اپنی دکھلائی ۔ بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی

تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے ۔ خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی

نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے ۔ ہزارون بار چھاتے اوس دیدے مین حیا آئی

دہان زخم نے کس لیے کیا تھا موش و نابینا ۔ نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی

بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر ۔ کیا ہی یاد ظالم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

کھڑی ابرو مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے ۔ شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد اونکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا شعر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان اونکا نظر سے گذرا

یاد کر مجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا ۔ یاد رہا میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے ۔ ملا ہے مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین ۔ وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال ۔ ترے جبین کا عالم رہتا [illegible]

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز ون مدراس مین رہے وہان سے کلکتہ مین آکر پھر دلی کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھ سے ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر اللہ آہ نے میرے ۔ لطف سے کچھ اثر کیا پیدا

تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا ۔ آرسی اس مین لاجواب ہوے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندہ دلی ترک دنیا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

نہین ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے | نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد امام بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انھین کس گل کے خار مژگان کا | کھٹک سی رہتی ہے بلبل نہار آنکھون مین

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی کو دو فرزند علی موزون معلمی کرتے تھے

رلتی ہے مری جان کو منہ دو طپش دل | دکھلائینگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص مرزا مرزا شاگرد مرزا املیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمھاری غم نہین | کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین

یہ آہ و شیون نے سر اوٹھا کہ سحر کی نہ تاب لائے | کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نوحون پہ آسمان

تمھاری کوچے مین آ جو کی شب کٹی ہمکو تڑپ تڑپ کے | خبری تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی ٹھیری یگانگی ہے

اظہر تخلص مولوی کرامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور تعلق فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے ہے تاریخ گوئی مین بے مثل لاثانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل بہا کرے ہمارا دل کا | طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا

بہشت پہنچے نہ زاہد کبھی اوسکی دست کو | عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا

لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسیر | سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا

کھینچنگے ہم پہ سر اسر جو کوئی پوچھے گا | سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل | اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل

تاثیر حاضرات سے کیسے ہے چراغ دل | اپنا ہے از نگین سلیمان ہے داغ دل

انجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شعلۂ حسن یہ دن رات نظر آتی ہے | نور ہی آنکھین تھین سو اب ہو گئین ناری آنکھین

اعزاز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صاحب شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختوں کو | جگر سرمہ کو دی [illegible] اسے ملا آنکھوں میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا پہ تری زلف | رکھتی ہے دماغ اپنا سیہ بخت فلک پہ

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا | سر پائی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالدار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نہ رکی چوٹ یار کی | کٹتا ہی وہ نہ [illegible] جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ
مردوں سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے | [illegible] بازی کہ [illegible] کا ہاتھ
سمجھو شلا کے ساتھ گل اور دہ وہ ہو | کیا جانے پکڑ کیا کہاں مجھ غریب کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہیں | بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہنر سے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبرآباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہوں نہ شمشیر جفا کا | انداز کا مقتول ہوں کشتہ ہوں ادا کا
غیرے کا بوسہ لب شیریں میں ہے مزا | گالی میں تیرے لطف ہے شیرینی انار کا
چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کرو عزم سفر | جان اپنی وقت رخصت تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہیں وعدۂ دیدار کیا ہے | جب لا کے قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسی کے سامنے | مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وحید اللہ خان بہادر متخلص بہ واثق ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا | جس نے دیکھا تجھ کو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کس کس سے کرے عداوت کا یہ اعظم [illegible] | ایک عالم اس جہاں آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھکر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب ویسے آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روی صاف سے — کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کر کے کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

ایسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہو گئے — ہوا دشمن کے ہاتھ نامہ کا غذ کشمیر پر لکھا
سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتے ہین ہم — شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ ممکن دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری پر گراں صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلی خلف میر ولایت اللہ خان باشندہ دہلی ملازم تاج الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے تھے — وہ مشغول ہین اب قبا کے گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان اثر آتے ہے — اوسکی خوشی کہ ہاتھ کا پتھرا سے سنگ جبر ہے

اعجل تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندہ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہمدمو — لیکن حجاب سے آگ لگی ایسی کہ کیا کہون

اعجاز تخلص آغا حسن ولد مرزا میر باشندہ لکھنؤ شاگرد میر ... بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے ... اور ... صاحب دیوان ہین

وصل کی شب بھی کرتا ہون دعا ای آغا — حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تب فرقت سے ایسا پڑ گیا ہے جسم آغا — ... ہی لیتا ہون کروٹ

اعجاز تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی ... شاگرد ... دہلوی

ہو جاسے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — ... خاک و جا ... آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی متخلص ... باشندہ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب جل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو — ... کو کی ... الٹین سے کے ہم کیسے

آفاق تخلص سید فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی ... اسد اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے پیوینگے جام شراب ہم — لانے کا دل علا کے کرینگے کباب ہم
اشک تیرے چشم سے جب دم کر ہمارے نکلے — مرزبان گننے لگے ون کو یہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی صال سلسلہ بارہ ہوا کہ بیچ بری بین پنہا ہوا ہے حال انکا مانند آفتاب عالم تاب کے روشن ہے محتاج بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

خوب سا سید ہا لبنے گا دیکھ اسے سرو نے پا — اوسکی رعنائی سے بت تواہی رعنائی ملا
صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے — شب دل آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے — ابتو آرام سے گذرتی ہے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تحفۃ الشعرا باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی کی اولاد سے تھا

نہ جا چمن مین تو اب آفرین لہو اپنی — لبون مین اوسکے نہان ہے بہار غنچۂ گل
سبت ہین گر یہ تمہین اوستاد کرنے کو — بری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندہ لکھنؤ دکن مین جا کے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزارون مین سے اوس یار کی آنکھ — جس پہ ٹرتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا — چھیڑ سودا مین ہوئی شام بلا سے پیدا
عشق گیسو مین الجھتی ہے طبیعت پہروں — خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبرآباد

ہے سیب سے کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا — غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمد وہوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

کل کل سے نامہ بر کے مراتاک مین ہے دم — کیا آج بھی وہ بار خدایا نہ جائے گا
محبت مین صبر و شکیب و قرار — ہراک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرثیہ گو سے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھتے ہے سدا داغ سیہ اپنی جبین پر — آتا ہے اوسے رشک ترے روے حسین پر
معلوم نہین کیا ہے تو خاک تماشا — نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی مریدپوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیوں میں ہیں ؛

سردمہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے حال
چاہیے کاغذ دمِ فکرِ سخن کشمیر کا

نرگسِ بتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہیں
جالی غرفہ کی تری ہے دامِ آہوگیر کا

ہوتی ہیں مفلس تہی وصفِ طلائی رنگ میں
کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار در پہ ہے خدا خیر کرے
خانہ بیدار ہے خدا خیر کرے

کفِ پا سے جو ظالم مل رہا ہے
کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے آخر ایام میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کی منشی گری میں مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو میں ترجمہ کیا ہے ترجمۂ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع میں نہ دیکھا رخ افسوس
جیتے رنگ نے اوس سے مارا

یہاں تلک ہے نزاکت گلوں کی گجری سے
لچکتے گلتا ہے اوس گلعذار کا پہونچا

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہیں افسوس
حصول کیا ہے جو مژدۂ بہار کا پہونچا

پاؤں پہ گاڑے کہ جوں نقش قدم پھر نہ اوٹھے
خاک میں مل گئے بیٹھے جو ترے در پہ ہم

کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہنا قاصد
بجز اسی کے سبب طاقت تحریر نہیں

اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہیں
دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں

ہو مرا کیونکہ گزر اوسکی گلی میں وہاں تو
طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہیں

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
وہی احباب جو یہاں آئے تھے سمجھانیکو

کچھ بات تم سے کر نہیں سکتے ہزار حیف
مدت میں تم ملے بھی تو غیروں کے گھر ملے

سخن سنج

ہوتے ہی کیا انکا لے اگر سر میں ور دیے / اوس خاک پاکی آگے تو صندل بھی گرد ہے
نہیں جانتے ایسا مجلس سے ہم بے اوسکو لے جائے / قدم اب کب اوٹھاتے ہیں کہ ہمنے پاؤں پھیلائے
آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھ کے / چاند سی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حسین لکھنوی

آگئی جان بدن میں دل شیدا ٹھہرا / آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا
فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب / ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرہ نواب بہار الدولہ باشندہ لکھنو

جلتا ہوں روز ہجر میں خورشید کی طرح / ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو بیانوے ہجری میں انتقال کیا

شام و سحر خیال قد یار ہو گیا / بے زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنو اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے یہ مضمون دوست یار لو امر اہ کا / کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا
روشن ہمارا نام [illegible] میں کب ہوا / یہاں گل چراغ زیست سر شام ہو گیا
اوس وقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ / افضل جب آفتاب لب بام ہو گیا
مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ [illegible] / منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات
اتنے خط بھیجے ہیں لکھ لکھ کے [illegible] مشکل / نامہ بر کے پاؤں مجھ خستہ جگر کی اونگلیاں
افضل میں کیونکر نہ الٹوں پلٹوں کہ یاد ہے / باتیں وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ
جھانکتے ہیں [illegible] در سے / نقش دیوار ہم ہیں ششدر سے
دل سے شکوہ زبان تک آ کر / رہ گیا شکر آپ کے ڈر سے
ہم [illegible] بادہ کش [illegible] ساقیا تو دیکھ لے / مے ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے
کس کل سے بیکل ہوں جیسا خاک مجھے کل لے / کل ہے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا فزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہہ دیتا
کوئی یہاں آنے نہ پائے مگر افضل آئے

شوخی غضب اور شوخ کی خلقت میں بھری ہے
بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدرآبادی

یہاں نہ آنا ہی غرض ہے عذر دردِ سر شب
مستغرق ہوں اگر نہ آؤ تم کو بہانہ چاہیئے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان بن محمد یار خان رسالدار باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش ان سے کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیئے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہوں جس پر شرکسانہ زنجیر آیا
فسانہ ہے پرستان میں مری زنجیر کے غل کا

خنجر کا ذکر قتل میں بہتر ہے نہ کیجیے
لیتے نہیں ہیں نام چھری کا اسکا رہیں

یہ یہاں کی فکر میں ہے وہ وہاں کے خیال میں
دیکھو جسے وہ مست ہے اپنے ہی حال میں

موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے
غش آ گیا جمال جو دیکھا جلال میں

آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے
انصاف ہو تو قصہ قارون دلیل ہے

کیونکر خدا کرے نہ حسینوں سے دوستی
خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے

کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر
غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی افضل حسین لکھنوی

دھڑکا گیا نہ ہجر کا وصلت میں بھی ہمارا
شادی میں بھی رہا یہ کھٹکا غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان زادۂ اردوے اعظم علیخان

پہلو میں بیٹھ کر مرا دل شاد کیجیے
بندہ ہوں رنج و غم سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابوالمعالی عالی بن حضرت شاہ محمد افضل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار رہیں

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل
سرمہ شاکر جو لگا کر آنکھوں میں

پھوٹ جائیں مری آنکھیں جو کسی اور کو دیکھوں
ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی

جی ہمارے جگر ٹکڑے ہو کے ٹوٹ جائے گا
کیا تجھکو خبر اسے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے سیر الوجی گیا ۔۔ مجنون یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفےٰ خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا از شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا ۔۔ ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی ۔۔ کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان جوش عتاب یہان آئے ۔۔ مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین کرنے لگا دل تیرا ۔۔ مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرا لاشہ اکبر کو چھپایا گھر مین ۔۔ بار نے اوسنے مجھے جانے نہ دیا او کہین
وہ ان دنوں اختلاط سے انکار و عذر تھا ۔۔ یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا اکبر دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

جھنجھلا اٹھا ... اوسنے تو بگڑ کر کہا کہ واہ ۔۔ تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

اکبر تخلص اکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ملتا ہی نہیں کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر ۔۔ دیکھو اوس کو ابر بھی یہان پانی بھرا کرے

اکرام تخلص حکیم اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی ۔۔ کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز مسیح لب جان بخش آ گئے ۔۔ مُردون کو زندہ کرکے تماشا دکھا دیا

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے ۔۔ مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

غیر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا ۔۔ غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوس کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے ۔۔ جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

پھر غیر کا ہوا راہ میں یہ بھی مری قسمت
لایا تو اوسے جذبہ محبت کا یہیں تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد میں تھے

پیری میں کر دن سیر جہان کی تو بجا ہے
دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندہ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو
مرلے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقۂ چشم میں کیون آج ہے دم پا بر رکاب
ہے کہان کا ہمین ورپیش سفر دیکھین تو

منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی
باتین بنا بنا کے تو کہیے نباہ کی

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف داتا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین تلامذہ میں رنجہ کے ہین

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا
دیکھیے کیا ہو تماشا کیا ہے

تیرا دیدار میسر ہو لے
اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندہ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر یہان تلک آئے ہین سو سو نازسے
کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندہ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب
سو آج کوچہ میں تیرے ہوا ہے ستیاب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد راجہ سکھن جی زبان پارسی میں اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا
جس جگہہ بیٹھے وہاں کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشق علیخان سہبا دیوان ان کا

چوستے ہین مین نے کب لب شکر فشان یار پہ
آگاہ اس مزے سے کہ یا ان ہے مری

چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا ئے خون
گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد مصحفی

کھا لیا ان سنتا ہون مین تیرے ہی منہ ورنہ
مجھکو اک بات تو کہنا ہے وہان کیسا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تجھے
الم ذرا نہ کیوں ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد [illegible] آیا [illegible] سو چورانوے ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا
[illegible] سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی مین ہنر کئے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے سیان تک ہمین ملول کیا
کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا

نگہ وہ وشنہ کہ طعنہ کٹار پہ مارے
مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پہ مارے

ارے بیکسی تیرے قربان ہون
تیرے وقت مین ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد غزالت سورتی

جیا ہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو
اب کسکے ملنے دے اسے قاتل ذرا انکو کر

اماطی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو جو اشک تو جوش آوے
مژگان نہین رکھ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

امانی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آتشی دہلوی سنہ ۱۱۷۷ گیارہ سو ستتر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیر اسے ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا
اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا

کف افسوس بیٹھے ملتے ہو
کیوں امانی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنو مین ان کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان و واسوخت نظر سے گذرا

نادان کی محبت مین ہے سو طرح کا دھڑکا
دل دون کسی نادان کو مین ایسا نہین لڑکا

وہ دم حسینوں کا بھرتا ہے اونکی مری [illegible]
جو دم نہ مرنے [illegible] چلانے کا سید کیا

مہ

مری بھی بار خاطر نازک بدن رہا
نے کرم نے مہربانی رہی نہ مروت نے وفا
محشر کا کیا وعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
باغ مین جاتی ہے اوس گل کی سواری اندنون
جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار
آئنہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف
بیداد تجھے یاد ہے واللہ تمہاری
رفتار کی چلن سے غضب ہو الہی ہائے
گردون کے دور مین اوسمین کسی نہین نصیب
شعلہ اونکا دیکھ مجلس مہر و مہ کیا آگ لگا لے

تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر
ای امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھکر
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
دم بھرا کے پھرتی ہے باد بہاری اندنون
بت کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کرون
نکلا حسرت سے مین تصویر پشت آئینہ
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمہاری
چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چالیے
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے سنہری
کہا سپند نے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندہ دہلی

تشریف یہان نہ لاو پر نامہ بر تو بھیجو | مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی جھجھر مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے | ہمارے پاون کو ہے ربط خار صحرا سے
اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب | دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک کے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کسکے یہ خار مژگان دل مین کھٹکتے ہین | جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپکتے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہو نہین جز قطرۂ اشک | اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا ہوا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد | کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بلبلی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے | آہ کیا ہے سر دیا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیخان شفق باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شعرا اس تذکرہ سے ہیں

فراق مین طاقت اوٹھا چکے ہین کسو ہم سے دلا کچھ نہین — اثر یہ نالے دکھا چکے ہین کہ دل تو تکے لا چکے ہین

یہ تو ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو — پھیر دیجے آپ دل امداد کا ہمدرد ہو

پہنچتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ سنگدل — مجھکو یوسف شکی آتی ہے اس تحریر سے

امراد علی نام تخلص امراد علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہمیشہ صحبت آشنانہ تھا مگر ٹھرا وہین اور وہ کی تھا ستر برس کی عمر مین انتقال کیا

یہ دھول اگر کسی نے چڑھائے اوڑا دیجے — باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

اُمی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر جاہل تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ سینے مین نہ آجائے کہین — ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جانِ کہ اکم

امید تخلص مولوی قسمت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

مشکل ہے مدعای امید ہو ہرگز فراق مین — آخر دو چار ہو نینگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضا ہمدانی امراے محمد شاہی مین تھی ہندی گوئی مین انکو کمال تھا ۱۱۵۹ گیارہ سو انسٹھ ہجری مین دہلی مین وفات پائی اشعار فارسی اسکے اچھے ہوتے ہین

یارب گھر مین عجب صحبت ہے — در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان موگلوی

معلوم ہین نہیں ہیچ کا بیان کہان ہے — زاہد کی تو تسبیح مین زنار نہان ہے

امید ۔۔۔ حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

ساقیا ۔۔۔ لیے دیتی ہے جوانی امنگ — سر پہ اوسکے نہ تھی وقت دوپٹا ٹھہرا

ہنگامہ ۔۔۔ ان مین پیا لے دو کر — کھیچے دیدۂ الفت مین اندھیرا ٹھرا

بوسہ طلب کیا تو وہ کہنے لگے جبین مرا — دل کی ہوس بر آئی ہے شرمگین ہے کب

امید تخلص نواب امید الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈ و فرزند وزیر الملک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے دہلی مین اپنے مکان مین بہت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے
بلبی ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
کل جو ہم آئے بھتیجے کے ساتھ سیر و دیر کی
اکھڑا آیا تھا یہ پالیکن خدا نے خیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کھائی ہے قسم
طاق ابرو کی طرف ہاتھ اٹھا کر پلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عالم جسکی اک ادا
لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
اب تلک رہتے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر
مار ڈالنا سہل ہے اور زہر کھانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر
کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی ... وطن بلگرام

گل سامنے ان گل تنوں کے جھاڑتے ہین
کیا ہمسری عارض گلفام کریگا

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندرپور مقیم ... -

ہوا و حرص غنی کے درکا دل و جان سے ہے فقیر
کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

شرماتا ہے اب تلک خورشید
سامنے تیرے آ گیا تھا کا
روس انداز سے لگ کر کوئی چھاتی سے لگا
کیون نہو مرے تماشہ وقت زخم تیر کا
ایسی شرمندہ جفا کی ہنگام عتاب
... گرمی ہے تو اتنا ہی ستم رہتا ہے
بس مین آیا جو تمہارے اوسی جا ہو سو کرو
کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلی مین اچھی مہارت رکھتے تھے

اس تشنہ گلو پر بھی پھرا دیکھیو قاتل ، بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے

سخت کاوش مین ہون برنگ نگین ، ایسے نام آوری کا شہرہ کیا لا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے ، ہر صدا ہی پا مین جسکے سو طرحکا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا ، مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے ، ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا ہیر
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو ، اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر ، کندہ ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین بیتاب و بے آرام ہے ، رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھکو ، ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اس گل کا وا تبسم قبا ہو گا ، کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
ابھی تو وہی عہد ہے جس روز کہ ہمدم ، کھڑا دہ نظر آتے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے ، میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص سید محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون شعلہ رخو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ ، رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ پر طاؤس
ہی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ ، ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی ، سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مرگئی

انجام تخلص عمدة الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۱۵۹ گیارہ سو انسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساتھ اسکے سر کے تھا انجام پاس سلطنت — شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نعش میری دیکھکے مقتل مین یون کہنے لگے — کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا بندہ رضا عرف جھبن مرزا شاگرد میر کلو عرش

تمام سے تجربہ مین مرنے کا یقین ہے انجم — نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے آگے کیا ہووے — دل لگی مین تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اونسے شکایت کرین تو کیا — سو شوخیان نکلتی ہون جسکے حجاب مین
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمہین کیا حاصل — ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم — غیر کچھ چپکے ہی چپکے ہین پڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل پژمردہ قفس پر — اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالی
بارے اٹھا ہمین عشق نے اک پردہ نشین سے — کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو — کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو
واہ رے مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا — پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

انیس تخلص میر ببر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندہ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہوکے نہ ہر بار آنکھیں — اب کبھی بزم مین رو کین تو گنہگار آنکھیں

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبرآبادی امرائے شاہی سے تھے ۱۱۹۴ گیارہ سو [illegible]
استفادہ [illegible] دہلی مین انتقال کیا [illegible] اکبرآباد [illegible]

زمین و آسمان دھرے ہیں سب تجھ میں ہی انسان — نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھلکتا ہے

اقسب تخلص میر ابو طالب ولد میر اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش

ہے فرط داغ سے اقسب کا سینہ تختۂ باغ — برنگ گل ہے شگفتہ زخم سے بدن کی بہار
آئی نہ شکل مرکز عالم نظر کہیں — ڈھونڈھا کیا میں شام سے لے تا سحر کہیں

اقسح تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سہیل الدولہ ولد سید اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ میں آئے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں

باغ میں عکس رخ دلدار سے یہ گل کھلا — سنبلی چوٹی پہ جھم کر دھوپ سونے کا ورق
ہے یہ تصویر بت بے پیر آنکھ میں — پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھ میں
آٹھ پہر دھیان یہ اقسح کو ہے ترا — پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ میں

اقسح تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد اکتالیس ۱۲۴۱ بارہ سو ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہیں ذہن مستقیم رکھتے ہیں شعر و سخن سے بہت شوق ہے اور ابتدا ہی سے نہایت ذوق سے شعر اچھا کہتے ہیں ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ میں رہتے ہیں کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہیں صاحب دیوان ہیں پیشتر منجھو تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا — خورشید پہ ہوا سے گماں شمع سحر کا
ایک ہی صیاد زیرک نظر ہر شکار ہے — سبحۂ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا
کیا جائے رعب کوچۂ قاتل سے عاشقو — تھرا رہا ہے پا لو قرار و ثبات کا
پاؤں تک پہنچی لٹک کر سر سے دامان یار — عرش تک پہنچا دھواں یہاں آہ آتش بار کا
ہو جیسے حال تو آغاز عشق کا اقسح — یہ ابتدا وہی جسکی نہیں خبر پیدا
رکھے نہ کام زینت دنیا سے صاف دل — محتاج سرمہ ہووے نہ دیدہ حباب کا
کس بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج — دست سحر میں ہے جو قدح آفتاب کا
پیدا نہیں ہے اوس رخ پہ نور سحر شفق — دیکھو کھینچا ہے عطر گل آفتاب کا
ہاتھ ملکر رہ گئے ہم فصل گل میں ای جنون — پاؤں جب زندان میں پابند سلاسل ہو گیا

ہو گیا

ہوگیا جو تجھسے دریا نوش کو ذوق شراب
ہین جدا اسے طفل سجوہی لا تشنہ عاشق شرے
کام لے ابرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
نمایان سبزۂ خط لب ہے گرد عارض جانان
دیکھ پایا ہے گزرا ہو سے مشق آفتاب
ہے تلاش این روز و ان کسر نو محبس کی
آزاد باغ دہر مین سر سبز ہین مدام
فیض بہار عام ہے اسے دل عجب نہین
کیا خطا صیاد کی ہے دام کا ہے کیا قصور
سربلند ونکو کیا ہے کینہ عالم مین اسیر
ونسے روشن سا ہوگا بزم عالم مین چراغ
ایک دن یہ ہے کہ پاے سلاسل پاؤن مین
ہوے کمر کی طرح سے معدوم ہو گئے
وہ دست دور ہو نے سے مصیبت ہا پاے
تھی درپہ گھٹے پڑنے کی جنگو شد اعجاز
گھر یار کا اب جمع عشاق ہوا ہے
مجھ ہی ہین منت اغیار سے اہل عروج اپنے
نہ پہونچے فائدہ سنگین دلون سے خلق کو ہرگز
رو ہی صافی کی جدائی کا بیان کیا کیجیے
چاند تلوا ایڑیان انگار ہی ہین پاپوش کے
ہے دل صافی کو ہر دم رو سے صافی کا خیال
بھڑکی ہوئی ہوش کی آتش بدن مین ہے

آسمان شیشہ بنا اور مہر ساغر ہو گیا
تیرا کوچہ آج وخمہ کے برابر ہوگیا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا
اثر افسونگر دکھلا ہے زہر مار گیسو کا
زرد ہو جائے شب نیلگون سے آفتاب
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب کا
کس دن نہین ہے سر ولب جو پیاسے
دریا مین مچھلیون کے بھی ہو جاتین تشنہ
آب و دانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس
کررہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف عنبر پا تھر
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین
نقش قدم کیطرح سے اوٹھتے قدم نہین
اسے اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین
دو دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین
نہ ہووے حاجت روغن چراغ ماہ روشن کو
بجھاتے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کو
آئنہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف تر ہے آئینہ
آئینہ کے رو برو رکھا ہے اسے یار آج
مانند شمع جسم مرا پیرہن مین ہے

کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے
مطلب جنھوں سے ہو قاتل شہید ہوا جل وہ [illegible]

جوشش جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی
زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر انکا مولد مرشد آباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روز دن میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو کے ہجو لکھی تھی میان منظر نے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گذرا

صنما پر سب کرم یہان تری ہین ہر ایک بلا
وہ جو محو دشت نظارہ ہین کبھی آہ بھر کہین [illegible]
یہ محمد عربی تو وہی ادب سے جام بادہ نور وہ
بردوان ساقی کوثر اسے [illegible] زبان [illegible]
یہ جو کہتے ہین [illegible] سو غلط ہو [illegible]
تجھے انشا [illegible] کیا کہون دو جہان مین [illegible]
وہان جھوٹ جھوٹ تم نے [illegible]
اوس [illegible] خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین [illegible]
ٹک اک آنکھ ملا دے [illegible] ہی کیا کام ہمارا
جھڑک کے کہنے لگے [illegible] بہت اب تم
ہر چند کہ [illegible] تو اٹھ جاتے ہین آپس مین
کسو [illegible] آپکو [illegible] بھلا لیا آیا
اوسکی [illegible] یاد آئی
اوسکی [illegible] تم سے لیا کرون
اچھا [illegible] ہو تم اسے صنم اچھا

کہ اگر الست پہ ہم تو ابھی کہے نہ کہین بلا
کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا
کہ نہ ہو تجھے سکر مین ساقیا [illegible] زبان [illegible]
سبھی اہل وجد کو مے پلا کے [illegible]
جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون [illegible]
جو خدا کے نور سے [illegible]
ہم [illegible]
واسطے دو دن کے [illegible]
تس پہ غضب [illegible] ہمارا
کبھی جو جھول کے اونسے کلام [illegible] کیا
پر اپنا مین اگلا سا [illegible] پایا
کہ خفا ہوئے کل ذکر جو میرا آیا
سامنے آنکھون کے اکبار اندھیرا آیا
چھپا ہی پڑتا ہے وہان جو مین وہ گذرا یا ہو
تو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے ہین تنگ ہین اتنا
کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
جو بات سمجھنے چاہیے ہے مزاج آج
جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اور ڈھب سے تب
لگ جا تو مرے سینے سے دروازے کو کر بند
لگا بگڑ کے تسمہ کے لگا بیٹھے ایک جو پیچ
بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
کیون سا قبا نہ لال ہوا اتنا یہ رنگ فرق
بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہین
گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
غصہ مین تیری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
دیکھ انکھیان اوسکے گوٹ لگی
آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی
صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
دین گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا

واللہ کہ اس سے برا اب عدم اچھا
تاڑ کر کہنے لگے دن ہی ابھی رات کی گت
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ
دے کھول قبا اپنی کی بے خوف و خطر بند
بلبل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر
شہر سے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر
شیشے شراب سرخ کے ہین جا بجا سنگ
ہین نے لین کر دیتین یہان تک کہ ہوا چور پلنگ
جب کھلکھلا کے ہنس دو وہین صفائیان ہو
زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین
جو چاہیے سو سمجھیے ہون آپ کے بس مین
تمہاری جتیون کے آگے آگے یہ کرتی ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
اب تو کدر آ او بھی تقصیر کر بیٹھا
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی
آپ کا میلا کچیلا پن سے کچھ پیدا وسے
گویا کہ آشنائی کا ہے نہ بھنی کسی سے
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی
مین جو بنا ہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی دن سے کہاں بیٹھے کہ کیا ارشاد ہے
سن کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

دو بوسوں میں راضی نہ ہوا میں تو وہ بولے
تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
تس پہ یہ مجھ سے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس سے

یہ پیاس اپنی نہ بجھے برف سے نہ شورے سے
بجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے
کہ لاکھ برق نہاں جس کی ہر شرار میں ہے

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو [illegible] میں ہے

کھب گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری
سمجھا کو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے
اگر ایسے میں آجاؤ تو ہے اب وقت فرصت ہے

ریختی

بن سنبھلے ہیں دولہ دولہن اس وقت ہم
تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر [illegible]

اٹھا جو جاتا ہو ہمیں زور لنگوٹا
صدقے اوسکے کڑا لیے دو گوہر بنگوڑا

چبھتی سے یہ لنگوٹی مجھے بھاری آگیا
کوئی سادہ سی مرے واسطے [illegible]

تجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ ہری او کم بخت
تاڑ جاوینگے ترے لوگ ارے او کم بخت

پھول کی ایک کلی جو شب میں اپنی لیکر
دم یہ بلبل نے بھلائے کہ الٰہی تیری [illegible]

گتھ گئی مجھ سے دوگانا کی میں جو جھٹکی
تو بس ان جاؤ بہو سے لوگوں سے مجھ سے [illegible]

رات بھر اتنا ترستا ہی رہا جی باجی
اب تو نوبت بھی اٹھوا جی باجی [illegible]

ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانے کے لیے
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں جا جی باجی

کیا کہیں بات ہم اوس مردوے کی مستی کی
آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبد الرحمن خان ولد سالار بخش اکبر آبادی داروغہ اصطبل اصیلان شکار بہادر

حسد کی آگ سے غیر کا دل کباب ہوا
ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رات

کیا ہی نادم ہوتے ہیں اسے انصاف
بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

انور تخلص شیخ عبد اللہ قنوجی

کیون طلوع اسکا آفتاب حشر تو ہوتا نہین — ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندہ کالپی

ہو رہے دہن پہ تیرے جو شیدا مصری کی — تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد تراب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندہ لکھنؤ

لکھو لگتا حال اگر ضعف و ناتوانی سکا — کمیت خامہ نہ قرطاس پر روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال — وہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل — اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا — اے مری جان جو تم پھیرتے ہو گھبراتے بہت ہی

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و محمد علی

تجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر — خود حال آئینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب — شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص وسے محمد خان باشندہ دہلی حیدرآباد مین داروغہ عدالت شاہی تھے
فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی — خود پر وازمین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان — رگ گل سے بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہین دلگیر ہون — حیرت نظارہ سے جون غنچہ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد علیخان شفق یہ شعر اس تذکرہ
کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے — دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے گنوا دینا — نقصان کے سوا ہین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا ہو تمھے ہو قیمت دل کا معاملہ
تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین مشہور استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین اقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مرجاینگے جو درد اوٹھایا نہ جاے گا
الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جاے گا

نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب [illegible] نہ آئی
کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جاے گا

ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا بیان
خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جاے گا

پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جاے گا
داغ آو سنے جو دیا ہے دکھایا نہ جایگا

جسم وہ آنکھین نہین ہاے کیا ہو گیا
وہ کاف تو اب کچھ نیا ہو گیا

مزاج ب ہے ضد کا کہ تو تجھسے دل
فلک یار اغیار کا ہو گیا

تمھین یہان تک آنا قیامت ہے
ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا

مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال
جرم سے میرے ہوئی توقیر پشت آئینہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نظارۂ دلبر جو ہین کھٹکا دل مین
روح کی طرح اوسے سینے مین چھپایا دل مین

نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن متخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سواے مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی شب ہے
چراغ تو ہی نہین افسوس سے ہے

کیس سے اک شوخ ہوئی [illegible] کو اٹھا لی
نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے

[illegible] شوق [illegible] نے [illegible] دیا
آج کی شب تو نکل جا ہے قابو سے

انیس تخلص [illegible] الدین [illegible] خان ہمشیرہ زادہ نواب [illegible] خان دہلوی شاگرد [illegible] ممنون شاعر تھا [illegible] کے [illegible] مین [illegible] [illegible] [illegible]

شعر گوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انہیں آہ ۔۔ چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا +
کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج ۔۔ رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین
آہ یہ کسکی یادگاری ہے ۔۔ آج جو دل کو بیقراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جاکے کرینگی چمن مین کیا ۔۔ باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنؤ شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا ۔۔ میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا
ہوگئے پیر انتظار رہے مین ۔۔ تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا
دل و دیدہ لیکے جو یار گئے سو وہ رنج و غم مین تلف ہوئے ۔۔ ہمین جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان شاگرد اشرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا کے سے ۔۔ ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا
بندہ ہے تیر الا کہہ چڑھے آسمان پہ چاند ۔۔ ٹلتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح الله باشندۂ میرٹھ

قتل پہ ہین نہ وصل پہ راضی ۔۔ رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا
فلک دون سے کیا مدد پاہین ۔۔ اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بدر جبین خال ہے زحل ۔۔ کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ
دو چار چیزین جیا ہین معشوق کی پنا تمہیہ ۔۔ انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان کثیر

نرگس ہے نے چشم ... دستہ قد غنچہ ہے زمین | رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندہ قصبہ بہان توابع لکھنؤ شاگرد نواب علی تصور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا | دل کو ہے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندہ دہلی رہتا مقیم دہلی انکو عارضہ خلل دماغ کا تھا

کھاتا ہے جوش ... شمشیر ... دشتان میں وہا | ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار محبت اوج ہیں اوس چشم مژگان کے | ہمیں ایسے مجرم پر الٰہی کمان سے جسکا جی جاے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

نفرت سے بہت ہے یا اون کو دینے ہاتھ ساقیا | رہوے مکین میں مست شراب کسکے پاؤن

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند سہلاتے ہیں میرے دل کو پر اوسکے | ادا کیس طرح مجھکو اوس پری رخسار کی بھولے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد میں سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تمنے لال کیا | چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا
ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر | اودھر تو ہاتھ میں تسبیح اودھر زنار پہلو میں

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندہ بریلی اشعار فارسی اونکے نہایت مطبوع و مرغوب ہوتے ہیں

رکھتی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ | ہے آہ سے لب میری ہر زخم جگر تازہ

آہ تخلص سید اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہیں

اس قدر رویا ہون ہجران میں او چشم مست یار | ہیں خالی پنجۂ مژگان تری او نگلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندہ دہلی شاگرد مومن فن معما میں اچھا دخل رکھتے ہیں

تمہارے حسن میں گرمی نہیں ہے | اگر ہووے تو وا بند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
اوٹھ کہین سے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان
شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا

ہر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لے گئے
شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادہ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
ہے باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجائے
لگے ہے جیسے لڑا اپنی چیز اسے
سبب سمجھا ہے بیماری کا وہ شوخ

اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات
کیا یا وہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

اسما تخلص حکیم واحد علی باشندہ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان سے اپنا ابر باران کیطرح
دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال

شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

اسمان تخلص سید شیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعرا سے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو رنگ پر طاؤس
ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نا منصف
مے گلگون کا حسد ہم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے
ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر

ہو کیون نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس
نمایان تشہیر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
دل پر جوش ہو جاتا طلسم قلزم خون ہے
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا اب ان آنکھون سے
ابر بھی پانی بھرے ہے دیدۂ تر کے آگے
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھوں کی رہ تیری انتظار میں روح | رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار میں روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جور بتان سے سینے میں کیا کیا خراش ہے | دل ٹکڑے ٹکڑے ہو سب ہے جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبۂ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونی کی سن صدا مری بولا وہ دیکھو | خانہ خراب یہاں پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ
بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائیں آنکھیں | ہو گئی صلح جو اکبار لڑائیں آنکھیں
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر | یار نے چین بہ جبیں ہو کے دکھائیں آنکھیں

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہائے افسوس چھٹا موسم گل ہی میں چمن | مجھ سے ناکام کوئی باغ میں صیاد نہیں

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جونپور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف
رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجوں کا مزا | اگر ذرا بھی دل پہ کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلۂ اغیار سے رہا تا صبح | تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد
مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

ہر روز وعدہ کرتے ہو آتے پر آتے نہیں | قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ باز کا
لکھتا ہوں حال جدائی کا جو تیری ای جان | حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالوں باقر | میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ
ولد سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور
راقم کے دوستوں میں ہیں اشعار مرقومہ ذیل تذکرہ کیلئے بھیجے تھے

خاک پہ والون کی تھی ہیرا و لگن مین کچھ نہ تھا	صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچھ نہ تھا
کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف	حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا
نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین سیکی خلش	مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا
نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین	وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا
عرش اعلی تک گزر ہے نالہ شبگیر کا	دیکھ اسے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا
جبہہ سائی کے سوا تا آستان یار پر	مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا
نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا	سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا
بوسے پہ اونسے وصل مین کیا حجتین رہین	گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن	لب بھی سنئے ہین ترے اور نیا دہن
کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا	ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن
اسے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری	موجین ہین گال لب ہے حباب کشادہ دہن
آگئے تو گالی دے کہ زبان خوب صاف تھی	اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن
باقر ریاض شعر مین جو ہر فن کی ہے طلب	وا کر نماز فجر مین بھر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل	چھپائین کا ہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمدی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرلے اب بلبل	پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندہ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب	دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

اچھا شعر کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا راقم سے انسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی شعر انکے طرز کے اچھے ہین

بتو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا
خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے

کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
سر وہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح
کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی
آنکھ کھلتے ہی میسر ہوا دیدار قفس
ہم اسیرون کی اگر تیر نظر کاری ہین
کہے دیتی ہے بنائے قفس تابوتے
ہمصفیرو کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
ہے خدا دے تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات
یہان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے کم
رو بصحت ہوئے زندان سے جو مر کر نکلے
ایسے عالم سے تو انکو چلا ہی خوب ہے
مجھسے ہنستے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے
آج کل اونکی خریداری ہے میٹھا سا لگے
ایک دن تجھکو چھپا ئینگی مقرر پلکین
تو وہ سب دیدے ہے جسوقت پھری تیری نظر
جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر
ماہ کو نقرہ مسر کو زر دو
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
ہوئے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے

بڑا بھلا کہین ہو جائے فیصلہ دل کا
کہ دل لگی ہے ہماری یہ شغلہ دل کا

بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر
سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح
پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح
موئے فرہکان مری قسمت سے ہوئی تار قفس
ہوگی دیوار چمن صورت دیوار قفس
مر گئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس
مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس
کب ہوا تا بلبل تصویر گرفتار قفس
راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس
گو مین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس
زاہد کے ہاتھ چھوٹ کے لین برہمن کے پاؤن
خوش مین بظاہر مین پر لگی آگ بگولا دل مین
بیچتے ہین کوزۂ قند نگار چھاتیان
آنکھین چھپا دیتی ہین ستمگر پلکین
تلخ ہے آنکھین نہ کرین رحم نہ جو پھیر پلکین
کچھ پھیر چھٹے تو راستا ہو
جبکو چاہو اوسے
گگن مین چاند ہے تارے ہین شب کا حال نہین
کسی سے لاش بھی اپنی یہ احتمال نہین
ہتھیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم / دہوان دماغ سے اوٹھتا ہی سر کے بال نہین
جو منچلے ہین سپاہی کسی سے دبتے ہین / جہان مین سبزۂ شمشیر پایمال نہین
ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ / سحر ہی شام جوانی سپیدہ بال نہین
ہر ایک لاف زنی کرلے اپنی گھر مین بجا / نکل سکے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین
محفل مین بیٹھکر یہ اشارے بھلی نہین / فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہون ہون جس سے مین اونکو بلا لا دے یہ کہتا ہے / مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آوینگے نہ آئینگے

بدر تخلص مرزا ابلاقی ابن شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا [illegible]

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کہا لیا / غم کہائیگا تو نہین جو یہ غمخوار آپ کا
اپنے ہی پرسش مین ہوگا ختم کہ ہنگامہ سب / گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کہلا
اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنا یا / اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا
گھٹا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا / ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ / میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس سوشتری باشندہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر / ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلائیان

بدر تخلص میر بدر الدین باشندہ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یہان / ہر نفس کے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا کیا
کسکا خواہان ہے کہ دل قافلۂ اشک کے ساتھ / دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان طپش

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی / نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بہوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا / دیکھ اوسنے شکستہ حال سے مجھے

بحن شعلہ

برشتہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ
اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ

بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ
کوئی زلفِ یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے آندھی ہے گھٹا ایسی ہوا مین
افسوس کہ ساقی وسے وجام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صالح شاگرد ناسخ واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے سنہ ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد مژگان آشنا کی بحر فرقت ہے مجھے
مستقیم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا

مین تو کیا ہیچ سے بالون کے لٹکانا ہے محال
پیر بھی آئین اگر اسے مرتا بان سر پر

کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین
بدلے جبین کے ہو خط تقدیر پاؤن مین

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو
دیکھ لینا ہے تم سو ہمی گل آنے دو

میکشو آئی رحمت ہون غنیمت سمجھو
سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ

چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھاو صورت
آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ

پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان
آتے نہین ہین خواب مین تم سامنے

یکسان ہین بادشاہ و گدا جوشش عشق مین
پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے

ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین
تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی

دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے
روح ناکام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے

مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کے
جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے

اودہی کرتی لال کچھین اور اودسیہ سنہری گوٹ لگی
ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندرآباد مقیم اکبرآباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

سر کیا اوڑ کے ہین جیب و گریبان کے دیوانہ
ہاتھ سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا

کیا لگی پھرتی ہے اوس پانو نگارین سے حنا
جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہو گیا

صورت شکل چاک چاک اپنا جگر ہے برق ہیا
چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہو گیا

رشک عدو و حسرت وصل آرزوے مرگ
صدمہ سے کونسا نہ مری جان پر نہین

دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی
ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی

ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا
سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے
زلف مشکین ہے یا کہ پردہ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندہ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

ملا بہا تناب تب غم سے دل غمناک سینے مین
اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندہ خیرآباد راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

ہو نہ تجھے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو
نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو

دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی
تجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانا لگ گیا
ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی

تصور مین تری گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون
ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

خط کی نمود چہرے پہ معلوم ہو گئی
قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے

مجھکو ہرکارکا ساتھ پایا تو یہ کہا
یا رب خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرہ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ تیری سینے سے لب پہونچ گئی
کوتہ کمند نکلی یہ عرش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جبار گڈھ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت پستی ہے نہ تنہا چشم سے
ہے تماشا استخوان مین مرے گلریز کا

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا
انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

یاد آگئی مشت خاک اپنی
اوڑ کی جو کہین غبار دیکھا

تیرا ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے
گویا کہ اسیلئے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم دہلی

مرے بالین پہ وقت نزع کا آ ایک دم اونکو
رہے گا حشر تک سینے مین مرے داغ ارمانکا

مین کیا کہ خبر اوسکو اپنی ہی نہین ہمدم
کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا

وحشت ہی پرستی ہے آوارہ سے پھرتے ہو
دل آپ کا ای بسمل سچ کہیے کہان آیا

حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس
پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

شیخ سے کو بہ ابتاتے ہو
اسکا تم کو مزا چکھا دینگے ہم

ناصحا تو یہ سلے وحشت اسکا نام
دل لگانے سے باز آئینگے ہم

ہر ہر نگہ مین ناز فروشی ہے کس لیے
اپنا تو اب وہ دل ہی نہین جو جگہ پھنسے

قاصد سے یہ اسے یون کہ خدا خیر ہی کرے
میری طرح سے کہہ ادھی اپنی خبر نہین

کھلے گا جس جگہ حق ہم وہین سر کو جھکا دینگے
نہ ہم کو ربط کعبہ کا نہ ہے نفرت صنمخانے سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

نہ آہ و بکا بہا نہ تاب اور نہ مطالب دل کے حق ہوئے
تہ سے ہی گا قیامت تک کھینچ دامن تمنا کا

دل تو نے ہم سے او بت کافر اوٹھا لیا
اس ناز کی مین یہ تجھ سے کیونکر اوٹھا لیا

تم سے دل کی ناز برداری نہ ہوگی جان لو
جان من یہ دل ہے ترے نازوں کا ستایا پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا یاد مین غنچہ مین مژہ کے
کب اشک سے یہ تسبیح عقیق جگری ہے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا الہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد یار طاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبرین
آتی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاے دل

عشوه کرشمه شوخی غمزه ادا ناز
قاتل یہ ایک ایک ہی بسمل براے دل

گرم جوشی غیر سے کرتا ہے جو وہ بیوفا
سرد ہو جاتے ہیں غیرت سے ہمارے ہاتھ پانو

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودہ باشندہ کاکوری کلکتہ میں رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اودہ میں انتقال کیا

ہاے کیا دیوانہ وار اسنے کام یہ بیجا کیا
آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا

دریا میں رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ
فانوس بن گرد ہو گئیں روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت بشیشر سنہ لال سررشتہ دار میرٹھ کا بیٹور ولد بخشی ٹیکا رام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہیں ناقوس اے طفل برہمن ہاتھ میں
کہر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیشوں ہاتھ میں

گوری گوری انگلیاں ہیں شب کو آتی ہیں نظر
شمعیں ہیں کافوری گویا کہ روشن ہاتھ میں

آئینہ سے بھی کہیں شفاف تیرا ہاتھ ہے
آرسی پہنے ہے کیوں اے شوخ ہر فن ہاتھ میں

دانتوں کے نیچے دبائیں انگلیاں اغیار نے
میں جو جھکانے لگا اوس سیمبر کی انگلیاں

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائیں مرے قصور ہوا
وہی کہیں ہم انھیں کو گواہ کرتے ہیں

جفائیں سہتے ہیں جور و ستم اوٹھاتے ہیں
ہمیں ہیں یار جو تجھسے نباہ کرتے ہیں

مگر تیر عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے
کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے

محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو
جدائی آپ کی دیکھی نہیں جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بنارسی

نہ میرے درد سے اتنا ہے آسمان تنہا
ہزار دشمن جان ہیں اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر الدین باشندہ کڑہ مانک پور

کہہ رہی ہے موت ہر دم ہر زمان بالاے سر
تم فلو آتا ہے وقت ناگہاں بالاے سر

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ میں وفات پائی

دلِ بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہے وان خاطر دلگیر کسی کی

شاید دلِ بیتاب کو تسکین ہو اپنے
کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبرآبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر تمکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا
پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ رہے تار لگا

پھر ہی سل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا
راہ بس ناسپنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا

آئینہ دیکھ کے کہتا ہے ہو اللہ رے مین
اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین

اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے
مرنے کا نہین اسکا اپنے مین بقا ہون

مجھسے کب تک ہین دلِ صد چاک کا پیوند ہو
اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو

ق

شب گذری ہے اے سحر کے نالو
پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو

گر قتل کیا بقا کو خون لو
اس بات کو منہ سے مت نکالو

پنہان ہے بھلا کہے خون عاشق
بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تو نے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو
کہ موئے پہ بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دو گے بقا کو تم آئینہ کے دم بوسہ
تو اوسکے نہین گویا تم آپ بقا دو گے

کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے گم ہے
خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے
کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارہ ہے

یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے
ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی
طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان
مت کھڑا ہو تو صبا کے زنخدان کے تلے

یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے
آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اب بیمار سے

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اوسکی گفتگو سے
یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے

عشق میں بو ہے کبریائی کی
عاشقی جس نے کی خدائی کی

ہمسری مست صبا سے کرا ے آہ
تو نے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا آبادی بخش صابر علم حساب میں اچھا دخل رکھتے

بیونا پیان وصل دیر آشنا ورزود رنج
خوب سمجھے تھے کہا اے یار زیبا ہو گیا

کچھ وصل کا سا حسرت پنہان میں ملا لطف
شب میرے تصور میں جو اک پردہ نشین تھا

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر
غیر سے دھیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگ ولد فتح بہادر سنگ اکبرآبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا
کیا محبت ہے درد کو دل سے

اے بہادر نہ چھوڑیو میدان
نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ [illegible] بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی سو گئی دل کی آرزو نہ گئی
ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کڑا
گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم صاحب خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہیں

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلا زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

رو کون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ
پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین

ندیان جتنی چڑھی تھین وہ نظر سے اوترین
ڈبڈبا کر جو ہین اشکون سے بھر آئین آنکھین

یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو
مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے

ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا
ایک وہ ہین جنھین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کنہیا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفدر

وہ میرے گھر آئیں تو کہوں حال دل اپنا
تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر ایسی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید سے شرمندہ ترے منہ سے قمر بھی
ہے مشک بھی گیسو سے خجل سنبل تر بھی

بھید تخلص آرایش خان خلف سید مرتضے خان سفیر ایران

بسکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے میں
ناوک ناز ترا دل سے ہی سوزان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان ومرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد میں نظام الملک کی سرکار میں متعلق تھے اور وہیں فوت کی کلام اونکا بہت شیرین ہے

قفس میں بعد رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا
تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

کہتا نہیں میں عشق اسے نالہ جو ہو صبح
کانوں تلک تو اوسکے تو اثر نا پہنچا ہو

باتوں میں آہ کہتے لگایا اسے بیان
رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف

سمجھا نہ ہوں گذر یار نہ ہو اس سے آرزو
اک بے خلل مکان ہوس میں ہوا نہ تھا

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے منیر
شام سے لیکے صبح تک وہ بھی نہیں رہا

رخصت سے چشم بند عبث جاتی ہے جاسوسی
اسے سا کیا ان کو سے تباں ہم تو یہاں رہ گئے

بیان کون سے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

منت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

جادو بھرے کرشمے تھی بلا تھی
ظالم تری نگاہ کیا تھی

ظاہر میں وصل کا نہیں اسباب کچھ بیان
نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن فرقانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے
نہیں پتا نشان ترے گھر کا

سر کو ٹکیہ ہوں ستم کش آزار بے سبب
افسوس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان نہیں

بیباک تخلص میاں بشیر احمد رامپوری کلکتہ میں بھی آئے تھے سرہند سے پیرزادے تھے

سخن شعرا ۷۴

وحشت میں اگر پاؤں کا پھیلانا ہے منظور — بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے پہلے

بیباک تخلص حکیم میر شجاعت علی شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد سید مولد قصبہ کول امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے دہلی میں بھی رہتے تھے

ہم کو بلبل و نہال نے مارا — گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے — روز کے انتظار نے مارا
دادخواہوں سے لگ گئے رستے — اوسکا جس کوچہ سے گذر ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے وائے — ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گل خون کی گلی میں اسے بیتاب — خاک پا ہے گلال سے پائے شہید

بیتاب تخلص خداوردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یار خان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا — فائدہ کیا ہے ابھی مجھ سے قسم کھانے کا
مجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر — قتل کیجئے تجھکو ہی جاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبدالرسول خان شاگرد امام الدین الور

سر اوسکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا — تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا وہ بت تو مجھسے منایا نہ جائے گا — یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
پیری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق — کچھ درد دل نہیں کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص بیبوک رائے شاگرد محمد بقا

صحبت کی بھی کچھ ہوتی ہیں کیا ای ہمنشین راہیں — کہ خوبان یوں ہیں دیکھو دیر ہم اوٹکو اور یہ چاہیں
ادھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا — عجب ان تھے کہ شب وزر تھیں رکھتی تھیں اثر آہیں

بیتاب تخلص کشن نراین کھتری باشندہ بنارس

تپلیان آنکھوں کی کب خالی ہیں سیل اشک سے — مردم آبی کو کچھ خطرہ نہیں سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبر آباد گوالیار مین منشی گری پر نوکر تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن | دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین رہتے تھے

بھا گیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو | بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم | یہ نظر آتی ہے طول شب ہجران مجھکو
آخر فریب کھا کے کیا اوسنے مجھکو قتل | مینے کہا تھا تم سے اوٹھا لینگے مرکے ہاتھ

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفی خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین | پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی نجم الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتہ رفتہ بت خوش قد سے آفت ہوگا | قدم آگے جو بڑھے گا تو قیامت ہوگا
جی کیون نہ سمجھے جب کہ جلا دے ہے گھر آشنا | سب بستی کو ڈر ہے جو لگی آگ گھر آشنا

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی اپڑون کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روی زیبا کا | گمان ہوتا ہے فوارے پہ اب سرو چراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دلکی | مرے کنج لحد پر حکم ہے گنج شہیدان کا
شاہ معرکۂ عشق ہین محمود دوا بار | غالب اس جنگ مین سلطان پہ غلام آیا ہے
کبھی آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا | ہان فقط کان سے سنتے ہین کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم کنڈورہ ضلع کالپی عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی کبھی اف قاتل
لگائی گن کے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیوک سنگہ ریال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر
جب کبھی آہ ہماری مین اثر ہوویگا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رامپور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے
ہم سخن غیر سے ہو لیتے ہو جو آواز بدل

بیجان تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری سیکھتے ہین راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے
یعنی وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیدار تم کو یہان نہ آنا تھا
روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

پی گلگون کی جنت کم سے تو مست دیکھ اے زاہد
بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رکھیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا
دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا

تجھی ہمین بہت سے اسے بیخود اسیری کی ہوس
ہوگیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سحر زمیندار بہرہی برادون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھیں پھوٹین جو دوبارا بھی تمہین دیکھا ہو
ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل

تمہین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو
تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل

اون نظارہ کا کس روز ملیگا ہم کو
دیکھیں کب توڑینگی پرہیز یہ بیمار آنکھین

ایک بوسہ پہ ہوئین مثل مژہ برگشتہ
آپ سے بات نہین رکھتین وہ بیزار آنکھین

آنکیا سامنا کسیکو کبھی تو یہ کھلا بھید
بیخود اسکو کبھی محرم اسرار کے ہاتھ

پیدا ہے نہ پہلو سے اسے درد عشق
بہلتے ہی تجھ سے طبیعت مرے

سخن شعرا

کیا ہین نے شکوہ تو بہم نہ ہو | تمھین نے بگاڑی ہے عادت مری
چشم ساقی پہ ہو آکر فدا | بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے مجھے | حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بینا پوکر ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا | تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے | نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر [illegible]

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا | لہٗ | آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پایا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضیٰ قلی خان فراق مرید حضرت مولانا فخر الدین شعرگوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبرآباد مین جاکر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی تخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہوگئے ولیکن | جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار و قد و چشم کے ہین عاشق زار | گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
پھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا | کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ناتوانی سے مرے دیکھیو اے دست جنون | رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان بن چھپا
واہ وا اے قاتل کچھ قہر یون ہی چاہیے | ہم سے ہوتا آشنا غیرون سے ہو نا آشنا
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک | ہر چند غبار ہو گئے ہم
خبر نہین ہے شراب کرتا ہون | دل زار کو کباب کرتا ہون
جانین مشتاقون کی لب پہ آگیا | بل بے ظالم تیری بے پردہ نمایان

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین

جو ہم کلام اوس لب جان بخش سے ہوے
کس سے اونھین دماغ کہ پھر گفتگو کرین

آج لگتی ہے کچھ بغل خالی
کون سینے سے لے گیا دل کو

دیکھ اوس گیسوے مشکین کی ادائین شانہ
دونون ہاتھون سے یہ لیتا ہے بلائین شانہ

ہے زمانے سے جدا روز و شب سوختگان
شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ

شکوہ کم نگہی آنکھون سے اوسکی نہ کرو
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئنہ دیکھ تو اس منہ سے سمجھے ای طوطی
دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ

اب تک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے
اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے

ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبد الرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کس لیے
ہین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا

عشق ہم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی
کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرہ خواجہ رحمت اللہ خان ناطق تخلص شاگرد عبد الرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کی ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا
ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا

آہ اوسکو دم نا کرد گفتنی
نگاہ دل لگا جسکی یاد آیا

دل پہ غم کے رہینگے یہی دونون نشانیان
کبھی چاہ زنخدان مین گیا کبھی زلف پریشان مین

نگہ کی چشم کی زلف دوتا کے
سہی اک دل جفا کس کس بلا کے

بتون سے ملتے ہو رات دن کو بیدل
تمھین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبد القادر وطن اونکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور ہین بیان ہین احیانًا تفننًا شعر ریختہ بھی

کہتے تھے ۱۲۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق نے پکارا / پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم ہین

بیدل تخلص منشی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندۂ ہوگلی مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے محبت لب پر ہے / طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ

مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن تجھکو / افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی / شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بیصبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندۂ سکندر آباد شاگرد مہر گوپال بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس / تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جسطرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب / جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا
رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوڑی وہنی نقاب / اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندۂ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوئی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ / سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین پوچ / لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبد الوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت مرشدآبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج و لوا دیا / اے آسمان بتا تو نے بیکل کو کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندۂ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سر رشتہ دار تھے

نعش بیمار پہ قاتل بھی ٹھہرا روتا تھا / لب نازک کو دیا اسنے بوسے مزار کے لئے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندۂ رامپور ملازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رامپور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا
خلق تشنہ دیکھتی ہے قاتل کا

سانس آہستہ لیجیو بیمار
ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

تیر قاتل سے سر شکوہ کہان رکھتے ہین
بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین

موت سے بھاگنے لگے بیمار
کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے

ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مری آکر
کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی

حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل
لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے

یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جائے
وصل معشوق کی یاد سے تمنا اوٹھ جائے

حرف پاے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسۂ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار اے دل
مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن
مست ہون نرگس تمہاری سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف مکھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفیٰ خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے ہین

مجھسے دیدہ والم رہتا ہے نت گھیری میاں کیا
خبر لیتے نہین ہو تم میرے میاں اکہا

پدیر تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبرآبادی نام انکا معلوم نہوا

دیوانہ اسے جامہ سے باہر ہین
اسے فصل گل ہے چاک گریبان ضرور کے

پروانہ تخلص علی شاہ مرادآبادی تلمیذ قیام الدین قائم شاگرد نکالا نام پادشاہ

آج ثابت نرہی دل نہ کوئی جان درست
اوسکے مژگان نے کیئے چھید جو پیکان زرست
تجھہ میں سے تھے

پروانہ تخلص محمد بیگ خیرآبادی

قتل کر مان مت کسو کی قسم
تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف ... کا جی خلف راجہ بینی بہادر ... شاگرد سرب سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری میں انتقال کیا نہایت تشکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو انکو میر حسن و مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اسپر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسسے دیکھکے ہم تو
ہرچند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا

آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم
اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین

سدا ہے جام سے شرمندہ چشم مست سے تیرے
صراحی بھی خجل ہے اس تری القامت گردن سے

نسیم آہ نے شاید کسی کی تاثیر
شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے

کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے
اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے

صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین سنے کاذب
جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص چھمن ریختی گو باشندہ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مر دوئے مین دیکھا یا پیٹھا
اگلے تماشے مین خدا جانے کیا ہو

ڈیکو ہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین
در گور مر دوئے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندہ الہ آباد

ہین اوس کان ملاحت کے لیے ہر لحظہ رو تا ہو
عجب کیا لخت دل آنکھون سی میری نمک سے نکلے

پریشان تخلص عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر
اتنی نہین پسند حیا اور چین سے ہمے

پریشان تخلص ... لال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کوئی کب نازسے خالی ہے
ہر بات پہ چھیڑ کل سے ہر حرف پہ گالی ہے

ہم اپنی

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ بیٹھو
یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واجد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی ذاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے سبب دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا
تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا

خوب اسے شیخ ریا کا رنبا ہے تو یہ
دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اناوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود پر
اک خط وہمی فرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ
بلا تشبیہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نور باف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ بلبل ایکیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

دوست کو نظر طور پر آیا تھا وگرنہ
دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگھ کایتھہ دہلوی شاگرد حافظ یار خان رنگین سنسکرت اور رختہ ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم
دل چاہ زنخدان مین ہے جیسے اسیر چاہ

پیام تخلص مولوی امین الدین مقیم دہلی مصنف عرض رسالہ فضیلت جہاد

جب کہ ابھی خبر نہ ہو اوس کو
چپ رہتا ہے مجھکو تا لہ دل
اوسکو اثر ہو ان کی کیا خبر ہو وے
یار ہمیشہ ابھی تو کچھ اثر ہو وے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

اشک اوسنے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر
مرجائے جبھی کہ ابھی تو نا شفقت ہوا وے
کل اوڑھا تھا میرا گلی کا کتان وہ شوخ
پالا پڑا تھا ان سے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

بات منصور کو فضولی ہے — ورنہ عاشق گواہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگہ برہمن خوشنویس باشندہ متھرا مقیم دہلی جوانی مین یہ تخلص کرتے تھے

رات دن کام ہے ترا مشغلہ آرائش زلف — اس سے کیا تجھ کو غم ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو روئیے کس پاس کہ اب — نام کو بھی ترا آنکھ مین قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہون ترے کوچہ میان — مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندہ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا یہ الفت کے طفیل — کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادہ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو — کہ بیگانہ ہوا دسکو اور ادس پہ اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن اکناکستہ مولد و منشا دہلی

خو ہو گئی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی — تو کا ہیکو نہتی مرے اسنے فتنہ گر ایسی
یا تنگ نکر ناصح نادان سمجھے اتنا — یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تابان تخلص میر عبد الحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی ہمنے رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شروع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

اوڑا دے صبا خاک سیری اگر تو — تو کوچے مین اوس بیوفا ہی کے لیجا

کس کس طرح کی دل مین گزرتی ہین حسرتین — ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھما ہے سات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہات

لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر — بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تا بان — کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ ہمناک ہنوز

غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا — ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

انجان ہو تو اومسے کوئی درد دل کہے — جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون

ملا یا خاک مین گھر کو وہ کن کا ہاے خسرو نے — یہ کیا بات آ گئی اوس خان دہان آباد دل مین

ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب — اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے

کس سنے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے

تیرے ابر دسے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز — گوشت ناخن سے کہو کیونکہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندہ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے — تو بہ کچھ ہم کو سازگار نہین

دل مین خوش ہین عدو یہ آکے تابش — وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا یاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا — ہاے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا

بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے — ظالم ہمین مار اترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کہل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

کھجلائی اوسکی پیٹھ مرے سامنے رقیب — الله خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر لقاء الله دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین جو وحشی ہون کہ جون نکہت گل ہی تارک — جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تپش تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب
گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہیں ہوتا

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا
اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان لی
روز کے جھگڑون سے چھوٹا مرگیا اچھا ہوا

بے طرح پہنسگیا ہے مصیبت مین ہمدمو
آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین
کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص سید عبد اللہ دکھنی شاگرد عبد الولی عزلت

اوس ترح مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین
خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہر زادہ میر تقی میر بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین
کہنے لگے سکھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

تھکتے ہین در دندان مرے رونے پہ ہنستا ہے
اودھر تجلی چمکتی ہے اوراِدھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے
اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین
سب لے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے ٹھہرانے لگے

حال تیرا اونسے کیا کہتا تجلی مین بھلا
وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص للہ جی شاگرد منشی مٹھو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے
آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدر آبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک
پھیلا رہا ہے سرو لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پہنسایا ہے بلبل کو قید مین
چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین
امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کتاب قصۂ فرہاد و وقصہ مجنون ۔ یہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

تحمل تخلص حکیم تحمل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا غبار سے بہی آیا نہ جاے گا ۔ اوسے تو خاک مین بہی ملایا نہ جاے گا
سوز دروں ہی سے تو اوس نازنین کو ہاے ۔ چہاتی سے وصل مین بہی لگایا نہ جاے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزرہوا اوسکو مگر عشق بتان کا ۔ بیطور ہے نقشہ دل بے تاب وتوان کا
جب بت سے نہ راضی ہون تو بتخانہ مین کیا کام ۔ تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر ۔ ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پہر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے ۔ کیا جو عشق تو پہر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار زار ہین ۔ لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولانا خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے ۔ ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحسیر تخلص غلام مصطفے خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی ۔ آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحسیر تخلص مرزا احمد بیگ ولد فرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد ہجر کلکتہ مین بہی آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

تسکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح ۔ پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح ۔ لہو کو عطر بنا تی ہے جسم زار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا ۔ رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح
روان ہے آنسوؤنکے ساتھ جان بہی اکدن ۔ سفر سرائی کا کرتی ہے ہر بار مین روح

ہر ایک بول پہ رگ رگ کے دم نکلتا ہے ‌‌ بہ رنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار میں روح
کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو ‌‌ نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر تیمیر
متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم ‌‌ فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بناے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جون پوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہر اپنی گزرتا کیا ہی ‌‌ یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل الجھا رہا

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف و سجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ
باشندہ کاکوری ۱۲۵۶ھ بارہ سو چھپن ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اوس طفل کی جوانمردی ‌‌ لیا نبرد ادا سے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ
بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہو جاے ‌‌ سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد سید سوز وطن
انکا نیشاپور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نہ پاے دل ‌‌ پھر کس امید پر کوئی تم سے لگاے دل
اوسکی گلی مین کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن ‌‌ آواز متصل یہی آتی ہے ہاے دل
یا کاتبان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار ‌‌ وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست ‌‌ آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

تسخیر تخلص شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر نبیرہ
مرزا آسمان قدر نبیرہ مرزا جہاندار شاہ شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی مولد مسکن لکھنؤ

مرتا ہون جنکی یاد مین اونکو خبر نہیں ‌‌ کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگاے دل
غیر مین نہ غیروں سے مرا ما فی الضمیر آپ ‌‌ گر حکم ہو تو خود مین کہون مدعاے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادرزادہ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و قمر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین
کہا کئے تسکین جو مجھے آپ پکار انکر ہین

ہر دم کرے ہے یہ دل کا پرشان لغل مین
ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل فرخ سیر کی اولادون مین تھے ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

قسمت تو دیکھ جتنے کہے شکوے ہجر کے
اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا

خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزا آتا ہے
یونہی تم مجھسے خفا ہو کے ذرا مل جانا

یہان آنے سے کسو اسطے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا

ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا
لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا

جیب لگی مجھکو تو جرچا یہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

آج جو سرکش ہے اپنا دماغ ای ظالم
کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہووےگا

دیکھون تو لے ہے جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا نہ دینا ذرا

یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات
دہان وعدہ کیا کیا تھا اونھین یاد ہی نہین

یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو گے کر گزروگے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین
نہین ہے ضعف سے انبوہ مین گزر مجھے

دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہنہ تھی
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے	خاک مین دل کی کدورت نے دبا دیا اب مجھے
نام تسکین اور یہ مضمون تپش ناز بیا	تھا تخلص جو سنرا وار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ سکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر المالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنو فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سماں جو اس مژہ اشکبار کا	ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا
کیا منھہ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر	یہ ہم تھے گلا رکھ دیا شمشیر کے منہ پر
گو دل مین خفا ہے تو پر اسبات کو نادان	کہہ بیٹھو مت عاشق دلگیر کے منہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے	فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین	ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا تیر کیا
مین نے ہاتھہ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا	ہے سنرا تیری کہ کالون تیرے شمشیر سے ہم

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین	طلسم راز اپنا توڑتے ہین
ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ	چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالہ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد	ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمراہ کا
نہین معلوم بگڑی آج کیک سے	مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کے کہین سگے — تمنا کیا ہمارے مدعا کیا

ہاے کب تک نہ مین گھبراؤنگا اے دست جنون — اب تو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا

اک دور ہے شگفتہ مین نہ گل ہے نہ یہ چمن — پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو

اتنے صدمے دیے کہ آخر کو — ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

احوال شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے — وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص حاتم خان باشندۂ رامپور شاگرد الٰہی بخش بیمار

کچھ اوسکے حق مین بھلے ہونگے وہ لب مسکین — یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بہکا

بیٹھے اے غنچۂ گل منہ تو ذرا بنوا لے — کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سلادہورام شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیمار محبت کو شفا ہو نہین سکتی — اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق وارستہ مزاج درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجیو بد خبر سننے مین آتی ہے — جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتے ہین

تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے — یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تفہیم تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے — گل خوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدیق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نار کی ہے ختم مرے گلعذار پر — پہنی جو پہونچی ہوگئین بہاری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندۂ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

آبلے روتے ہین میری حال پر سب پھوٹ پھوٹ — اور کرتی ہے بہت زنجیر شیون پانو مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبہ نیکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

انکے والد سید حیدر حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے
وہ اودھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین
جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رلاتی ہے
بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار
پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین
آنکھون مین اپنے دن شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر
جو کہ آئی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پاؤن کے پانی چرایا اسقدر
تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص بنّا باشندۂ دہلی تنگی زمانہ سے پیشہ ہیچہ بندی کا اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھی

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا
وائے قسمت وہ کُھلا بھی ہم سے تو کینہ کا کھلا

فدا نا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل و جان سے
اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی
کچھ اور تھا ارادہ میان جان ناتوان کا

صبر اوس پر ابھی ہمارے حسرت دیدار کا
بند جتنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین باز آیا تمھاری دوستی کی ان لگاوٹون سے
مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو

مجھسے کیا پوچھتے ہو غل پس دیوار ہے کیا
جتنے جھانکنا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہوے تو بھی ہم تو رہتے ہین قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے تم اوٹھ اوٹھ کے چلے

بھر آتا ہے جی تصویر سن سن کر تری باتین
لگایا تو نے اے کمبخت دل کس آفت جان سے

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے ملا دیا
جو کچھ کیا سو آپکے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

کون موسیٰ تھا کہان طور کسے غش آیا
ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بت مغرور کا ۔۔ ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے آنکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدہ کہ شام تو کیا ہے و سے ۔۔ کچھ وہ آتا نظر نہیں آتا
سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون ۔۔ یار ہے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ یہ کس دن میرے گھر آیا ۔۔ سدا سنتے رہے یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیونکر ۔۔ تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہو یاد جب دام ۔۔ کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب وو مین سے
چشم بد دور میرے اشکون مین ۔۔ موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آ جاتے ہین ۔۔ کھینچ لاتی ہے اونھین پاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی متقیم کانپور شاگرد ملا محمد رضا معجز و خواجہ وزیر

خون رونے سے سب راز نہان کھل گیا ظاہر ۔۔ فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ مرے دل کا
شیشہ ٹوٹا تو برا ابر ہے مرا دل ٹوٹا ۔۔ ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مریدون مین تھے معلمی کرتے تھے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے ۔۔ تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا ۔۔ مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قدمبوسی سے ہے پھر خار بیابان		لائی ہے مجھے دلا پھر مری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندہ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم		رات دن بیقرار رہتا ہوں
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر میں		پر محبت سے ہے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام مقبول خان صدر امین ضلع سیرپوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندہ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رقم کے دو شعر یہ ان میں بیشتر ریختی کہتے ہیں شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نثر انکے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہیں		اوس شوخ نے سنا ہے جب سے وقت طور کا
گھر ہی جہان گم نہیں کعبہ سے عاشق کے لیے		دیکھنے سے کم نہیں وہ بیت حق نیکو کو دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیمار میں		کھینچے اون آنکھوں کے آگے جو بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ بھی وہ اور جفاکار بھی ہے		لطف اور پیار بھی ہے غصہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا اسمعیل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل میں میکشوں کے ہیں شراب ناب کے شیشے		سپید بیٹھے ہیں پریوں کو یہاں بھیجو اپر لوگ
جام سفال جلوہ مے سے دمک گئے		پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہوں ہمدم اوس بد نظر الی سے		اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار میں مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینوں میں بسر کرتے تھے

جسکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں		کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں
مضطرب رہتا ہے کوئی خستہ جان زمین کے تلے		اوٹھتے ہیں زلزلے جو ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ چرا لیتے تھے لگے کرنے اشارہ
ہووےگی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا

تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیوں آج تمنا
کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا

اے تمنا دل پہ کیوں رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم
پھر کہیں کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم میں یار میں
خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار میں

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سادات علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

بھلا سنو تو مری جان جیب ہوں کب تک
اٹھوں فراج مبارک پہ گر ملال نہ ہو

تمہاری سج کو جو گھیر آتے ہیں خط کے سبزے
یہ دود آہ کا میرے کہیں وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھوں نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا اشعار انکے اچھے ہیں

جو اس طرف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق بھی اک گھڑی تو دیکھو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو

صبا سے کہنا خدا بچالے فقط ہیں اب آخری سنبھالے
گذر گئے ہیں نہ تاڑ و ٹھانے والے جو دیکھنا ہو تو آ کے دیکھو

غنودگی بھی ہے کچھ ہچکیاں بھی آتی ہیں
یقین ہے اجل آئیگی آج خواب کے ساتھ

کھلے ہیں سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہائے نو دمیدہ
تمام اعضا ہیں گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہے ظلم کی

سفر شہر عدم ہوا اس جہان میں کوئی کبھی ٹھہرا کیا
قدم اٹھاتے چلو تمنا کہ یہ جگہ ہے روا روی کی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مراد نگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

پرستش وہ بتوں کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ
جب اپنا دل ہی قابو میں اے مہربان نہیں

تمنا تخلص منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستوں میں ہیں آج کل چوبیس ۲۴ پرگنہ میں مختاری کرتے ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دئے تھے

پامال ہو گیا ہے زمین نقش خرام کا
سب بوسہ گاہ کبک نشان جس کے گام کا

[illegible]

گر دکھاتا تو کبھی خواب مین اسے مصحف رو — تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جب وہ مہتابی پہ رخسار دکھا دیتے ہین — چرخ پر ماہ کو خورشید بنا دیتے ہین

دھوئے مہندی لب دریا تو اگر ہاتھون کی — جاے ماہی ہو سمندر کا مکان پانی مین

حکم قانون شفاے مرض غم ہے یہی — بوسہ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو جوش جنون مین تسکین — غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث

ہے مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی — دمبدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین مین آپ سے کوچہ مین یار کے — لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڈھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لائے ہم کسطرح اونکو کھینچکر — آہ مین تاثیر ایسے اس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی راے بن دیپرشاد سنزیر باشندۂ فتح گڈھ

ایسے وہ ہین جو لپٹے تیرے خاک اوڑھ — مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین تھے

سیکھے لین اوسنے بھی اوس عہد شکن کی باتین — کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کسی عنوان میرا

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک — یون ہی چلوگے دامن بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر ہے — سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین دار وغۂ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہین*

بوسے لوت بلائین لون گلے لپٹون کہ دیکھون — کل چار پہر رات سے ارمان ہزار دل

جل جل کے میرا خرمن ہستی نہ کیون ہو خاک — بجلی گرائی تونے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سر رشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سر رشتہ دار

رزیڈنسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیے کف افسوس رات دن
کھینچے ہین دست غیر مین وصل دلربا کے ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسیٰ دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ چھٹ گیا
ہاتھ اوسکا آکے میرے کئی بار ہاتھ مین

تھم کے جو ہو ہمت نہین بسمل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہین

مین جو روٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا
کیسے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری
مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف بہ آکا باشندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا ہے ناصح کوچے مین سے
معقول آدمی تو کوئی ہو جو اب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا ہی پیام وقت نزع تنہا یار سے
اب قیامت پر ہمارا وعدہ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا
کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندہ فتح پور ہنسوا شاگرد نونگہ عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گذرے

قرب اعلیٰ سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو
گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا

واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید
غیرت بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندہ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت دوہرے اور کبت اسکے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا تم کیجے گلہ
دوست ہو نا آشنا ہی ہو فا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہر نراین داس ولد لالہ پھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہوا جسنے تری مہندی کی رنگت دیکھی
شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف قافیہ

مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا
اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
دیکھیے کسکی فتح ہوتی ہے
عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دنس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون
جان تن مین آگئی ہیک قضا کو دیکھ کر
ترچھی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے
کہکہ کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل
ہم تو خاطر سے تری غیر کی بھی تعظیم دینا
رشک پر کہتا ہے بھیجو اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب
اوس شکوہ سے لڑنے کو تیار ہو گیا
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کہیں جو
افسوس کہ قاصد سے اب اتنا نہین ہوتا
ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین
کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا
اب ہے کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون
چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون
اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
ضبط نالہ کیا تو جان سے گئے
اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

حرف ثاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف
پر دیکھتے نہین کبھی اسکے یار اسطرف

ثابت تخلص اصالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا محمد رفیع سودا

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا
اپنے جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثابت تخلص مرزا معز الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا — گر تیرا انار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا

خوبرو تیری ہی نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب — رخ پری کا کل دھواں بالا بالا رفتار خوب

ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہوں کہیں — اور ادھر اسکے لیے جاتی ہے ہوا اودھر

گرم اک بات کبھی سے نہ سنی تھی ثابت — اب سنا کرتے ہیں مجھے بستر سے مقدر لاکھوں

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

اسکے کی کسی کی کیا ستی سے — جان لب پہ ٹھہر گئی ہے اگر

کہتے ہیں وہ بے وفا اب آیا — کہنے ہی کی بات ہے سنا کر

ثابت کا ہے حال غیر کل سے — تم بھی اوسے دیکھ آؤ جا کر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی لعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا — کیسا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو آزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا تجھکو یہاں تلک محروم — کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لگو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا احمد بیگ ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیوں آج ہو مرجھائے ہوئے — گل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض

مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے — رکھتی گویائی اگر تصویر بہشت آئینہ

نہ کیونکر صاف ہوں بعد شہادت اپنی ہمگر سے — غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے

قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہیں — نہیں کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہیں اس قسم کے دو تین ہیں جو اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین پہنچا ہے ادھر کو
اوس عصر مین کہتے تھے اسی بات کو طوفان
کیون وعدہ کرو بے خبر آجاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
وہی جگہ ہے یہ مین ثاقب کو سمجھا ہم کیش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ مجھ سے بات
رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کھول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
کیون ویسے آدمی نہین آتے یہ وہی کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو کہین
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کم رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھائین
کیا چیز کے سینہ دل دکھائین
آتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے بخت کہان تلک برائی

پوچھے کوئی کیون اور ہے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جبکو گھر سمجھے ہوتے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدو سے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور رہ گئی کہ سر سے وہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا سکان نہ تھا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان ہے اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرۂ ہفتخوان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا ذکر و بیان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
آثار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش سمجھے وہ ہین بلائین
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہیں — وہ شوق سے خنجر آزمائیں
جو کام ہیں غیر کے ہوئیں صرف — افسوس وہ دلربا ادائیں
شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب — جلتے ہیں شرر فشان ہوائیں

خبر کسکو ہو گرچہ گھائل ہوتے ہیں — محبت میں ہم جملہ تن دل ہوئے ہیں
تمنا نہیں ہمکو پروا انکی سے کہ — وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہیں
نہیں عقل سے عشق خالی کہ ایسے میں — بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوئے ہیں
نہ لیٹیں نہ ہوں قتل انصاف یہ ہے — کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہیں
ہیں ذوق صحرانوردی سے ثاقب — نہ سمجھو کہ عبث پا سے منزل ہوئے ہیں

دل کا سودا اسے خفا ہونے کی کچھ بات نہیں — گفتگو ہوتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی تو فکر نہیں — کھیلنا جانتے ہیں مرغ گرفتار کے ساتھ
جیبر کر سینے کو دل دیکھتے ہیں قتل کے اب — اک چھری بھی تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
نہ ملا ہش وصل میں ثاقب کوئی دیکھیے سیر — کچھ دعائیں بھی پڑھی جاتی ہیں اشعار کے ساتھ

ڈرتے ہیں وہ جہاں نظر آتا ہے گرد باد — مٹتے ہوئے ہیں کیا مرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ بیچ نصیب — کافر بتوں کو کہتے ہیں عشاق پیار سے

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے — اس چند روزہ زیست میں کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے — کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آؤ نہ آؤ ہم بھی ہیں خوگر شکیب کے — جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہاں بھی قبر کو رحمت طوفان نوح ہے — ہاں بزم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہیں لوگ خلوت دشمن کا اتہام — بے پردگی میں پردہ ہی پردہ اوٹھائیے
بیٹھے ہیں ہم تو اب دل بے آرزو لیے — وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہیں ہنسی — یہ رو دیے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص مہر علی باشندۂ بڑھانہ مظفر دہلی

شب کو جو میں نے زلف کو چھیڑا تو یوں کہا — مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی انکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا
ثروت تباہ ہو گئے یہ ادا آفت نیاز کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم موضع ... شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پہ نجا ثروت بتان ہند کی
نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل ہے انکا سنگ سخت

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندۂ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر
بانکل ہے سرو اسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کرین
مرگیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین
اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے ہین

مدت سے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان
پوچھنگے آج اوس سے بہانے یار ... شکوہ
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے
کیا خون ہوا ہے ہمارا حناے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابو تراب خلف شاہ مرزا امان لکھنوی شاگرد امام علی تھے

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے
غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہے کھلی حقیقت حسن
کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
ہمارا تئیں امتحان عشق کہ قابل ہے کون
بل بے ہمت اس ضعیفی پہ گمان تجھکو ہوا
نکلا اس نے تو آنا کیا غضب تھا اگر
مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیر سے ہی کچھ اثر اوٹھا
کہ تخیر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندہ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھ سے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھو
کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طلب وطن اصلی کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

تن سے ہے خندہ گل سے ہے مینا سے ہے اور توبہ
فغان سے ہے نالہ سے ہے فریاد ہے زاری ہے اور بین بین

ثواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی سے ہے مژگان غم پہ احسان مجبر قسم کا
کبھی حق نمک سے ہے زخم دل پر اوس تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندہ بہولی شاگرد شرف الدین مسرور

چڑھی ہے باد کی گھوڑی پہ گو مینہ ہو اب لیکن
نہ دعوی کر سکے گا گون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو
صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہونچے شام کو

لگا عزبان نوخط سے یہ سایا
گھسیٹا پھر مجھے کانٹوں پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندہ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت داروں میں تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص بہو خان باشندہ سرہند ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین طور

کس وقت کب یہ نالہ شور و فغان نہیں
کس دم ہمارے سینے سے اوٹھتا دھواں نہیں

جان صاحب تخلص میر یار علی نجابت میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

شان میں اللہ کے مطلع دو ہو دیوان کا
جیسے بسم اللہ بجا تک ہے ہوا قرآن کا

ہوتا نہیں ہے ایسا بھتوتیوں کا طور
جیسا انگ دیدہ دیکھا ہے اکثر چھنال کا

سب جھوٹ ہے ہیں اونکے لیے ہو چکی حرام
سچا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا

جس مردوے کے پیچھے تیرا گھر ہوا تباہ
پر سونکے بعد پھر دہی اڈ نظر پڑا

کلوا رنی یہ مرتا ہے لقنہ اوسکی ریش پہ
قاضی کے گھر میں کیوں نہ ہو چرچا تنا اسکا

سوم شیون سے جو لاہو لیسے جو کھیلے جو سر
کیا ہم کو پڑے کوئی زناخی سے گھبرایا
ساس نندون کی محبت کی مین قربان گئی
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکا رسے جیب چلا آئے
کمر کا ہو وسے جو مضبوط اور دکھاسے فرا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
کھلتی ہے کبھی بیٹھو کرین کھالی کی حقیقت
چھوٹا لپٹرا ہے بڑے لطف کی ہر چیز رہے
خوب بٹر کا یا تھا اوسکو سوت نے
چھوٹے دیوار سے مر کے پڑا ایکبا
ہو خیر وہ امن دولہ کی ماتھا مرا ٹھنکا
تاہم رہی نہ جو روسے اب تک خبر ہوا
سو کھا سا کھا گورا گورا
آلو نے مار مار کے کئین جور بٹھایا ان
یہ بد گمان سے دل وس انگوڑی نٹ کھٹکا
جان کی خیر ہو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو
مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی جا نصاحب کے
کہدے مہتاب سے لے مہرن ہی ملاقات کی بات
کیا سٹرن سے چالیسوان بسنت کے روز
سوت کی منہ کو لگی سات توفیق کا لکھ
نہ دیکھو ولکو ساس شیون کا کھوکھٹا اوٹھا او ٹھکر
سکاتی سیاہی ادھرو ڈر سے جیتا ہی نزٹری کو گھر مین ٹالا
نصیب سید ہا اگر ہو میر لکھیئے نکلی کی کھاٹ اوسکی

چال وہ مجھ سے سکھے گر کی نہ کیونکر چلتا
اچھا مین کرتا ہے اجی ذکر پر آیا
جاؤن سیکے مجھے منگوا دو سواری فرا
کسی کے گھر مین کوئی بے خطر نہیں آتا
مجھے تو اتنون مین کوئی لطف نہیں آتا
فقئے ستے مردوسے کا عجب حال ہوگیا
سر پر جو کوئی چاہنے والا نہیں رہتا
ساری جوڑی مین تو بندی کو خوشی آئی انگیا
مین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
باجی صاحب او ہی تم نے کیا کیا
اچھا نہیں یہ لوٹنا سہرے کی لڑی کا
قربان اس حیا کی بو اسال بھر ہوا
کملو کا گھر والا ہو گا
مطلب جو مین نے پوچھا عطا مر سمیع کا
لگا یا مین نے جو سٹر مردوسے کا دل کھٹکا
جان تم پر سے کڑا آج کا دن آج کی رات
وہ اوسکی شکل کیا ہی ادا ہوا قربان کی صورت
پیٹ کی ہلکی ہے ایک دن نہ پچی رات کی بات
نکالی قیس کی لیلی نے کس سہار مین روح
سیر سے جو لکھے مین ادسی نے یو انگارا تعویذ
نئی نویلی دولہن ہے ابھی تو دو چار دن جا کر
بنا یا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تم نے ڈھا کر
وہ سکھ نہ پائیگی جسنے بھیجا ہی اولٹی ٹٹی تمہین پڑھا کر

تھا کا تو نہ جان صاحب تم | اوسکو کس رشتے سے بُلایا یا پاس
تھا کچھ تو دل مین تیرے جو دھار کی تلاش | کیون موئے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش
آج صبح سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص | ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص
موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو | بیرنگ سے ہے محل کا جو اُس نگار رنگ
رنڈی چل دور تجھ پہ یہ بہتان نہ کر | سیری بیری میری دشمن ہون گرفتار کہین
نہ جائے کوئی بلانے کو جان صاحب کے | ہم آپ کوٹھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین
جیسے بھائے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پان | گوری گوری ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن
جانصاحب مجھکو تم دکھلا لو بالاپوش مین | مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پان
لے قسمت سے ہے اوباش جو بردا ہی نائی کو | خصم کی طرح رنڈی موئے کھائے گی خدائی کو
سر پہ باندھے جو مرے آکے تو چلاتی ہے | بینے جانا ارے چندیا ترے کھجلاتی ہے
لٹو ہے بھائیے نہ مرے آکے سامنے | یہ نخرے سے تلے کھینچے غرور اسکے سامنے
دیکھی جو اپنی حویلی کی پرچھائین رات کو | رستی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مارکے
در گور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجھتا | اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد معلمی کرتے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہوتا نہین | لا کھڑا لین پیچ مین اوسکے اگر شانے کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی سعنزدن مین سے تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخار اسکے انتقال کیا

وہان صفائی و خود نمائی ہے | یہان مرے جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین | ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

نپٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا | چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیون نہ ہو دیتی جان و دل سے ہم نثار آئینہ | عکس ہے مکھڑے کا تیرے ہم کنار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت انیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین
سنہ ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات ملاحظہ ہو گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
جیتے یا یوں بھی ہوئے بند دیا وصل کی رات
نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان تو آئی
آئینہ سے بھی تو ہوتا نہیں محبوب دوچار
کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
ہوا ظاہر نہ مژدہ بھی ترے بیمار ہجران کا
یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل آنا
گلہ پڑھے ترا جسے دیکھئے تو بہر نظر
دم مارتے نہیں اور اوٹھاتی ہین ظلم یار
تیرے مریض غم کی زبان پر نہیں کچھ اور
آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
جھوٹوں کا نامہ پہونچتا ہے اوس تنگ تک
شب اوسنے لاکر موتی کی سمرن مجھے گنوائے
کچھ منہ سے دیئے کہ وہ بہانے سے اوٹھ گیا
ہے قریب مرگ احوال اب تو اس رنجور کا

تیرے مریض غم نے سوجا مکان بدلا
اور کچھ اوسکا بھلا کیون کر گوارا ہوتا
بیدار اوس پر جمے دل مین انتہا کار گر کسکا
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیونکر ہی تھا نہ اپنا
حرف مطلب نہ کوئی خوف سے منہ سے نکلا
زبس ... اعتبار فغان
پیچھے ... اپنا کوئی آیا ہوگا
یاد ... لون بوسہ ... مانگا
کا فرا ہے یہ ترے کافر نگاہ کا
اپنا جو اک مزاج پڑا اسے تباہ کا
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا
جسکو تا عید کے دن ابتدا ہم آغوش کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا
اونچھین کا کاٹنے جرأت مین نامہ بر ہوتا
دکھایا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا
ہرن نجات آہ زمانے سے اوٹھ گیا
عزم ہے ماندے مسافر کو قیامت دور کا

کچھ نہ دیدہ نگہ سے تو نکلا اک دن
دل کو تھا سمجھے ہوئے کیا سا ہی کیوں کہ توہی
بس بہانے سے کبھی آن کے ملجاتی تھے
خط کسکا پہ آیا ہے کہ جرأت جسے تونے
کیا لڑکپن کا ہے عالم اوسن ناداں کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
پھر کبھو سوتے میں بوسہ کیوں لیا تونے مرا
تماشے کو انکل آتا ہے وہ رشک پری گھر
ناصحو آپ میں جرأت نہ رہا
پھر کرتے بات جیسے تو لڑائی آنکھ غیر و نے
اور وہ ہاتھے میں ہاتھ سنگ سجنے تجھ جا کر سب
ہوا جب بات کرنا ترک با انکل
نہ ہو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان
نہ آسکی جب میں تنہا سنے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
نہیں ہو فریاد اب نہ کر بلبل
فراموش ہوا میں شمع کے ماننا آس بجھی
جا ہو جا کو کیا لگا یا ہے سیا ات بیٹھے رہو
بھلا ہوا ان میں کسی اک بت ہرجائی کا
پیرے ہوتے غیر سے جب چھپتا رہتا تھا وہ
ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہیں میں سبب گذار کے
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا
کچھ زمین سے قبر ہرا بر ہر سے کہ میں

چور سا کون کھڑا ہے پس دیوار لگا
جرأت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہو گیا
آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا
اک دم میں اوٹھا آنکھوں سے سو بار لگایا
بھولی بھولی صورت اور پس پردہ بالا کان کا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گڑگڑانا ان کا
گو ہے تہمت پر فراک کیا ہی اس بہتان کا
عزا کھلا رہا ہے ان دونوں دیوانوں اپنا
اب سمجھکر اوسنے سمجھا نے لگا
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے تم اچھا آئیگا
قصہ جب کہ گزرے نہ کسیکے مسکرانے کا
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہوگا
کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہوگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
اشارے سے مجھکو بتانے لگا
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا
دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا
ہوں میں اپنی زیست سے آگے ہی اوکتایا ہوا
جا بجا کیوں نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھے اوس دم کوئی رکنا اور گھبرانا مرا
جا سے حیرت ہے کہ میں کیوں سربازار تھا
ہیں در پردہ گویا عشق سے ہم اللہ کا
کشتہ ہوں ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس میسر ہین ہیہات نہین اب
ربط وہ شخصون مین سنتے ہین تو اے جرات کے
منفعل کیونکہ نہ ہوت اوسکی مین لیس حال سے خوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچہ کھلا جو برات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمہاری رات
اوسکا کیا حال کہون اتنبو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجہ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو عین وصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مرادہ بت دلخواہ سے ہے ایک
دن ہجر کا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت
کافر ہون جو محرم پہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
مری وحشت سے دل ہی دلین ترک کر یون کہ تمیز
تنگنائے کی درستی ہو تو زیبندہ ہو گرمی
مثل آئینہ با صفا ہین ہم
روز کہتے ہین وہ آئین تو کہین ہم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بولے سیلی سے تم کہ آ ملجا

وہ موری پیچھے کی کبھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہائے نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پوچھے ہے رومال سے جو
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بت ہجو آسیب
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچہ بھی کبھی نہین چلتی ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین کبھی چھپ کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ بس چھوڑ پڑین تجھ پہ کوڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ انداز ایسا
کیا کیا دل نالان کی ثنا کرتے ہین ساز نک
مشہور غلط محرم اسرار ہوتے ہم
الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو بیمار ہم
کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہو اگر ہم
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین رہتے ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر سا کا عالم
ادھر کو دیکھو کیون جی مناتا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جائے گلے سے طاقت اب اے نازنین نیز
دید کا طالب ہون تو سن کر کبھی جرأت وہ شوخ
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ
بندے کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دیتے آنکھون مین کیون جا ہم
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہے اور کہین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آئے ہے جرأت نہ ملیے یار سے
میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین گئے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لو اب گھر کو جاتا ہون
لی جمائی اوس بت خونخوار نے جب باغ مین
بیٹھون ٹک پاس جلاوے سکے تو جیتون مین کہو
نکلا یا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
رو کہا کیا اوسے جرأت نہ رہا آپ مین مین
وہ کیا کیا مجھے جھنجھلاتا ہے کچھ سوچ کر مین
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وان سے کیا
ترا بس وہ آپ کو مشکل سمجھے ہے زمانے مین
کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کیون مگر لوگو
گئے وہ دن سناتے تھے جو شب کی داستانونکو

کھینچ کر مجھکو وہ کرنے نہ لگے پیار کہین
سر ہے خدا کے واسطے مت کرنہین ہین
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین
عاشق وہ یون ہے صاحب یہ جہان مین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہار پر ہین
شعر پڑھا ہی ہم سے اور مضمون گتھا ہوا کہین
مت بُرا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
پر سمجھ کر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اوٹھ سکے ہونے نہ لگے یہ سر کہین قربان کہین
ہیچ تر ذائقہ سے لے لب تو کہا مان کہین
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارون مین جتاتا ہون
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
چل بے چل دور تری شکل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے خود ہین اوٹھے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سرہانے لیتا ہون
تیرے سوا جو بس اب اسنے ماسوا نہین
ہوا مشکل سے حیرات کل آئینہ خانے مین
اجی پہچانتے ہین نقش پا سے ہم نشانون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے رازدانون کو

گر کہون بیزار کیون تم اپنی شیدائی سے ہو
میان پھونک دیا تن کو وان یار کو بھڑکایا
دل مین تشنہ آتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سُن
نہین دھیان سے بات سنتے کسی کی
رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس
ادھر تو دیکھو بیٹھے کیا تھا غیر نکو تم آنے دو
پوچھون ناصح سے جو ٹک نکل کہا جا وہ شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
نہ دیکھو تپش مری آہ مت لگا تو ہاتھ
شرم بہا تنک ہر کہ مانگے نہ خدا سے وہ دعا
گر چھڑایا نہین ہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا واللہ
کچھ منہ سے وہ کہ سکتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرأت کوئی اوسکا قرینے
رکھے نہ کیونکر وہ جیسے پردہ کہ ذات باری حجاب مین ہے
نہ نکلی گو اکھڑا اوٹھا کر اوپر غضب ہین وہ نیچی نیچی نظرین
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
قلق گزرتا ہے جو تھا کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا جیب مین
یاد دم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک

تو یہ جھنجھلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو
نالے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو
آگ لگ جا یئو جرأت ترے جلانے کو
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھنے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کرو
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک اسکو دیکھو
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرنے ہاتھون کو نہ تار وسے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت شب عیار کی آہ
ورنہ تمھارا نام نہ لینگے ہزار منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے
اک مسلمان کو کیون جاتے ہو تڑپائے ہوئے
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے
تبھی ہو جیتون وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے
میری طرح وہ بھی کرے جستجو مری
کر کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منانا ہے
یا مرے آنے کی سن کنڈی چڑھانے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
حیا کی جیتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑھاتا ہے اوسے
مین یہ نظرون مین شک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہووے کس منہ سے بیان وہ کہ دم اوس کنار
کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھائے مجھے
غیرت ہے کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
ہائے وہ لڑتا ہوا اوسکا تھا غنیمت وصل مین
مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
سوطرح کا سوچ اوس دم دلمین اپنے آئی ہے
یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جانے لگی
گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
روز محفل آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
وصل مین دیکھکے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو قہر اوسکا اثر ہی ہمدم
کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے
لن حسر تو لسے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے

سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی
تاڑ لی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی
جو مجھے دیکھے سے ہے سو دیکھنے جاتا ہے اوسے
ہنسکے چھیڑے سے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری
کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے نہ مجھے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین میرے
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی
دھوکے مین جسنے اوسکا مجھ ہی گلا کیا ہے
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کو ٹکڑے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے
دم بدم جانب در کیون نگران رہتا ہے
اوسے بھی ہوگا جدائی کا غم ہین جو غم ہو تو بس یہ غم ہے
جب مینے پکارا اوسے آواز بدل کے
وہ ادھر سے ادھر سے گات وہ باز و بھر کے

ہین یہ دل مائل تھا آکے سو حسرت کہتے ہین | اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مرتے رہے

اٹھ سے پردہ نشین سے کوئی کس شکل پہ آوے | جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے

یون وہ آنکھون مین گئے ہے جب کر گیا کوئی | جھوٹ جھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ منظور ہے تاکے کوئی | تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لگ چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا | جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے ہے کوئی

چاہیے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین | کہے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

ہل بے بے دردی کہا جون ہی آج دل لا کر سبھی | زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پہ داستان میری مثنوی کی | مرے کم بولنے سنے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بلا یا خواب مین اوسنے جو ہم پہ تو ہائے | بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پا لون زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند | اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سو رہے

اس دن کو کیون وہ آوین ماہ صیام آیا | ڈرتے ہے اونھین کہ ہے سے روزہ کہین نہ ٹو

رہ رہ اوس سے کیسے تو منہ پھیر مسکرا | کیا جھپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کا

حیران ہون مین کہ آتے ہی وان سے مکر گیا | پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہزار افسوس یون اسے زندگانی | سے چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے

کرے ہے کس فریب سے دل کو چوری | وہ اوسکا دیکھنا تنظیمین چپ اسکے

غضب ہے لیتی ہے آغوش مین لے کے | وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو لگا نہ روٹھنا | چلو بولو بین باز آیا محبت آزمائی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنکھ کا | کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

جرات تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے سجانا | حیران ہون مین کیون کر ہوئیگا تو پہچانا

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

آئی وہ شمع ہے اوس شب خورشید رو کو چھین | پھرتے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح ٹانکے دیتے مین مت کر درنگ تو | اسواسطے کہ زخم مرے یار گرم ہے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مزار میں سے تا آسمان گیا — دیکھو تو بے ادب یہ کہاں سے کہاں گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید — میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن بھی کیا مال فرشتوں کو ہوا حکم سجود — سب سے بہتر ہیں سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم — جب ٹھنے دل میں ٹھنی جی میں جو ٹھہرا ٹھہرا

جسار تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد امیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا — اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ رئیس محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کالون سے اوسکو ہستی نہیں ایک دم کبھی — اسپل جری ہے عاشق روئے نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

ہے ہلتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے میں — جڑی ہیں قطبیان الماس کے نیلم کے خانے میں

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھر کے وقت اٹھائیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اک دم کبھو نہ آیا — آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا — داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا

تیغ یون دل میں خیال نگہ یار نہ کھینچ — نا خدا ترس تو کعبہ میں تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ — سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہیں

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجھر

الہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے — شہید ناز ہون ہین آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال زلف بتان کیون کہ چھوڑ دون — وحشی ہون اور پاؤن میں زنجیر بھی نہیں

جلا تخلص نواب مرزا احمد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جاتین شغل ہونٹ ٹوٹین جلین خاک ہین ملین … تیرے سوا کسی کو لگاوین جو یار ہاتھ
آتا ہے ہجر مین جو خیال وصال دوست … کیسر اسکے دوڑ پڑتے ہین بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گو سے لکھنوی شاگرد امیر علی خان
ہلال دبرق

وہ یارب اسقدر اونچی ہو وقت زینت سر … کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ … اب اسے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جمال الدین حسین

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑکر … وحشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑکر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تنگ احوال ہے ابتو تری شیدائی کا … آسکے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا … اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص اللہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندہ دہلی

تیرے دہن سے از لب کھینچی ہے اک مبتدا … غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرد نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنو شاگرد مہدی علیخان کوثر

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا … جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کرتا ہے کیون … سانولا تیرا بدن اسے ماہ سیاہ ہو گیا
موج دریا سے فنا پر کی ادا ہم نے نماز … ہم شناور تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا
خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے … آگیا آج یہ اسے جان جہان کیا دل مین
یکتائی کا دعوی تجھے اسے یار بجا ہے … تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہوگا نہ ہوا ہے
دن رات تیری سمت رہتی ہین نگاہین … ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
زاہد سجدہ ہون مین دل و جان سے تصدق … دیکھا نہین اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید مصاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر ۔۔۔ اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مرادآبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم ۔۔۔ دامن سے معطر جو نسیم سحری کا
ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے ۔۔۔ کہتا ہون جسے اے دل مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین ۔۔۔ آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح ۔۔۔ رہے گی حشر تلک جستجوئے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر اونکے نابالغی کے ایام کے ہین

تو نے دیکھین ہین غیر کی آنکھین ۔۔۔ تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم
جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی ۔۔۔ ہر چند کہ وہ شوخ پری زاد غضب ہے
مت برا مانیو جمیل اس کا ۔۔۔ اوسکی گالی نہین سنبھالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فرخ آبادی

سوز دروں سے ہے دل عاشق کی زندگی ۔۔۔ آتش سے ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا ہے نہ سنے گا ہزار کے ۔۔۔ پیغام بھیجا چاہیئے باد صبا کے ہاتھ

جنون تخلص جنید کا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو زلفین ۔۔۔ جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رہا خلف میر عباس عرف میر منجھل فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد رشک

گویا کہ گھڑی نور کی رکھی ہے کمر میں ۔۔۔ ایسے ہی منور تری اے رشک قمر ناف

سخن شناس نے تارے نہین دیکھے چاند مین اب تک ‏ | ‏ تمھارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال

رخسار سے دو نو چہرہ ہین ابرو ہلال ہین ‏ | ‏ گر مانگ کہکشان ہے تو ماہ سین جبین

چوکڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری ‏ | ‏ کسطح چار کرین آہوے صحرا آنکھین

گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہین گئی ‏ | ‏ میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد الله مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسر باشندہ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اور مولانا شہباز قدس سرہ کے انکا مولد و مسکن جسر ڈھاکے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اوسکے نظر تو تیری جا کے زلف پر ‏ | ‏ ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندہ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون سنے گا کون ‏ | ‏ دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور ستم سے ہے یہ دل پتھر کا ‏ | ‏ آہ سینے سے نکلتی ہے شرر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہو گئے تھے

آفت جان ہو گئی آخر یہ بینائی مجھے ‏ | ‏ جو بلا کیجیے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے

تری چشم مست سے ساقیا جنون الست تو ہو گیا ‏ | ‏ کہ مئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندہ بنارس طرف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے ‏ | ‏ قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص میر فضل علی کتاب خان باشندہ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے مستانہ تخلص کرتے تھے بعضی تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سر اپنے سینہ کو لے کر چراغ دل ‏ | ‏ دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون

جنون تخلص فخر الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے
بنجر حجاب یہان کچہ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص مائید یال خلف منشی نوندھرراے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین
دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد سید ارز علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم
چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد میرزا امیر باشندہ الہ آباد

گلچین یہ کر رہا ہے چمن مین پکار کے
افسردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دستبرد کا
مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر
ہر اب کعبہ پھر وہین خنجر سینکے لات چھاتی پر

جوان تخلص میرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم میرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو کبھی مجھزار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے ہینگے اوسکی ناف کی اوپر
رشید انے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہوگئی ہے
کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر رگ و سنگ اوسکا جان دے ہم
بجا ہے خاک سے گر او سکے موتیا نکلے
کسکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس
جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اچاگر طوائف پر عاشق تھے

جاو سے تیر سے ہے یون سارا جہان اٹھا گر
خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اٹھا گر

جودت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندہ بارک پور عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

تجھکو دل سے بھلا دیا صاحب
یاد رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند
ہوگیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہنے کا نہین
پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رو تے ہی جنم گزرا

دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے
بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن
ہے دہان زخم مین گویا زبان بالاے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کٹیہر شاگرد نواب ظفریاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دلِ مضطر کی ہوئی
بوٹی اسطرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا

مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام
دولتِ حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا

چار سو کشتہ ہے عالم اوس بتِ بے پیر کا
ناز کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا

آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب
بازآئین آپ دیکھیے اپنے نہین سے کب

یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی
تڑپا نہ ترا عاشقِ مضطر تہِ خنجر

ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کرو تم
اسے آنکھو قسم ہے تمھین رو دیا نہ کرو تم

ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا
ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون

یاس و حسرت غم و اندوہ و الم اے ناصح
خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون

دلِ مائلِ زلف و رخ جانانہ ہوا ہے
سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے

خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی
خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنس کر بات کی

نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر
حیران ہون کہ چلتی ہے ہوا آج کدھر کی

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو	پاس اونکا رہا اور اونھین پاس حیا کا
ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل	ورنہ ہمین تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین
منظور ہے شفا کسے ورمان درد سے	ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

جوش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین بخاری مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہہ چشمہ	ہے نشان میرے دیدۂ تر کا
دل لگا ئینگے اور سے ہم بھی	آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو
قدم عشق بیشتر بہتر	پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سر کے

جوش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملۂ سر رشتۂ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیے امنیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہووے	رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا
نہ گیا زیر زمین کونسا اشک	کونسا نالہ فلک پر نہ گیا
کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن	خون مین ہاتھہ ترا بھر نہ گیا
ہے اوسکی وہ نظر جانب در	رات بیمار ترا مر نہ گیا
نہین رہجا ئینگے ہمین غیر سہی	آپ کیون غیر کے گھر جائیگا
کیسلیے میری نماز ون پہ ہنسا کرتے ہین	نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپکو کیا
لن ترانی کی نہ لین جوش سے کچہ یاد بھی ہے	اوسنے دیکھا نہین پردے مین حضور آپکو کیا
ساری دنیا سے بے خبر پایا	جسکو عالم مین باخبر دیکھا
لوگ کہتے ہین شدت غم سے	جوش بیچارہ آج مر ہی گیا
زہے قسمت زہے طالع زہے بخت	کہ آیا وقت پر اسے یار تو آج
ہے بزم یار مین دشمن بھی ہین سب ہے	کیے دیتا ہون قصہ ایک سنو آج

مقتل مین دیکھ لے جو میری بیکسی کا حال
بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک

دل کو بہایا آنکھون کو بے نور کر دیا
اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین سرشک

غم دلدار ہے یا رشک عدو
اور کیا اسکے سوا ہے دل کو

عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک
یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے

یہ کہیے گا کہین جاتے نہین ہم
ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے

مرا خط لاکے دے قاصد عدو کو
یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے

عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوشش
جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے

حورون کا دلربا ہے پھر شوق
واعظ کچھ عجیب آدمی ہے

امید وصال یار اور مین
ایسی تقدیر کب مری ہے

خوبون مین نہین ہے آدمیت
ہے حور کوئی کوئی پری ہے

تھا عالم جب کیا بتاتا نہین
کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے

کچھ درد مین کچھ کٹی ہے روتے
ناسور کی طرح زندگی کی

کرتا ہے تو ذکر یار دشمن
ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت راے ناگر کے عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یونہی یہ دل درپے آزار رہیگا
اک روز نہ اک روز مجھے مار رہیگا

نہ پھوٹتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین
چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا

یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا
میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا

کل جو اوسے دیکھکر ہم ہوسے تھے بیخبر
سنکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا

اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش
ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا

بجز چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش
ہمنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا

قیس پھرتا جو تھا دشت مین دیوانہ تھا
اوسکو لیلی کے دروازے پہ مرجانا تھا

دیکھکر ایک ستم تیرے جفاکاری کا
کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھاؤن تجھے تیری بیوفائی کا — اگر نہ ہووے مجھے پاس آشنائی کا
روشن ہے آفتاب سے مانند داغ دل — روز خبر آتلک نہ بجھے گا چراغ دل
عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین — عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین
راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو — اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے — تھام لیتی ہے دست قاتل کو
دم بدم بزم مین سکا ہیدہ ہوئے جاتی ہے — لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے — بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندۂ بریلی مقیم اکبر آباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا — تو کاغذ سبز تختی سے بنا تختہ زبرجد کا
ہم وہ ہین صید وفا کیش کہ خون روتے ہین — ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو نے اگر مجھکو — تو لے چل وحشت دل اب جدھر جی چاہے اودھر

جولان تخلص سید قدرت علی باشندۂ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آ تو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے — انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے

مر گئے ہم کے درد فرقت کا — رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا
دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن — شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندۂ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر — کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے — اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو — اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب شرر فشان ہو

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشتر فصّاد بنا جھلجھڑے سے ۔ خون کا ہر قطرہ شرر ہوگیا
ضبط کیا آہ شرر بار کو ۔ سینۂ و دل برق کا گھر ہوگیا

جوہر تخلص جواہر سنگہ ولد نجتا ور سنگہ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و مرزا قتیل فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھون شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے ۔ دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسف مصری کی بساط ۔ سر بازار بچھا تے ہین خریدار آنکھین

جوہر تخلص مادہو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد ذکی

نیند آنکھون مین بھری ہے کہان رات بھر رہے ۔ کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتائیے نہ محبت شب وصال ۔ جب یہ نگاہ آپ کی وقت سحر رہے
باہر نہین ہین حکم سے اے جان آپ کی ۔ دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاسے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوئی نہین تقدیر اسے جوہر ہم ۔ بن نہین پڑتے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان کریم

ملو قمراب نور سے ہے آج ایاغ دل ۔ کیونکر چڑھے نہ عرش برین پر دماغ دل
کیا خاک بوسے جالے کوئی در دہجر مین ۔ مہر خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھون نے مردان علی خان رعنا کی ہجو ر کیکہ کہی ہے

ہم پورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہین ۔ باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کوطہار توابع ملیح آباد

اب کی بلاے عشق سے خالق بچائے دل ۔ کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آئے وہان سے بنارس مین آکر سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین روانہ ملک جاودانی ہوئے

نرگس کے انتظار مین یہ ببلے ابل گیا
آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا

نقصان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا
تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتے ہین

کون سی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی
پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی تخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوکر زندان مین فوت کی

وہ سکا فر مراد ر دکیا جانتا ہے
جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا
اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندۂ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک
دل کی جاکاوش مرے سینے مین ٹھہر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

جو فنا اپنے تئین کرکے بقا کو پاوے
اوسکو ہر جا پہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندۂ قصبہ رڈولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا ہائے حیف
تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا

روبرو اعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہین
سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا

روتے انسان کو ہنساتا ہے
گوز مین یہ کمال ہے صاحب

خیال زلف بتان مین جو پیچ کھاتے ہین
مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین

آہ یہ خون حیض کی نہتی ہین گدیاں
گو ڈر کی لعل سے بھی زیادہ خرید ہے

افسوس آج اونکو نہین گانڈ کی خبر
کل تک خراج لیتے تھے جو روم و زنگ سے

سند گھوڑ بھی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے — چھٹی ہے شتہ سوارون کی بھی جسکی بدلگامی سے
کانڈ کھولے سوتے ہین وہ خاک پر زیر زمین — پھوٹڑے سیتے تھے جنکے قاقم و سنجاب سے
عبث بدنامیون کا ٹوکرا سر پر اٹھاتا ہے — لگانا دل کا بس جھک مارنا اور گو کا کھانا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا بہ باد مٹی جسم لاغر کی — نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم سے ملاقاتی ہین دو تین غزلین اِنکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمرّدی — اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا — اِتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے چاک جگر پر ہو کیا کسی کو خیال — سیتے مین پاتو کسی سے کہ دیا نہین جاتا
ہوش جب مہ نے زلیخا کے اڑائے خواب مین — ہم بھی اسے ہمدم اوسکے دیکھنے والون مین ہین

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان لطرز ولی دوسرا لطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر کی صرف تسخیر پری رویان مین عمر — رفتہ رفتہ نام اب میرا پریخان ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہے تیر — دِل ہمارا سہم اب کھاتا ہے اِن چارون سے آج

زلف

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے
حق رکھے ایمان سلامت اس کفرستان کے بیچ

تھا دشمن جان بغل میں حاتم
جانے دے بابا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سودا معلوم
قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم

حاتم افسوس دی و امروز گذشت
فردا کی رہی امید سونا معلوم

جو تیرے چشم کے گوشے میں تل ہوا پیدا
نظر پڑا ہے کہیں خال خال آنکھوں میں

آتا ہے اب تشنہ کی طرف جی کبھو کبھو
ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو

کرے ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم تیرے قد کی
جو تو آئی چمن میں تو ہمارا بول بالا ہو

تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو
اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور دماغ اسے حاتم
کیا قیامت کرے جو دولت ہو

دیکھ جراح تیرے مرہم کو
میرے سینے کا داغ ہنستا ہے

بیچ دو اس دو رنگی میں ہیں سب حاتم
ان دنوں کیا شراب سستی ہے

پیری میں آج یار مرا ہمکنار ہے
ساقی شتاب آ کہ خزاں میں بہار ہے

سر کو ٹیکتا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹتا ہے
ہنسنے شب ہجر کی دولت سے فرالوٹا ہے

ہر شیخ او شہ بتوں سے سمجھے رام رام ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رامپوری شاگرد حضرت رافت کے تھے

ہر دم عبیر جو جانا نہ ترا آنا ہوگا
جان لیتا کہ مری جان کا جانا ہوگا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی میں خوب دخل رکھتے تھے

ابر میں مہ کی طرح زلف کے پردے میں ماہ
تو نے کر منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے
مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبداللہ فتح آبادی

ہے مطلع انوار خدا روئے محمد
چشم دو جہاں ہے نگراں سوئے محمد

حالی تخلص میر محبت علی مرشدآبادی

عوض مین بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر
یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندہ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے دیے تھے

تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط
الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا

کیون چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو
پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا

بگڑین نہ بات بات پہ کیون جانتے ہین وہ
ہم وہ نہین کہ ہم کو منایا نہ جائیگا

کچھ اپنی حقیقت کی گر تجھکو خبر ہوتی
میری ہی طرح تو بھی غیرون سے خفا ہوتا

ملتے ہی اونکی بھول گئین کلفتین تمام
گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر
لا تقنطوا جواب ہے ہل من مزید کا

سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور
مرا شکوہ اونکا گلا ہو گیا

نہین بھولتا اونکی رخصت کا وقت
وہ پل پل کے رونا بلا ہو گیا

تشریف نہ ہو بلا سے حسینون کا التفات
اے دل سنبھل وہ دشمن جان مہربان ہے آج

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہان
اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان

ہوتی نہین قبول دعا ترک عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زبان مین اثر کہان

ہم جس پہ مر رہے ہین وہ ہے بات اور ہی
عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان

ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار
بات جچتی ہوئی کوئی گل و ریحان مین نہین

کسطرح اوسکی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھون
خط مین لکھا ہے وہ القاب جو عنوان مین نہین

خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھ گئے
وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین

بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ
اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین

شعر لو زر کے لیے رشتی تو بھی ہے ضرور
سچ تو یہ ہے کہ کوئی تم سا طرحدار نہین

حالی انصاف کر آخر ہے انسان کتنک
طعن اغیار ہین کیا آپ کے اشعار نہین

خوشی میں بھی نہیں ہنستا ہوش آتا ایک حالت پہ
کہاں تک جی نہ گھبرائے الٰہی درد ہجران میں

مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان میں
بہت کیون آج مجھ پہ مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک
دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے

شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم
یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے ہو یاد رہے

ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن
کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے

چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہیں
کیجیو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد امیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا
ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا
نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دل کو جو کہ فانی سمجھے
وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت کو وہی جاوے تیر
جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الٰہی بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون میں ہین

ملنے کا مین نہین کبھی ٹالے کوئی ہزار
مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست

شیرین ہو نیشکر کی طرح اب نے قلم
لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھمنڈی لعل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آئے تھے

نامۂ شوق رقم کرتا ہون اوسکو حامد
کیون نہ وہ دل مشتاق کبوتر بنجائے

حسب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھپا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے
یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو اولٹ دے جو ابھی روے حسین کا پردہ
اوٹھ گیا خلق کہی خلد برین کا پردہ

جلیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا
ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

جمیب تخلص جمیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین
چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

جبیب تخلص حبیب مولا حیدرآبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فوائد کیا ہے کمیو راز جون تیر ای کمان ابرو
کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون تجھپہ پردہ ہیچ

جمیب تخلص جمیب اللہ بیگ دہلوی

لگا یک ہو گیا ہم سے جدا دل
نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

جمیب تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے غضب
پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندہ سہارنپور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم سوتر اونسے تھا

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین یہان
حجام کسطرح سے بلین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان
عشق کے لوگون نے قسمین کھائیان
رقیبون پر میان پڑتے ہین پتھر سو گھر پایا
بلا حجام کو جب روز تم حجام کرتے ہو
سبھی جی مین کہ آک روز مین ان آنکھون کو پھوڑون
بچتے نہین کسو اسطے جیار تمہارے
لگ چلیے جو اوس شوخ سے رستے مین تو آنکھ
جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور

حرق تخلص میر حسین مرزا نواسہ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہاین

بجز اترک آرزو کے سوا
دل مین گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان مین دہوم ہے جور و جفا کی — بتون کا زور ہے قدرت خدا کی
پہٹی محرم دکہا کر اپنی وہ محرم سے یون بولے — کسی عیار نا محرم کی یہ چالاک دیتی ہے
تمہین صورت کا غرہ ہے تو یہان دل کی محبت ہے — تمہارا حسن مہنگا ہے تو کسکی جان سستی ہے
اک بندہ کی بہی جان بخشی نہ کی — اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

حزین تخلص ابو الخیر دہلوی

قبلی رخسار خوبان گل سے پوچہا چاہیے — اضطراب عاشقان بلبل سے پوچہا چاہیے

حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

اکہرون کیا وصف مین اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا — بہبہوکا ہے دہوان ہے اور بگولا ہے قیامت کا

حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑہ کے قد یار کا جلوہ ٹہرا — یہ کڑی دہوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹہرا
سائل وصل ہوا اوسسے تو بوسے ہنسکر — عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹہرا
بیٹہا مین بہی کوچے مین اونکے رہا تو کیا — ادریس جا کے آگئے ہین خلد برین سے کب

حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے — سمجہے نہ حزین اوسنے گر مین بہی برا ہوتا
ہے یہی رونا تو خط کا ہے کو لکہا جائیگا — جو کہ لکہتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا
اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹہرا رہا — ہم بہی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا
میرا احوال زبون اون پہ کہلیگا کیونکر — سامنے آئینگے جب وہ تو سنبہل جاونگا
بیگانہ وار نقش پہ آجاسے ناگہان — تجہسے نہ یہ بہی اے بت نا آشنا ہوا
تہمے آنسو تو اب تہمتا نہین دل — یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے
بلا سے گر لگا ہون مین ہین سب ملکے — سبک ہوکر تو اوٹہے ہم جہان سے
حزین کس سے توقع ہو وفا کی — نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی
اثر جو آہ مین پایا تو ہوگئی تسکین — وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجہے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کس قدر دلچسپ ہے ملک عدم
جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شغلی کا

دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس سا کہاتا ہے دل
جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل

ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم
چاہین کہ گل چنین تو کہین خار و خس نہین

کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری
کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا
شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کی طرح
تم دکھا دو جو تہ زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندہ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

سے ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا
تو چھوٹ چھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا

وہ لال لال ہین عناب لب ترا ہی گل
کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت

بشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے
صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن ہے

شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کف پا کا ہے
ہون حباب بحر جون فانوس روشن آسینا

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندہ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین تسکین

خدا کو مانو آور روز کی ضد نہین اچھی
کبھی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت نکالو

صفائی قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ
کرون رخ جس طرف زاہد وہی جانب حرم کو

حسرت تخلص حافظ عبد الرحمن نبیرہ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندہ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے	یہ تو اسی واسطے کافر نہ مسلمان نکلا
تم بھی رو بیٹھوگے دل کو یہیں ہنستے کیا ہو	اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا
گر نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن	کیوں شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں
کیا ہوا دیکھو تو ناصح کہ ہمارے منہ سے	یا صنم نکلے ہی جب یا وہ خدا کرتے ہیں
کیونکر کہوں کہ مجھ میں مطلق نہیں ہے حس	اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار باشندہ دہلی مستقیم لکھنؤ شاگرد سرب سنگھ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہو گئے سنہ ۱۲۰۰ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ناصح	اگر بر روئے گی آنکھیں تو پیدا دل نہیں ہوتا
زخم تیغ نگہ و خنجر مژگان اوٹھا	یہ دل زار تو ہم کا نہ احسان اوٹھا
درس تھا مکتب میں مجھکو آہ کا	یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا
فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے	مارے بہت پڑے ہیں مسلمان ملی ہندو
بوٹے سے قد میں تو ہے عجب دلبری کی شکل	اور دیکھیے تو ہے سچ پری کی سی شکل
رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے	جھمک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل
جوڑے کے باندھنے میں ادا ہے بمثال	زلفوں کے کھولنے میں ستم گستری کی شکل
چولی مسکی بند ہیں ٹوٹے سر کے بال پریشان ہیں	اس بگڑی عالم پہ تیرے لاکھ بناؤ قربان ہیں
کپڑے بدن کے ملے ہیں بلکہ بدن سب ملا ہوا	سمجھے یا سمجھے لوگوں کا عالم کس سے کہیں ہم حیران ہیں
منہ اوترا ہے گال ہیں نیلے پلکیں جھپکیں آنکھوں میں خمار	نام خدا ایسے عالم پہ جی اور آنکھیں قربان ہیں
سچ کہو حسرت پاس ہے تیرے راجا جس سے بیت	اوس کم بخت کی صحبت کو ہزار جہان قربان ہیں
ہوتے ہیں بال وہ دور لٹکے رخساروں پہ	دل بیچارہ اور پھر بیٹھ کر دونوں وقت ملتے ہیں
ساقی مے دے کہ اہل مجلس	پانی پانی پکارتے ہیں
جو حسن و ادا چاہیے سو تجھ میں ہی سب ہے	سر چھاتی پہ آنکھیا میں ہے سب عجب کچھ

سمجھو گے کنارے ہی میں تو دریا کی حباب سے
کھڑے کے صفا جوڑی کی جدائی سے کہوں کیا
سے ہے تمام اپنا دل سکے یہ جدائی کی کڑی

وہ بعد از اراب جو جھیلا جھل کا پڑا ہے
گر کہے تو رات تو دن کو کہوں میں رات ہے
جسکے جو بیٹھے ہو تم ملنا جھوں کا ترک کر
جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے درد جاں ہے
اگر شمع حقیقت کو ذرا اوٹھا کر دیکھے
بھلا پھر کس سے الفت ہے اور کسکو دل دیجے
برنگ شمع دل جلتا [illegible] پھر سو بھی
یہ کسکی نعش جاتی ہے [illegible] جسکے ساتھ ہے گردن
جو قول و قرار تھے آپس میں جو وفا [illegible] ہو وقت
اب قسمیں کھانے کی کیا حاصل [illegible]
ہاں صاحب کو دنیا میں [illegible] بیہودہ ہی
برنگ آبلہ [illegible] زندگانی
بزم میں بیٹھے تھے کل جتنے سری رو دور سے
کیسا ہے جگر جس سے یہ پیدا کر دو گے
یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب میں مجھ کو کل آ کے دکھا
مجھکو تجھسے خدا جدا [illegible]

لیکن وہ تمامی کی کٹوری سے ہے غضب کچھ
دن کچھ ہے تری آن ادا سے تری غضب کچھ
ہو گئے لگے نیند نے رکھا ہوش نہ اب کچھ
اور عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہو دب کچھ
فقط کچھ اس میں نہیں یہ دل ملنے کی بات ہے
جانتا ہوں میں کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے
الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجراں ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اسکا گریباں ہے
تو اے یعقوب پھر اک مصر میں سو یا کنعاں ہے
جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جاں ہے
چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہماں ہے
ہم اور درد و الم فریاد و افغاں مرثیہ خواں ہے
تم اور کہیں با لطف ہوئے ہم اور طرف مصروف کو
سو خوب طرح سے عالم میں مشہور [illegible]
سب ایک ہیں سے تھے بدنام اب [illegible] صفت [illegible]
کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسکو سرگرانی ہے
دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائیں دور سے
سو دل تمھیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے
کبھی نیند بھر سوں میں آئی تھی سو اوسی طرح جگا کر
میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب حسرت قلی خان باشندہ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہ چندے در نواب شوکت جنگ کی رفاقت میں تھے بعد ازاں نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار میں داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے | مسیحا بھی نہ اے ظالم ترا دل
سنا ہے آج میخانہ مین جام سے پہ شیشون نے | لٹایا ہوین دو دنیا و دو تہمت اسکو کہتی ہین
فرہاد سے ہمسری کرے کون | سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی صمد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد حکیم بیگ رحیم

حسرت جانے کی آس ٹوٹ گئی | لوہا مانا تمہارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین شجاع الدولہ بہادر
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

نہ چلے اوس پہ فریب نرگس کیا | حسن لے دیکھی ہے تمہاری آنکھ
یہ آواز آئی کہ رو حق خدا کی | جو تہمت پہ میرے گزرے کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھوں مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا | ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدآبادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

شہرا ہے اپنے کثرت سے معاملہ دل کا | نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
اسکے یار سمجھے اور نہ تلوار سے دیکھا | سر گشتہ تیرے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا احسن خلف سعید الدولہ سعید رضی خان بہادر

دل کو دیکھا اوس بت کا اثر کو ہنسے اے حسن | جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندہ قصبہ کاندھلہ مظفر نگر

جواب آنسو کا حسرت تاب نامہ کا | جواب نامہ نہ ہو دے جواب نامہ کا
منفعل ہون دست دعا کی مار جیسے وحشت نے | کیون مین ترا باعث ترے دامن پہ چھپا لیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرہ خواجہ بہاء الدین مودودی علیہ الرحمۃ
تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین تحصیل ...

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے دیوان اُنکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اوسنے احسان دوبار ایسا
انتظار کے آنکھون سے اک بار بہ چلے آنسو — ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقتِ وداع یار دلِ بیقرار نے — یہ آہ کی کہ شش ملا ملا دیا
دل دلاسون سے کر بے بیقراری بیشتر — خانۂ ماتم مین ہو پرے سے زاری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ رحم تو ترے حسن — اوسنے اسوقت مین بھی تھے چھپا ئین آنکھین
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار — اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سے رہے
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے دوسے ہلکے — دیکھو تو ہمنے بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن اُنکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات اُنکا نظر سے گذرا

تا اشارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ — مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
اظہار خوشی مین ہے سو طرح کی فریاد — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا — رنگ فا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا — جسکو مزا پڑا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
حسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے — خرابات جنونی با دلا سودائی آوارا
قیامت مجھ پہ شب اوسکا تظلم اور ترحم تھا — کبھی تیغین گالیان منہ پر کبھی لب پر تبسم تھا
غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا — کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے — درد سے آخر مرا درمان ہوا

کہا مین کہ سمجھتا ہون دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھہ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا — لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب گیا ہو

کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر — واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہے پیار کیا

خط لکھا لا اوسنے تب بوسہ دیا مجھکو حسن — رکھہ نظر اسکو بھی آخر یار ہان ہے یہ مان کا

پھر حیدر احسن نے اپنا قصہ — بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین — نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین

وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین — یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین

دل لگا یا جہان جفا دیکھی — کیا ملا عشق مجھکو راس نہین

ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین — جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن — ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین — اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہین

آکے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا — کس مزے مین تجھے کٹتے ہین یہ برسات کے دن

نوجوانی مین بتو کرلو خدائی کو مرید — ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کے دن

شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ — اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو — مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھہ بھر دیکھو — کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف ورخ دیکھنے سے تکو ہے کام — شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا نہی یہان خسرو کے ساتھ شیرین — بگڑی ہے بیطرح دہان تیشہ سے کوہکن سے

جو چاہی آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے — انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی — جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھدیا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ — ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی

اس ڈر سے اوسکی زلف کی شب نہ بات کی — جاتی ہے دور دور تک آواز رات کی

پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن | ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے
اک جان کی درپے ہین مرے اتنے ستمگر | غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے
مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی | رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی
گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجے | سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے
کیون مین اسطرح رات دن روؤن | تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے
فرصت نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے | یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے
وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد سا | اب دل نہین سراپا اک درد ہوگیا ہے
تعجیل نہ کر اکدن آنے تو لگا ہے وہ | مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے
حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر | ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے
تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی | لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندہ پالی

لاش تڑپے گی اے حسن تہ قبر | اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے چھوڑیو | خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندہ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد مست سنہ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

ہاتھ اوٹھا تو مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا | ذبح کے قابل ہون مین موقع ہوا تکبیر کا
تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ | چاٹے نہ حشر تک مری خاک مزار سانپ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین | تمھاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار دہان ہاتھ مین فصاد کے ہے | جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین
اور دل آزار یہی کیون نہ لہو آنکھون سے ہے | روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب میر احسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنو شاگرد محمد بخش شہید

بلکہ غیرون سے یہ اسے یار جلایا مجکو
بھرکیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبۂ موہان شاگرد رشک

واللہ ابر و خنجر خونخوار ہمارا دل ہے
کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد شیر دار خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین -

مین تو بیہوش تھا زخم جگر کے مصروف
دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا

آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئیگی
بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

میرے اعمال ہین رونے کے قابل
خدائی سا لہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آ گئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا دہی ہے
یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی چلنے تری تصویر اپنی ہاتھ سے
ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم میرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھ مین کھٹکا اسے لگا کیا
کیا سنکے آپ نے بہرا اشارت کی آنکھ سے

ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی
الفت کی جستجو نون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہے ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے
گلون نے جوبن ٹھمک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا اعظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے میرے برپا سو فتنۂ محشر ہین
قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

ہم بھی قدم پرہیز ہے ان قدموں کے صدقے — بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن انکا بدخشان مولد دہلی پارسی شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہے بہار — شور ہے غل ہے قیامت ہے سنا آتی ہے بہار
خوب پیدا زمین نے بعد فنا — خاک کی بھی غبار تھا دل مین

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا — یہ سبز قدم کہان سے آیا
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب — دیتا ہے ساتھ چھینے سے مجھکو جواب دل

حشمتی تخلص لالہ ماتادین عظیم آبادی منصف مظفرپور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین گے حسن حور تو بہلے گا دل ضرور — جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل

حضور تخلص شیخ غلام یحیی تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے — یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین — ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق مین کب رائیگان گیا — کیون آپ آگئے اب وہ شکر کہان گیا
پھیرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا — رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پرآب ہین دونون — ایک خانہ خراب ہین دونون
بسان مجھ مین نہین ہے جان باقی — وہان اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے — ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے

حضور تخلص منشی محمد عبد البصیر ولد مولوی عبد الغنی بلگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل پہ اوس سے سنبھلے ہان — یارب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب
زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر — شیشہ ہے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھ مین
ٹر جاے ترے شعلۂ رخ پر جو نظر آنکھ — پھر آہ پہ ٹلا اسے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندۂ دیوا جہانگیر آباد خوشنویسی مین مبتلا تھے

کل جو غصہ سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھین — روتے روتے مری آشوب کر آئین آنکھین
ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے — کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسنکے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کٹا زیہ ہوتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہون نہین یار ہون — کچھ تو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون
محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے — اگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر برسون رلاتی ہے
ہم تو دشمن آپ کے ہین بار ہو یہ فرمایئے — اور کس کس سے سبھے گی دوستداری آپکی
رو برو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپکا — ہورہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپکی

حقارت تخلص میر حسن ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا نہو نازان اے قیس — اسنے تن پر بھی کبھی جامہ سر پائی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبر آبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین پھر آیا پانی — جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا
پھر گریبان کے اڑینگے ٹکڑے — پھر وہی چاک قبا یاد آیا
خط جو غیرون کے لیے اوسنے رقم — ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا
وانگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید — تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئین
شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے — سیدھا کیا ہے موذیون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون ہست و نیست عالم تصویر کیطرح — گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم کے ہی حقیر — راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمیں
یاد میں اوس بت کافر کے ہوں ایسا مصروف — کہ خودی بھول گئے بلکہ خدا کی مجھکو
سب سے گلے لگے تری شمشیر کسلیے — پر ہم سے وہ کھنچی رہی ہے بیر کسلیے
گلی میں یار کے چیونٹے گھسیٹ لائے تجھے — حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنو شاگرد جرأت چھنا ٹین مدراس میں بھی گئے تھے وہیں انتقال کیا دیوان ریختہ وتحفۃ العجم وخزینۃ الامثال وصنم کدہ چین انسے یادگار ہیں انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق میں اسے عربدہ جو یا مجنہ لگا — زیست سے ہاتھ کبھی [illegible] ہاتھ لگا
ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوسکی — کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل
دلا اب دونوں مل کاٹینگے اوقات آہ وزاری میں — ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیماری میں
کس کے ہیں انتظار میں آنکھیں — جو کھلی ہیں مزار میں آنکھیں
نزع میں ہیں نہیں بھی جو پھری وہ آنکھیں — شاید آتا ہے وہ تکتی ہیں جو رستا آنکھیں
ہو گئی ایک نگہ میں مجھے صحت حاصل — گرچہ بیمار ہیں لیکن ہیں مسیحا آنکھیں
کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے — زلف پر پیچ سے ہیں حلقوں سے سراپا آنکھیں

حکیم تخلص حکیم محمد حسین عرف بچھلے صاحب خلف حکیم میر امام علی باشندہ فتح آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری کیا — درد کہتے نہیں زور سے کبھی [illegible] سنبھال تھم سے

حکیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دہلوی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے نے مجھکو اوس سے کھو یا — پہنچے اسکو وہ تیر ہے کہ لیا
کہوں میں کیا سبب زخم ناسور — ہنسا اکبار تو سو بار رو یا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف وشاگرد مظفر علی اسیر باشندہ لکھنو

آنکھ اپنی کبھی زہرہ تمامکل سے لگی ہے — یہ سوت مقرر جو بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف للّھی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اولجھتی ہے ہوا سے مری زنجیر	کیا آئی ہوا کاکل پیچان سے اولجھ کر
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنہوں نے	دین چھین لیا گبر و مسلمان سے اولجھ کر

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی میں کامل تھے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر	ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق در بدر ہے	اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو	گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے	کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سے دل کوچۂ گیسو میں مرا اولجھا ہے	وہ بلا کون سی ہے جو نہیں آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبر آباد باشندہ کاکوری

مرے لیے ہی نہ گئی میرے گھر کی تاریکی	رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کے زلف میں ڈالی ہے پاؤں میں بیڑی	وگرنہ رنگ حنا لائی تھی بہار میں روح

حلیم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرہ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے	لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام میں فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہائے کس کس کے تئیں بیٹھ کے ہم یاد کریں	غم مجنون کریں یا ماتم فرہاد کریں
سب بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے	مور کی طرح پر و بال وبال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندہ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

یان کہاوسے ہے تو جھلکے ہی گلو سے یون رنگ — مے کی جون سرخی کہ شیشے سے نمایان ہووے

حمید تخلص حاجی مولوی سید عبد الحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انشح اسے ایک چھوٹا سا دیوان یادگار ہے

پاس میرے بھی کبھی آئیے گا — تا بکے دور سے ترسائیے گا
زلف سلجھانے لگے پھر صاحب — پھر مرے سر پہ بلا لائیے گا
ہوگیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا — یا الٰہی ہو بخیر انجام اسی آغاز کا

حمید تخلص حاجی حمید بخت باشندہ سلہٹ خلف حاجی سعید بخت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکہانے گا وہ عیار کبھی — یہ کبھو وسا سمجھے اسے طالع بیدار نہ تھا
وہ جو شب میرے گھر آیا تو گیا ہوش حمید — اور جو وقت ہوا ہوش تو پھر یار نہ تھا

حمید تخلص سید حسین علی باشندہ آگرہ

رہا وہ غیر کے گھر کل تمام شب ظالم — مین کیا کہون جو رہے دل کو بیقراری رات

حمید تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تھی مدت مین جگا کسنے دیا ہاے — یاؤن مرے اسے گردش تقدیر ہلا کر

حمید تخلص سید حمید الدین ولد کلام الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہو دل — کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

حسنا تخلص عبد الکریم خان ولد سرور خان لکھنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان ہین

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئین گے — اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹھہرا
مر کر موے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم — اوٹھتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب
کیا دخل پھر کے کوچۂ گیسو سے آئے دل — کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہاے دل
وصل کی شب مجھ سے اداوس بت سے گیتی ہیگی ہے — بہنے ہے وہ جنگجو جھگڑے کا لا ہاتھہ مین
جب سے اوس یوسف لقا کو دل دیا ہے اے حسنا — سورۂ یوسف زبان پر ہے زلیخا ہاتھہ مین
ہو کبھی دشمن کو بھی یارب نہ دشمن سے نصیب — سچ جو پہنچے ہین مجھکو دلربا سکے ہاتھ سے

حوشم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشا پردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بسبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی مین نے خبر دلدار کی
بھر گئی کانون مین بوا اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا شعر اونکے بامزہ ہوتے ہین شطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے
روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا

رونا کہان ہوا مجھے دل کھول کر نصیب
دو دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آگیا

ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
پر ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا

بتون کو چاہ کی ہم تو عذاب ہی مین ہے
شب فراق کٹی روز انتظار آیا

کہا صنم سے تسلی دو آنکر تو کہا
خدا نہین کہ جو ہم دل رکھین زمانے کا

سہل سمجھے تھے دم قتل گران جانی کو
ہوگیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا

بس وصال یار مجھے وصال ہوا
مر سے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات

شروع شام جدائی مین نالہ و افغان
ابھی تو اے دل مضطر یہی ہے ساری رات

ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام
ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا لیا کرون

آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا
اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون

آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی
جو ہے سو میری جان کو غفلت سوار ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الہی بخش خان معروف باشندۂ رام پور میرٹھ مین سیٹ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہو تہ خنجر ناز
سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا دھڑ پرے

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندۂ لکھنو شاگرد مہدی علیخان کوثر

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا
ان کافرون کے بیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جانے پہ تیار ۔۔۔ او مرغ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آ ئے ہے جیسے سایہ دیوار صنم ہین ۔۔۔ ایسے کا تو مردہ بھی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین +

ملک حضال پریوش فرشتہ خو کمت ۔۔۔ مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا ۔۔۔ کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو ولندیزون کے عہد مین دلی سے ہوگلی مین آ ئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے اُنکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ رخصت جو ہوتا ہے ۔۔۔ نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے ۔۔۔ شوق مجھکو نہین کہانی کا
سست پیری مین کیون ہوا ای حیدر ۔۔۔ کیا ہوا دلولہ جوانی کا
سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان جسطرح ۔۔۔ مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے آشنا بگڑتا ہے کوئی ۔۔۔ تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا اکرام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

نازسے جب وہ چلتے ہین پازیب آتی ہے صدا ۔۔۔ کافر کہیے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھے پھرتے ہم ۔۔۔ تم نے نظر سے جو اُتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سر رشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسہ عالیہ کلکتہ وطن انکا جاجمئو مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا ۔۔۔ جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دھمکاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیسا
رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی تھی
دل وجان دین وایمان وہی جکا پھر کیا چھپا
درد کیسا کہ جدا درد کی صورت سب نہین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر اوسحسین
سن لیا سرمہ لگاتے ہین جو حال مرگ غیر
عشق خط سبز نے پیسا مجھے مثل حنا
اوس بت کافر کا دل مین بستے ہو حیدر خیال
کتنی دن سے ہے کیسا ہائے مضطر
نہ کیجے ضد بس اب ہو چکا ستائیے بہت
قابو مین آگئے تو جھکاتے ہین ہم مزا
دیجے بوسہ یا کہ گالی کہیے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خطا کی گالیان تو دے چکے صاحب
ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کی کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بوسے لیتا ہون
مثال نقش پا کوچہ مین اونکے جم کے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیسا
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
ذرا ایمان ٹھکانے سے تو رکھو او بدگمان اپنا
اپنا ہم درد کوئی خویش وبرادر نہ ہوا
ایسا سمٹا شرم سے دریا بھی قطرہ ہو گیا
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا
قبا پہ من دیکھیے کعبہ کلیسا ہو گیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑائین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح
اوڑھی ہین رنگ چار سفید وسیاہ وسرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون ای یار سبز
لیے جاتے ہو میری جکیلیے پھر چٹکیان اتنک
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کی ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت تیری چھاتیان
کیسی بے رحمی سے آف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین بلاتے ہو
لنترانی کسے سناتے ہو
مزا ہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجھلا نہین سکتے
ہٹا دین ہاتھ وہ مجھکو مگر اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب
آمد فصل بہاری کی چمن میں دھوم ہے

دیکھیے جس وقت طفلان پری رو ساتھ ہیں
ایک تھا ہشیار ہے حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کیسے ہو کر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شب وصال میں کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتیں تمام شب وہ بنائے چلے گئے

ظالمون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پہ
بلبل کو چٹکیوں میں اڑاتے چلے گئے

اوٹھے کیسے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھ سے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقان پہ کمر ہی اوٹھائیے
لاکھوں کا خون ہو گا نہ لاکھا جمائیے

دربردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشین سے عشق کو کیوں کر چھپائیے

کافر یہ سنگدل ہیں بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتوں سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم لگتے ہیں

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھورے میاں خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھ سا دنیا میں نہیں ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبد القادر گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ کی اولادوں میں تھے

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا

یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے
محرم ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

امداد خستہ بے ڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میاں حیدر

سنتے کہاں اب تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

حیدر میں شہر سے مجھ پہ کیا گذری
تجھ کو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسدالود

اسد الدوله محمد تقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس سیہ پوش کی نظر جب سے کہ آئین آنکھین … سیری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین آنکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری کے دیکھین … چشم بد دور جو اوس شوخ نے پائین آنکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا … اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن ... میر محمد شاگرد امداد حسین ظہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین ملتہب … مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدر تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرائش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا … صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے … اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری ای دوستو … کچھ نہ خواہشمند ہون غربت کا نہ توقیر کا
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو وہ … تا کہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سر سپ سنگھ دیوانہ بہار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلئے … اس مین کچھ کم نہ ہوگی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے … یہ ورسم ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلئے … دیکھو اختلاط کی خوبی
دیکھ زخمی مجھے اوس کو جو قاتل و اسلئے … ہنس کے کہتے ہین کہ زخم جگر سلوا لیے

حیران تخلص میر منو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین | مگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر ٹپکتا رہون یا پھوڑ کے سر مر جاؤن | تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو ای حیران ہے | اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندۂ جھنجھانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک | نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی | کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم | کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا اصفہانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہون مین | دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتے ہو | پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندۂ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہ گیا | کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید امید علی متوطن بارہ مقیم قصبہ اکبرپور معروف بہ بندگی توابع فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین | لگا چورانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی برلب دریا | ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مرادآبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو سچا تھا سب گلہ دل کا | یہ چشم تر نے ڈبو دیا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہم وحشت ہے | عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے ہے تیشۂ قدمے محتسب خم لے توڑے — مرے بغل مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخرالدین نبیرۂ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمرالدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے — جو انی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھون کن آنکھون سے مین لے غیرت عشق — ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا — ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو — کیا اوس مریض عشق کی جینے کی آس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن — ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل — کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے — اک چاند کے دو ہوئے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالا بت سنگہ شاگرد میر سوز ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلستن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے — رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے — سب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہہ لے کہ مین خفا نون گا بڑا — تب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خاء معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ کو سنہ بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم سے

انسے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

صافت آیا میل سے دلمین وہ یاد افسوس آج
خانۂ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

خادم تخلص منشی محمدی راجہ بردوان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہے منہ پر دل کی بات
طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کہنیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر
صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے
چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو
آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نشین جو کہ نہ کوئی تہین سو کین پردہ شوخ
نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الہی بخش خان باشندہ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا
ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

کاوشین جھیلین نہ کیا کیا دم مژگان مین ترے
گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا
تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیر دین کا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا اسطہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم — روز محشر کو او ٹھینگے اسیلیے دلگیر ہم
قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے
تری زلف سیہ سے اسے پیارے — مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مرادآبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

تکیہ مخمل ہے گرچہ منعمان کے زیر سر — ہاتھ اپنا بس ہے یہان ہمچہ ناتوانکے زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن انکا بدخشان مولد دہلی دکھن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر اوستاد ہو کوئی — دل تو ہے بتا دے تجھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبدالرزاق مدرس مدرسہ سرکاری کول

دیا ہے تمنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو — نہیں تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیران سے

خالق تخلص خالق بخش اکبرآبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و داغ و قلق — کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری رات
بندہا خیال جو اوسکی جبین کی افشان کا — ستارے گن ہی گئے خالق نے سگرے ری رات

خان تخلص عبداللہ خان داناپوری شاگرد حافظ صیغم کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل یار سے یارب جدا ہوے — کیا کیا فلک کے ہم پہ ستم ظلم و جفا ہوے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یار خان رنگین باشندہ دکھن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے — مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتو نکی چاہ لگی ہو برا ضعیفی کا — ادہر تو پک گئے بال اودہر سیاہی رات
اے خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو — اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسرا

خالی تخلص مرزا خانی باشندہ دہلی اسکے دماغ مین مالیخولیا تھا

بے عقلونکے کام ہی کرتے رہے سدا — عاشق ہوئے تو یہ بھی خلل تھا دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبرآباد فارسی و اردو مین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب کد مین پڑا ہون | کیا پوچھتے ہو حال ہے کیسا مری دل کا

خبر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ چالیس برس کی عمر مین بمقام کالپی مین قضا کی

ہم نے رونے کا بہلا کب سر و سامان باندھا | تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا
سد وصال رنجش دلدار ہو گئی | اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پہ آگے ترے مہتاب کا عالم | خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے | اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے | ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
لبون پہ جان ہے جلد ہی کہین پہونچ ظالم | یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے پتھر اور وہ گلبرگ تر اے جوہری | کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوشرنگ سے

خرد تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سے گھبرا کر | یہ کسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہیے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر جیون دہلوی والد اسکے نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کے منشیون مین تھے

سایہ سا پہونچی تو تجھے پاؤن تلک گر گیا | اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بھورے خان

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ اوس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا
روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خسرو تخلص مرزا محمد کیخسرو جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا احمد خرم جلال بخت بن مرزا احمد جہاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے دلا اہل جہان کی یہی عادت
منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

خستہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غریق رحمت پروردگار
آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابوظفر بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد اسد اللہ خان غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچھ اپنی نہ سُن سکتے ہین کچھ تیری
ہمین اسوقت ہین اسے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا

جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا
خضر ہین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق
جو تیری خوشی وہ ہی مرا مدعا ہوا

لیتے ہو وہ بھی ہوس بشیر ہے جسپا کوئے
مجھسے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے
پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس ناز و ادا نے مارا
ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرمائے بہت

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ غیرون سے کہا
یاد آنے لگا یہ جانباز ہمین ہائے بہت

خطا تخلص مرزا انظر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ ایوب لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

زبان لڑا کے ہو کہیں اختلاط سے پیارے
سمٹ کے آئی ہے دیکھو مری دہن مین جیح

کرے جو مردہ دشمن سے باتین ابھی زندہ ہون
مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن مین روح

خطیر تخلص سید امداد علی خلف امیر علی باشندۂ فرخ آباد شاگرد منیر

آج غصہ مین وہ زندان کی طرف آئے
بیڑیان پاؤن کی لو بین تھی قیامت ہوگی

خفی تخلص مرزا محمد سعید عرف بہ سفید دلو خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

ترک چشم و صفت مژگان و نگاہ خونریز
ہین انھین اشکر خونخوار کے سردار ابرو

کشتیان آنکھین ہین ہلیک خط پیشانی موج
مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آ بار ابرو

ابروئے محبوب ہے یا کوئی سلطنت نہ ہے
مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بالو عظیم آبادی

ہے خنک ازبس ہوائے بزم ساقی جلد لا
گرم صحبت ہوگی زیب انجمن ہو جائیگا

دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکی بال
حاصل اِس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد و شخرزہ مولوی عبدالکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا
کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندہ لکھنؤ

عجب عالم مین مدہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ آپنا بھی نہ ہوش آیا کہ ہو پوچھون کدھر آیا

دل لگاتے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم
جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہووےگا

خلیق تخلص مرزا ظہور علی ولد مرزا ہوشدار سنہ ۱۲۹۰ گیارہ سو نوّے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث آرام جان
ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھبین کچھ نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

کہا مین نے جو اے گل کچھ وفا کر
تو وہ ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر

بھاگنا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن
تو تو سیماب ہے اور پارہ آتشگر عاشق

حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیرے کوچے مین
خود بپا کرتے ہین ہنگامہ محشر عاشق

بیستون مین اثر گریہ فرہاد کو دیکھ
جگہ سنگ سے بھی آب روان ہے اب تک

مثل آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو
صاف ادھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

سکہا

کسکے خرام ناز کا پامال ہون خلیق
لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی باشندۂ قصبہ کیرولی متعلقہ پاس باشاگرد رشید میر انشا رفیق نادر مرزا ے نیشاپوری بیشتر لکھنؤ مین رہتے ہین ۱۲۸۹ بارہ سو ونواسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہین راقم کے دوستون ہین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا
ہاتھ جوڑون بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ

جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا
دل ہے خود رفتۂ کامل اسے کیا سمجھاؤن

غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا مین
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے

ضعف سے کانپتے ہین چلنے مین ہر بار قدم
پاے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہو گل تر

سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے ضرر
مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی

بے سبب وحشت جنون مین نہین سرگرم
حشر برپا ہو کہین لوگ قیامت آئے

بتون کا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج
ترقیون مین تنزل کا بھی خیال ہے شرط

رونے پہ باندھے جو مری چشم تر کمر
جان جان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو

ہم شنو یا نہ شنو اسکے جاؤن گا

داغ کی طرح سے رہا کیجیے گا
نبض کیطرح ہاتھ سے جائیے گا

وصل مین لطف شب وصل میسر نہوا
خضر کا کوئی کسی راہ مین رہبر نہ ہوا

چھوٹ پڑجاتی ہے جسوقت وہ دامن چھوڑا
نہ دیا دل اسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا

پڑتے ہین صورت جوب ہمہ تن بیمار قدم
چار باغ آئے لطف تم جو چلو چار قدم

دیکھ لو سونے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم
رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم

قلم آسا نہین رہتے کبھی بیکار قدم
ربع مسکون مین ہو نل کہل جو چلو چار قدم

بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
گرچہ کونین کو نظر مین سوار رکھتا ہے

کیسے زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر
موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون مین

درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

کرڑیاں حسین ہند کی پہندے ہیں جال کے
کھیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھ

اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق
پتھر کے نیچے دب گئے جیسے اختیار ہاتھ

ہر طرح مل رہیگا نہیں مرگ اے خلیل
دس گز کفن گزی کا زمین تین چار ہاتھ

اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ
تیور کچھ اب کی سال برے ہیں بہار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہیں پتلیاں یہ سہارے سے تار کے

حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی
پاؤں کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی

مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل
نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی

مر کر بھی چھپاؤں جو تری زلف کا سودا
بتی نہ دھواں دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے
لے جائے تکلم ہے نہ موقع ہے صدا کا

کعبہ و دیر میں کسکے لیے پھرتے ہو خلیل
سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا

ملجائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا
انصاف سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا مصنف صاحب دیوان و تذکرۂ شعرائے فارسی و اردو گزرے

لٹو روئے تھے میرے ترے جو جیب کنار آخر
خلیل آنکھوں کے ہاتھوں ہو گیا گلزار پہلو میں

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا
گلگیر نے تب اوسکی وہیں دور کی گردن

سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ میں خورشید
تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبد الحکیم غدر میں مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہیں

تیرے گھر کا ہمکو آپ آئیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

سنکے حال شب فرقت بولے
کہیئے کچھ اور بھی فرمایئے گا

ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
ہان بجا سچ ہے ضرور آیئے گا

کھیل مین جان نہ کھلوایئے گا
ہمکو شمشیر سے سر آپیئے گا

نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین
ہم جلا لین گے جو مرجایئے گا

وصل مین کہتے ہین ہوسنے بنکے
کسطرح ہجر مین مرجایئے گا

کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل
شام کو آج ضرور آیئے گا

وصل دست نگار چمن کا گر میسر ہو خلیل
آرزو اک عمر کی ہوجاے حاصل باغ مین

ہاتھون پہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا
پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو بھی کے پاؤن

خموش تخلص مرزا خدا یار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین
کچھ اِن دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم پر ترے جب کہ نگاہ کیجیے
خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسح وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۸۸ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے
اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا

گر درد سر گیا تو رہا درد دل اوسے
بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا

بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین
مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا

دیر و حرم مین سب مری صورت سی ہین نقوش
دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا

چشم تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا
بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا

سامنا آگے ترے دیدۂ میگون کے اگر
بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا

گرم صحبتی غیر سے کرکے جلایا آپ نے
اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

یاد گل مین ہووے اسے خواجہ اگر گریہ کنان
سوج آب اشک بلبل سے ہو طوفان یاسمن

تونے یو چھپا ہے پسینا جو رخ گلگون کا
دامن گل سے بھی زیادہ ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ نجف علی باشندۂ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے
دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مستی کا ملنا چھوٹرا
سر پہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم ہے دل مین
حسرتون کا ہجوم ہے دل مین

ہر قدم پر ہین آفتین برپا
چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خوش عرض تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نبد قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا
ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندۂ اکبرآباد
کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جاکے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے
بھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا

نہبت بیرانہ ہتون نے سُنی مری فریاد
خدا کے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا

وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتے ہین
سد ہارے رات اوٹھو صبح محشر سر پر آئی ہے

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشدآبادی راقم نے انکو
کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے
خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولو نہ بلبلو چمن بے ثبات پر
غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندۂ پہالی

فلک مین یہ شہید دن کا بہا یا ہے لہو
پہنچی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہوگیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد رأفت

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی ماوراء النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا مولد لکھنؤ مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑے کو اور کیا باقی رہا دست جنون ۔ چاک داماں ہو گیا تیرے گریبان ہو گیا
نوید وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید ۔ کسطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

خورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلجاے ترے سامنے بے تھم ۔ اک دم کی دم اس خستہ کے بالین سے نہ جاتو

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادرزادہ و شاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک لاکھ سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور تھا دکھانا تھا ۔ نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ عرق مین ۔ کہ جو چلمن مشبک رہ گیا نظارہ عرق مین
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال ۔ اے غنچہ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جاسے باغ مین رشک چمن مرا ہو داد ۔ شہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن ہے آبدیدون کا ۔ نمود برق طپیدہ دل طپیدون کا
کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال ۔ ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل ۔ لے گئی کھینچ کے شامت وہین ناپہ دل
ہم خاک ہو کے آئے ہین کوچہ مین یار کے ۔ لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ صاف ۔ اوسکے دل مین بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند و شاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

ایک نونہال گلشن خوبی پرشیدا ہوکر کچھ دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی کا مزہ چکھا اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل ہوش بلبل کیطرح اوڑگئی دل بیتاب نے اونکی بیقراری اور آہ وزاری بیانتک شروع کی کہ عندلیب جان نے چار دیوار عناصر مین تنگ آکر مقصد پرواز کیا اوسوقت اونکے غمخوارون نے اوس مسیحای ملک الموت سیرت کو اوسکے مریض فراق کی حال پر ملال سے خبر دی کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشی چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہوگئی اوسنے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے ہمت ہاری عالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا ہے

از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی ٭

اور فوت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ای ہمنشین دیکھو	ادھر دیکھو ادھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
ابھی پاس ہے رہ رہ کے جو بیتاب آتا ہے	اسے کسکے ہاتھ دیکھو حبیب دیکھو آستین دیکھو
پکڑتا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے	ہوائی رنگ دیکھو ہاتھا پائی سے جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ نہین بھلی بری ہوتی ہے	جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین کبھی اوسکے بن آہ	سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے

واضح تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ ڈپٹی کلکٹر ضلع بیربھوم خلف جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت سے ہے عزت ناصحا	محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار

واضح تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ فتحپور ہسوہ شاگرد ناسخ

چڑھی آنکھیں ہین کیون اوترا ہوا چہرہ تمہارا ہے
ہوا معلوم شاید آتش مے کا خمارہ ہے

داغ تخلص نواب مرزا ای دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم نواب رامپور راقم نے اس شخص کو دلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پائی ہے

گر تو کبھی بہانے سے آجائے وقت نزع
ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین
آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر
اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پاؤن

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین
کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین

آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے
ہے خبر سب کی اونھین اپنی خبر کچھ بھی نہین

دھوم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی اپنی
فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین

اونھون نے خط تو بھیجا پر سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ سو سو طرح کا ہر بات مین پہلو نکلتا ہے

کہنے دیتے نہین کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہ جاتی ہے آآ کے شکایت تیری

وہ تو ستم کرینگے کوئی مر ہی کیون نہ جائے
ہم بھی ستم اوٹھائینگے اب سر ہی کیون نہ جائے

دل و دین کو جسنے دیا ڈبو یہی نامراد ہوا ہو
کہین داغ تم نے سنا جو ہو اسی روسیاہ کا نام ہو

دانا تخلص میر مفضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب سراج الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گزرے

دل مین ہر ایک کو سودا ہے خریداری کا
یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

دانا تخلص لالہ سوبہارام علاقہ دار مجسٹریٹ انگریزی راقم نے اگست سنہ ۱۸۵۳ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری جسنے نہ کی فریاد سے یاد
آج لیتا ہے وہ طیش مین دشنام سے نام

دانا تخلص روشن لال ولد مہتاب راے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان

دیکھے بغیر چین نہ مجھے ایک دم نہین
رہتی ہے رات دن تری تصویر ہاتھ مین

داؤد تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داؤد ہو +

چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب خدا مجھسے یار ہوتا ہے
دل مرا بے قرار ہوتا ہے

بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے
دلخستہ اور شکستہ یہ دائم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

رواں کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا
عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو

دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر تو رکھیو
کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی مولد وطن خراسان مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودھ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے زر و ملک اگر نہوا
آئینہ تختہ تابوت سکندر نہ ہوا

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا

گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا بڑھ گیا
تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا

وبال اس سر کے کٹنے کا نہ بالا بالا جائیگا
دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا

چاند دیکھے جو کبھی تیری پیرہن خورشید
سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آئیگی دختر رز دیکھنے بلبا بازار

خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس ہی کو
ادا و ناز سے محرم ہے تنگ سینے پہ

ہے تیری آرزو مجھے اے جان آرزو
کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو

طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال انکا روز آدینہ بست و چہارم

صفر سنہ ۱۱۹۹ اگیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد وآہ سرد وسوز دل وشمع محفل دو دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

اے آنسو و نہ آوے کچھ بات دل کی لب تک
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا

دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بہی کر دیکھنا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

اوسنے قصداً بہی میری باتون کو
نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا

کی تو تہی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بہی
جبتلک پہونچے ہی پہونچے راکہ کا اک ڈہیر تہا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

کرتا ہون بس مرگ بہی حل مشکل عالم
بجیسا ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو
گریبان چاک ہے چاک گریبان

ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو

نہ کہین عیش تمہارا بہی منغص ہووے
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہرچند تجھے صبر نہین درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ | تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے | لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

اس طرح سے اک لخت جو آنسو نہیں تھمتے | معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے

جی کی جی ہی میں رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے | جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے

آہ بس مت جی جلا تب جانیے | جب کوئی افسون ترا اوس پر چلے

ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ | جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے | آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

میں وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے | نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے

خلوت دل میں کر دیا اپنے حواس نے خلل | حسن بلا سے چشم ہے نغمہ و بال گوش ہے

درد تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

نہیں پڑھنے کا وہان کوئی ہرگز | خط ہے میرا لکھا مقدر کا

دردمند تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں علی اصغر کبیر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی میں شہید ہوئے

ظالم کرون میں ظلم سے فریاد کب تلک | اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے | ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو | پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

دردمند تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ بنگالہ میں بھی آئے تھے سنہ ۱۱۷۷ گیارہ سو ستہتر ہجری میں مرشد آباد میں وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کہسار میں جا گرا ہے ناحق کے تئیں | سر و نیز سے جا بھڑا ہے ناحق کے تئیں

کوئی ٹکر پہاڑ سے لیتا ہے | فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئیں

درویش تخلص میر شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اللہ دیا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کی تھی +

درویش کو ممنون بھی لکھا کرتا تھا یعنی
اس مملکت عشق مین اوستاد سمجھکر

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے مل
روز رو دیتے ہین وہانکے در و دیوار سے مل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شغلہ دیوان سبحان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدہ سے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین
نظر لگ ہی نہ جاوے یہ شمع قمر اکی لو

کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دوزخین
دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے
ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہوتی ہے اور رات چلی جاتی ہے
تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص دیبی پرشاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل
جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ تا صد کو ملے ہے دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا +

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دل مرا اے ناصح جاہل اکر
پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر

کیا سینے کو وا اسنے لگائی آگ گلشن مین
عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر

ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا
زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل یہی تقصیر ہوئی
نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل

نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتے ہین
ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئنہ یہ ستم رسیدہ
تمہارے در پہ جو در بان نے آستین پکڑی
رہتا ہے مدام آب دیدہ
برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگہ کھتری بہیرہ راجہ خوشحال رائے دہلوی

ہون ترے ہجر مین چمن دیدۂ نرگس حیران
چشم پوشی نہ کر آ اپنے گنہگار سے مل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف آتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھنا گر جوشش طوفان کا مری آنکھون مین آہ
اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفر یابخان خلف سمٹر وغیرہ انسین کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے یورپ مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا
یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض
طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پاے بوسی کا تھا ہی سیدا دیکھا اپنا
گرا قدمون ہی تیرے کٹا جسوقت سر اپنا
وہ تنہا زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین
وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہو گی
پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی
رات تم اسطرف جو آن پھرے
دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہئیت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانہ شاہی کے داروغہ تھے

دلگیر سے تم چھپ کے سے گر آن کے ملتے
رسوائی ہر کہیں و بازار نہ ہوتی
جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ شیخ
یا خدا اوسکے بھی پیچھے یونہی شیطان پڑے

دلگیر تخلص چھنولال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسینخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا	حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا
باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل	وہ مدعاے گوش ہے یہ مدعاے چشم
آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین	نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فداے چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

کبھو بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو	یارب ہو مین ہون گلی مین ماتھہ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو	کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو
صنم جو دیکھہ مجھہ کو تو کہے ہے دور آنکھونسے	کچہ ایسا نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھونسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی	بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا	مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو	بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے	آگئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دہلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر اودھر کلام ہوا	اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر	خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث
میری سرگشتگی کو دیوانہ	پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرب سنگھہ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاراین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے اُنسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح … تاکہ سیکھے مرغ بسمل نے مری دلکی طرح
جان پر آ بنی ہے دم مری خاموشی سے … بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے … رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم

چھوڑ اسلام کو اور کھینچکے قشقہ ذاکر … طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا … آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ ستارہ تھا
شب جو باتون مین وہ مہ بیکہیل کر رہ گیا … رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا
لیلی کا جب کہ نجد سے محمل نکل گیا … آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا
لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب … کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا
یہی ہر گرحال آہ سوزان گر نکلے جلکر فلک زمین … یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک رہیگا
دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین لیجائے … دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے
تو دست برہمن سے مارا پڑیگا زاہد … ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنگ سا ہے
جو اہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے … مری زنجیر پر نگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے
پتلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے … لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی … تو دہ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک آکے گھس نجائیگی کہین ناک مین تیری … اے چلبلے نہ ڈال تو قلمگیر ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ بیٹھا کہ رہ گئی ۔ ہل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ دہلی

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی ۔ اے آب تیغ یہ بھی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت وجماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوے دوست ۔ تشنہ جو دشمن کا نظر آوے تو تجھے رو کر دو دست
یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا ۔ یا اسی کو تھا میسر تکیۂ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کو ملا قاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار بھی چھوڑا ۔ الفت مین صنم رویون کے گلزار بھی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ ۔ بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین ۔ نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دھرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے ۔ نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہون نہین نہایت سخت جان ہون نہین ۔ نہ ٹوٹی خنجر بران کہین یہ مجھکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون ۔ اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گذرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان ۔ ہاتھ سے چرخ کی ڈھونڈھے ہے تو آرام کہین
نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو ۔ جسکے قد موں سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو
ملی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو ۔ کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوحہ خوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل ‌ ‌ ‌ ‌ مجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان الکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے ‌ ‌ ‌ ‌ مرگ کا اوسکے جہان کو غم سجا ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکہا ‌ ‌ ‌ ‌ انتقال شاعر کامل ہوا ہے

ذوق

ہوا حمد خدا مین دل جو مصروف رقم میرا ‌ ‌ ‌ ‌ الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جہانکتے تھے وہ ہمیشہ جس روزن دیوار سے ‌ ‌ ‌ ‌ وا اے قسمت ہوا وہی روزن مین اگھر زنبور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار و نکا ‌ ‌ ‌ ‌ کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار و نکا
نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا ‌ ‌ ‌ ‌ اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سو چکر اوس دشمن ایمان کا ‌ ‌ ‌ ‌ دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید ‌ ‌ ‌ ‌ تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
خدر سے خون سے دل پایمال کے گیا ‌ ‌ ‌ ‌ چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے گیا
بغل سے لیگئے دل کو نکال کر وہ صبح ‌ ‌ ‌ ‌ جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے گیا
ہزار دم ہین اوسے یاد تو نے دیکھا ذوق ‌ ‌ ‌ ‌ گیا وہ غیر کے گھر تجھکو ٹال کے گیا
اس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا ‌ ‌ ‌ ‌ اب آہ آتشین سے بہی دل سرد ہو گیا
بالی طبیب دست ہے مین کیا اچھا ہوا ‌ ‌ ‌ ‌ ہے دل سے زندگی سے ہمارا اچھا ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

ذوق کے مرنے کی سنکر پہلی تو کچھ رک گئی
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا
اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا

ترے جوڑے کے کھلتے ہی مرا دل بستہ باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا وہان باندھا

گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

ذکر ترے بزم مین کسکا نہین آیا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

سرمہ ہے سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹی نام ہو تلوار کا

کیا طبع مین جودت ہے جھٹ دل کی اڑا جانا
ہونٹون کا یہان ہلنا وان بات کا پا جانا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

یہان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
جھلسین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے انڈنون صیاد کا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر تیرا کیا علاج

وہ مثل ہے ناو یہ کہتے ڈبوئی خضر نے
لیگیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب
اس مکر چاندنی مین نہ کرنا گمان صبح

ٹھہری ہے اونکے آنیکی یہان کل یہ جا صلاح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے مین ہو گی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

جھومر کہان نظر سر پہ ترے آ کے جو ٹھہرا چاند
تھا وعدہ چڑھے ہے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھ کر
مسیح کرنے کو مرے پوچھتے کیا ہو تکبیر
ساغر دل بیچتا آیا ہون گھومت ہاتھ سے
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس چتون پر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کر پاس
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو لوگ
پھر کر ادھر اودھر نہ ہمارا اگیا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخر شش
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
نہ تھا دو دو فریق حسد کے عدد سے مین
وقت پیری شباب کی باتین
پھر اوس ثمرہ کی یاد کرے دل آہ دل مین ذوق
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موی سفید
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا
اسیر رنج و غم مین ہون مریض جان بلب مین ہون
سوال بوسہ کو ٹالا جواب مین ابرو سے

بڑا افرا ہے جو مرے لیے کسی کے سر چڑھ کر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
جو کہتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھوڑ کر
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچے نے یہ منہ پھوڑ کر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس
منہ مین انکے یہ زبان ہے کہ الہی استغفر
لفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون
مین ہون تمہارا سایہ جہان تم وہین ہو مین
جب کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
کیا جانے مین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
لب کو دون زخم کو نہ دون لب کو دون تل کو نہ دون
اور اس پر اب تلک جیتا ہون نہین کوئی عجب مین ہون
برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

مجھ ویسے نیش زن ہر دم ہے میرے دور پر اپنا
مرے نالہ سے چپ ہیں مرغ خوش الحان نادر
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں
جسکے بیٹھے ہیں بادیدۂ نم اوٹھے ہیں
کسکے ستے آنے کو خاطر سے ہماری پرسوں
زاہد گمراہ کے کسطرح میں ہمراہ ہوں
ہم وہ ہیں گرم رو راہ وفا جون خورشید
دن کٹا چاہیئے اب رات کدھر کاٹنے کو
بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
تو بکار نہ ہو تو عشق میں رسم
پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
کیا پوچھتا ہے تو محل بغض و محبت
دیکھا دم نزع دل آرام کو
تم سی مل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھیں تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
دیتا ہے وہ دم باز جو دم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ ہو نکلا ہے ایسا
اے خنجر خونخوار نہ برش میں کمی کر
اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل میں صبر نہ آرام نہ شکیب
جنون کی جیب دری پر ہیں خوب سے چلتے ہاتھ

یہ موذی رہزن کی ہے گا ڈھیر سمجھو اسکو کھوتی ہیں
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانہ میں
بوفا پوچھے سے کیا دیر سے لیجانے میں
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہیں
ہو گئے یہ سوں نہ ہوئے پر وہ تمھارے پرسوں
وہ گئے اٹھ ہوا اور میں کھوتا الٹا ہوں
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
جب سے تو پاس نہیں ڈور ہی ہم گھر کا اٹھے کو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
ایک آندھی ہیں خاک اوڑانے کو
چکرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو
جلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش ترحم کو
عید ہوئی ذوق ولی شام کو
اور نہیں گر اپنے تو خواب کا الٹ منہ کو
کتنے پانی میں ہیں فوارے بھلا دیکھیں تو
فلک پر کے ہنستے ہنستے شادی مرگ ہی ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
شیشے کی طرح سجدے لیتا ہم اور زیادہ
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
ہاں تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

رقعہ چوری سے اوسے بھیجا ہے انکے ہاتھ
کیسے رسوائی ہو پڑجاے جو دربان کے ہاتھ

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ
اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ

زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ
کہ اسمین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ارے تیر قضا اوسکو ہم تیر قضا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ گر سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرینگے رے کہ خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے میرے دل کے زخمونکا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دے شراب ڈبوکر کوئی کباب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دلپر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا لونکا بھی کال ہے

ہوے سرباران سیہ کا ایک سا سر لشکری
مانگ جو ہو اک مار سفید اوس لشکر کی

گاہ ہجوم یاس مین ہو دل گاہ ہجوم حسرت مین
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہی

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئی تھے کیا آئے کیا چلے

رخصت ہے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا ہے

سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آکے آزردہ گئے
اف رے بیتابی کہ یان تو دم

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

الٰہی کس نگہ کو مارا سمجھے قاتل نے کشتی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور ہائے ذنب

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھپہ کیا بیتی
نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر پردۂ فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین میخوار
کب وہ گزرتے ہین صراط و گزاف سے
کیا سفر جو لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
ہائے رہی حسرت دیدار مرہی ہائی کو بھی
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق
بھولا نہ مجھے فتنۂ عالم مین قاتل
خط اوسکو دیا بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر کسیکا ہو کا
کیا نظر تم کو ہے یارو نسے تو کہیے
یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
نہین مژگان پر خون خار غم تجھے دلنشین نکلے

جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دل خراشی ہے جانکنی ہے
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے
دیکھو احمق خدا اسے لڑتے ہے
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
کر اوڑاتے ہین گنہگار ہے رحمت کو غرے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے
تو یہ جا نور ہے دوزخ ہی مین جنت والے
لکھتے ہین اے دو چشمی سے کتابت والے
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے
دل بیمار کے ہین وہی عیادت والے
اوسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے
اللہ رہی ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے
گر نہین ہے نہین کہتے اشارونسے تو کہتے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
سچ ہے جرا فزا دے کی رہتی در آزار ہے
کہ ہمے آشام بیا سے چھینا بھر کے
جنون پہ نشتر کہ کہین ٹوٹے کہین نکلے

کیون تمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا
دو ہر کر بالونکو سر سے لیے ہے لیلی
ہین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہم
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شئے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تو نے کی جفا
تیغ تو اچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
کیا ہوا اے ذوق ہین جوان مرد کا سم
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
چنے تو نے افشان جو اسے مہ جبین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
پتنگے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پہ مرے تیغ ستم کیون اسکے
نعل مشکل ہے تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
یہین سے آشکارا اسکے ہمکو ساقیا ہو رہی
بدشگونی زیر گردون گر کوئی میری سنے
پھرتے ہین لکھے پڑھے سو مین ملک جاہ کے

کم بخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی
کہ نہین تیری ہی وہان گردش گردون چلتی
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
پہلے ہی ادا نکو میری طرف سے بڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا چھپان اور جبین ہے
سرا عشق کم خرچ بالانشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیونکے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہوکے تائب جسطرح ہو جائے ترپاکی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب مٹتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل عشق لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب دل جلوون سے جو برق لاگ رکھے
دوزخ بھی ہو تو انکی جلوون پہ آگ رکھے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندر یہان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سے گمرہ ہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہو اللہ ہے

مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جاگے
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاسے

ہمارے سینے مین وہ آہ آتشین ہے ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ بے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیز وناقہ لیلے کی دیکھو گے شتر غمزے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

لاشہ کو دفن میری کیجیے کہ پھینک دیجیے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجیے

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
مرے توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونگر سے کھیلے
دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہون مین حریف درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی
ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت
اے عزیز وہ نگاہ کیجیے گا

جلد آمل جو تجھکو آنا ہے
ورنہ کوئی دم مین دم روانا ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطر فروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوا

دنون مین بینوا ؤن کا سانگ بناکر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا ‏ ‏ ‏ گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور مین ہونا

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائے گا ‏ ‏ ‏ ہے نقش کا لحجر یہ مٹایا نہ جائے گا

طرز خرام یار نے محشر بپا کیا ‏ ‏ ‏ فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہن تخلص سید محمد مستعد

ہو اگر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر ‏ ‏ ‏ تو گزین کہا ہے کو اس دنیا سے ہم جانے مین دیر

ہمارے دل کو مت آزار دے اے باغبان ناحق ‏ ‏ ‏ جلا مت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف راے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے ‏ ‏ ‏ ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤگے صاحب ‏ ‏ ‏ تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگہ خلف راجہ چیت سنگہ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین ‏ ‏ ‏ دو دو پہر وظیفۂ مرغ سحر ہوا

مٹ گئی شکل نقش پا کیسی ‏ ‏ ‏ پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

پھر کے شب کو آئے کی یہان وہ ہوم رہا ہم کے ‏ ‏ ‏ بہتر ہزار صبح سے یہ اپنے شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے ولد دین دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ وبہرام وغیرہ مین نظر سے گذری ٭

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو روکیے ۔ مردم چشم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبرآباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب ۔ آجاینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل ۔ پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا
یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو ۔ ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بنجاے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشٹہ

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین ۔ کہ اب رہا ہوے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ متھرا تحصیلدار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بی سر و سامانی سے ۔ خوش گذرنے لگی اب جامۂ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا ۔ نہین جاتا یہ درد ہے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے ۔ سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جا اوس پہ پڑی آنکھ ۔ دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ
ارمان مرے دل کے نکل جاینگے سارے ۔ گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا ۔ لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد ۔ جو چلے تو اوٹھاے ہوے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبد الرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ سحابیان قیامت لکھین گے کیا	دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین ہے جسم	سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بناے جہان ہے لیکن	جب کہ ناپیدا ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے سنہ ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز و حسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا	آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی اے وای تمنے کیا کیا	آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیرے درد کو	ہاے رے لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا
کب میرا خریدار ہوا جب وہ جفا کا	بندہ تو ہون ہے عیب وسلے مجھ مین وفا کا
سوینا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا	ہم نے اس امانت کو چھپا تیسے لگا رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو	شہید مین بھی ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین یاد رخ مین اوسکو بھاتی ہین مجھے	چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوای سرد کا
دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا	یہ شیشہ ٹوٹنے سے جوا ہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سو ہے	بے رنگ ہو کے پھول سے جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب وہ ضبط سوز عشق اچنبھا ہے	قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

مین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھے اونکی جناب مین ہم
جو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا گل تمہین کانٹا سا جسکے ہوا اسنے کیا

جو داغ ہے کیا دل حزین مین	لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار ہے اور مزا لذت اسیر	ہے زور مزا نہین نہین مین
اسباب لگا اور لے ایجاد گلستان مین	راتون کو لگا پھرنے صیاد گلستان مین
کہیون جٹھائے ہو تم اسباب خود آرائی کو	طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

سبے مجھے تحریک آہ سرد نے کیا کیا رولایا ہے
بہی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رل تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان
ہمراولاد مین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین
صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہو سنگ موسیٰ کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہی بیان سخن کی یان شہرت ہے
رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی سے بغش ہے آزادی پیش بین
فزون دی سنگ سے یہان سرگرانی پینہ مینا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون اٹھا کر ہاتھ
چھوٹا سہے نیمچہ تو لگا دو بڑھا کے ہاتھ

دریا سے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب اٹھا کے ہاتھ

دیکھتے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دھوپ سے بھی ہی چمک مین آج بہتر چاندنی

مار ڈالا چاند سورج نے ترے تعویذ کے
دھوپ ہی یا ہر تو ہے مدفن کا اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے پھیرتی ہین وہ دربدر
دھوپ دکھلاتا ہے جگنو رات اور چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یارخان رنگین کے یارون مین تھے
وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈھی اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوس نے
دل کو مرے مین لیپا یا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دو نہ دے
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

چھٹ گئی آلام سے راحت کا سامان ہوگیا	بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ فتحگڑھ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب	تغافل کا گلہ اوس بےخبر سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین اونسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین پھرتا ہے نعرہ تیر ابسمل آہ کا	ق	پڑھ کے بخشش اوسکو تو اب ایجان لیلم لیکا
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا		صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر		چار و نظر نہ سکے کیون کر ہو پھر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اونکو نہین ہے خطرا		کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا		گر تجھ پہ کھل گیا ہے عقدہ رواروی کا
جگنو لگے مین زلف سیہ فام دوش پر		ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین برچھے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جراح ایسا مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی جو گھڑیان کیسی لئے آئین بچین	تب آیا وہ راحت جان جب ہین پہر تین بچین
گرمی رخسار کی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین	جوہر آئینہ ہو جاے شرار آئینہ مین
رافت اچپل وہ بھلا کب مرے گھر ٹھہرے ہے	عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جیسے بالون مین ترے خط بسا دیکھا ہے — اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے
آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ — میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے
ترا مجنون ہون اے پیاری اگر تو رشک لیلی ہے — گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لیلی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم متبتیر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چلے عاشق مری جان — غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم
جب مین نے کہا تم سے ملاقات اوڑا دی — تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اڑا دی

راقم تخلص بندرا بن باشندہ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گذرے ہے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا — چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا
کہے کیا درد دل بلبل گلون سے — اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر
سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کی بات — آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین
مرے سنگینی سے زاہد کرین توبہ میکساران — رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران
سہا نشاب قبول خاطر کیجیے تری جفا کو — تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندہ جار کلمیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کی دم مین — کر دیے خوب مرے جامہ و دستار کو تار
اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے تری — کیا ستم دیکھیے دکھلاینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرہ حافظ عبد اللطیف باشندہ موضع ناون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین — ہم دوست مین رہا چمن روزگار مین
جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو — جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو
اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے — لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو
آئیے آئیے اب نزع مین ہے عاشق جسم — بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو
ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل — تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست ۔ روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

ربط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

در بدر پھرتے ہین اب ہیچ کہا تہو تیسے شاد ۔ گہر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاؤن

ربط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندہ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

زیر فلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو ۔ دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب ۔ کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم عیش کرین ۔ کیا کرین اپنی قسمت سے ہے
سجدہ کرتے ہین سینکڑون تم کو ۔ اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
ربط ہر وقت شکر لازم ہے ۔ تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل ہے بسر کی ہے زندگی ۔ ساقی جو دے شراب بہی دم ہو واہ دا

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکہنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے تجہ خورشید گر گیا ۔ جس روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالہ بلبل و انشا سے حدیقہ رحمت و مثنوی نسیم فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ رے نارسائی طالع کہ ہم صبا ۔ بیٹھے نہ خاک ہو کے بہی دامان یار پر
ٹہنے ابتک ہین کہ سخ کی مر گیا قدر قصیر ۔ ہین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر او روع خیر ہے سمجھے ۔ بتا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے ۔ ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حرف تھا روئے سے مٹ گیا ۔ خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش ناداں باشندہ میرٹھ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا

دورن مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بہت — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا
طفیل لاغری مین رہگیا ہون کو ہی جاتا نہین — کہ نقش پو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی بیخود

جہاں جھکنے تاسکنے کا رستے ہین لیکا آنکھین — نہ کرین اچھی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم

عشق ہان مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہای رسے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن
ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنو شاگرد حسرت و جرات

آتا ہے میرے ملنے سے اب سکو ننگ و عار — حاصل ہوا یہ غیر کی ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہو نگہ دلربا ہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سر بسر کمر — لچکا نہ کھاے او بت نازک کمر کمر
پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریاے زر مین ڈوبا ہے وہ سیم بر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندہ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان گذرے

آتی ہے شب مجھے قتل کر و تم — سرکا لو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا
مژگان کی کٹاری ہین تجھے سینے کی کو لگے — ابرو کی سروہی مین ہے بھالا مرے دل کا
ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین
دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف سرخ — یا الٰہی رہین قائم صد و سی سال آنکھین

سخن شناس

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق ٭

بیوفائی سے اے رسا تم نے	سچ کہو دل لگا کے کیا پایا
یہان تلک اوسکے غم مین روئے رسا	کہ ہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالہ انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہرزادہ راجہ جہاولال باشندہ لکہنو شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی	اور بتلادے سبب تجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکہنو مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو	مین ہون اب جان سے بیزار تمہارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جانسٹھہ متعلق سہارنپور ہمشیرہ زادہ امیر الامرا نواب عبد اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے	آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

کان جو اکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین	بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہے کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جس پر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جا نہین جہان مین یہ کہ اشکون سے نم نہین	رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو	ایسے دیوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکہنوی شاگرد آباد

پر تو فگن ہوئی جو انگوٹھی کی آرسی	چمکے ہین زور حسن سے اوسکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندہ لکہنو مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیری

دیدہ سمندر سے ہوا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

دیکھیے اللہ کی یہ قدرتیں
سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا

محبت نہیں تب کہ ہو خانۂ دل
ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا

ہم اے رشک مرتے رہے آبرو پر
رہا نقش بر آب نقشا ہمارا

کس کو رکھتے نہیں بیتاب ترے گھر کی تلاش
آدمی کیا ہے اثر قبلہ نما تک پہونچا

پوچھتے وجہ دہن کس لیے معدوم ہوا
کیا کہیں کچھ نہ ہوئی پہلی ملاقات میں بات

وہ رند ہوں کہ کروں فرض کر کے میخواری
جو روز جمعہ ہو تو سمجھ کی نو میں تاریخ

زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے
کافی ہے تری زلف کو زنجیر کی تصویر

یاد آئی ہمیں بھول گئی یاد تو کیسی
کچھ دیکے جو بولا وہ پھرا دل فراموش

تری وصافت سے سوسن تری بناگوش
وہ سراپا ہے زبان میں یہ سراپا آنکھیں

کیا جرم منہ میں بندی نے لی لی اگر زبان
صاحب بھی تو پکڑتی ہیں آنکھوں پہ زبان

لعل و یاقوت ہیں ہندی سے سراسر ناخن
پہلے تھا غیرت الماس و گہر ہر ناخن

کیوں نہ ہو کان جواہر سینۂ شفاف یار
چٹکیاں دل کی تو ہیرے کی باتیں چھپا لیتا

دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ
اے بتو اللہ رہی تقدیر پشت آئینہ

آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق
سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی

کہاں یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی
تمہارے ہونٹھ پتلے انگلیاں پتلی کمر پتلی

فقط تجھ میں عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے
بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی

یار میں من کے بگڑ جاتا ہے
کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفی خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی و اردو انکے نہایت شیریں ہوتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھیں ملانے میں ہی عبث تم کو احتراز
آنکھیں ہیں یہ دل نہیں کہ ملایا نہ جائے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب ا وسکی اوٹھ گیا
نبضین چھٹین ہین آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان
وہ آئے تھے میری بھی چوری سے رات
مرا عقدہ بخت کھلتا نہین
رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آ بنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیون
کیا کیا بناکے ہم نے ستایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا تم کو مری جان کسکا
قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر
ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
ہے دگرگون ابتدائے عشق مین رشکی کا حال
اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہین
رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمہاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
تدبیر کب بتانے کو احباب آکے ہین
آیا خیال نیکنہی کا اونھین تو کب
وقت وفائے وعدۂ دشمن نہین اگر
وہ باتین جو کہ اوسنے تمہین چھپا لی
وہ پھر نا کہہ کو رشکی کہان سے

پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جائے گا
آؤ کہ کوئی دم مین بلا پا نہ جائے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پر تمہارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا
عشق اس سے سوا نہین ہوتا
خضر بھی رہنما نہین ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
اگر ادیکھا ہمارا دل تمہاری زلف پیچان مین
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے
کیا کیا امید وار ہی تقدیر کر چکے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے
جسوقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہون مین اونھین سے
ہوئے ہین آپ بھی اب تو ہمین سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

سنتے ہین آج وہ جت تیغ بکف آتا ہے
کون روکے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبرآباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا
رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادرزادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نبضین ہون کہ سچ ہی
غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی
اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو
دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپکے تری کوچہ مین
ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبرآباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مشکل ہے عاشقون کے لیے
تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ
ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو
آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہین اوسکے کانون مین [illegible]
جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹی بتھر سے پرا اوسکا خیال
یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک — حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندۂ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سرکشونکو چین ہے — ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالا سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوہی لکھنوی یہ بھی اشعار خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھہ — ہر شب مرے اسے مدہوش ترے سر کو لگ گیا

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون یہ بلا آتی ہے — جرس ناقۂ لیلی کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسۂ نواب مظفر جنگ مسند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے — آنکھونکو تری شکل دکھائی نہایت دیتی
بے جان ہمیں چھوڑ چکے شام جدائی — کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبۂ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا — دل تو مجھکو دیکھ کر مین دلربا کو دیکھ کر
پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل — اونگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندۂ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین — ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دیکھ تک شمع کو عاشق کے ستانیوالے — کسطرح جلتے ہین اور دنکے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے — یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابتدار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی — یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتوں کی بچانا دم خرام | ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہیں
بندھی ہیں بیڑیاں تری دیوانوں کے لیے | حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتی ہیں

ریحان تخلص میر ذاکر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا | خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ سخی تاجر پشمینہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دیے بوسہ گر اوس طفل پریزاد کے منہ پر | تو رنگ کچھ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ میں دیکھا ہے غنچۂ راگ انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے | تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہیں پرواے جگر سوزی کچھ | اوسکی ہر بات پہ کیوں جی کو جلاتے تم ہو

رغبت تخلص میر ابو المعالی لکھنوی

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا | چٹکیاں میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرأت

خوف سے تیرے نہیں بولتے اغیار سے ہم | ورنہ لڑ جانے کو تیار ہیں دو چار سے ہم
وہاں کیونکہ رہیے کہ منادی جہاں ہو یہ | زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری ورنہ فغان کرتے ہیں | ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں
کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو میں | الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو میں

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ پیلی بھیت شاگرد قدرت اللہ شوق پہلے بدرم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والوں نے انکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہے تنگ — کہ جیسے تیری قبا میرزا امش سے ہے تنگ
بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم — اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا پیارے دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورکانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ ہوا — لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوا
کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ سراپا — تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا
ہو برا ابتلائی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے — راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہوگیا
یا الٰہی درد کس پردہ نشین کا تھا کہ شب — دل مین اوٹھا اوٹھکے مرے دل ہی مین پنہان ہوگیا
مژہ کو چھیڑے سے تو مدت ہوئی پہ ابتک — چبھی سے ہی خار سا سینے کے درمیان کیسا
خدا اگر وہ کرے نالہ گر تر اعاشق — تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا
کچھ آنکھ کا کیا نہ گیا کچھ خیال کا — مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا
کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان — گو یا کہ سامنے ہی مین نظرون سے دور تھا
رحم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو — نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا
تھا ہدف غیر پر اپنا جو مقدر تھا نہت — غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا
آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر — جو کہ دھڑکا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا
شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ — پھر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا
نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ — نہ ہم کو ضعف سے یارا ہے ستم اوٹھانے کا
تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل — ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا
مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز — اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا
گم ہو گئی شاید محبت و تنہا نہ کی الفت — کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد
ہائے پانی بھی چوانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی خبر گر یہ حسرت ترے بیمار کے پاس
لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر — اپنی جیتے ہی بھی مایوس ہوا جاتا ہون
پونچھے اشک اوسنے گمان غیر مین — مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اک جھگڑے کے ساتھ — تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم — عرش بھی آہ سے مظلوموں کے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سر رشتہ دار تھے

اپنی آنکھوں سے مجھے کھٹکا ہے برعنوان کا — دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی بجھی نہ بر مین تیغ نگہ یار رفیق — کہ لگا یا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق

روشن رہیگا داغ دل عاشقان مدام — ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
بہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم — اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کج دیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے — مگر ایک نالہ و آہ کو مرے ساتھ ہمسفری رہے

رفعت تخلص مرزا آقا سجاد علی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

گھر مجھکو کاٹے کھاے تھا شب کو یہ رنگ تھا — اوس بن پلنگ خواب نہ تھی کل پلنگ تھا
خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا — یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا — اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلانے لگا
ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس — جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس
دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر — سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر — کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل
جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جاے کہان — حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جاے کہان
چھٹ جاے کسی سے نہ ملاقات کسی کی — اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

رقت تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی ضیاء النبی مغفور سرہندی باشندۂ رامپور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا غم ہو چکا
اب جگر کو رو سیے دل کا تو ماتم ہو چکا

ہم تو گل کھا کے موئے اور وہان غیر نکو
جاتے ہین اب تلک اپنے ادسی معمول پہ پھول

اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی
پڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول

زندگی کر عذاب سے تجھ بن
موت بھی تو خراب ہے تجھ بن

رقم تخلص حکیم سکھا نند باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

وفور شوق مین سرح کے لیے وہان پہنچے
نہین میسر کہ بوسے کہان کہان کے لیے

رقم تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

نہ دینا ہو نہ دو بوسے لبون کے
زبان کو پر کرو دشنام سے بند

رفعت تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہو لی ہین بیقرار
بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے
لا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا

سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران کرنا
ایک مشکل مری مشکل کا ہے آسان کرنا

مانا کہ نہ دل لے کے تو مجھسے وفا کرتا
پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرتا

طرز رفتار نے تری ظالم
رفتہ رفتہ مجھے تمام کیا

وہ لیگئے ہین خدا جانے کس طرح دل کو
دیا ہے مینے اونہین اپنے اختیار سے کیا

تم رہو اور مجھ اغیار
میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا

دل جتا ہو گیا تجھے ر[illegible]
کون ہوتا ہے ترے وقت مین تو ہوگا

[illegible] سینہ کہ [illegible] کوئی دار [illegible]
داغ جو پیدا ہوا شکل ورم پیدا ہوا

اوس شوخ کو ہین نامہ القاب کیا لکھو
مشفق نہین شفیق نہین مہربان نہین

درد فراق فکر عدو طعن دوستان
اس ایک جان پر یہ کیا کیا بلا نہین

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین
اسقدر شکوے ہین دل مین او ستمگر تیرے

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چغلیان نقش قدم کھاتے ہین

نہ حرم مین جگہہ نہ دیر مین جا
ہم کہان جائین اے خدا کہین

رہ الفت مین جو چاہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدتون برسون دعا کی

باحسرت مین عمر گذری یان تو مر
کیا کہوگے وہان خدا کے سامنے

دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے

اٹھی ہو تب تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے اور سجدے ہی مین دم نکلے

نہ ہو جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہو لب تک
تو ہم سے ناتوانون کا کہو کسطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامی زمیندار جانگلم شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے و ستوطن سیتا پور شعر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہوا اور یاد گلستان ہووے

رنج تخلص سید محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبرآباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو یکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم الٹ گیا
قاصد ادھر بدیدہ پرنم الٹ گیا

یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہو گا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلواکے جو ہم بستری یار رلائے
سو وہ تصویر نہالی سے ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہین حالت یہ جدائی مین کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی مین سبکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندۂ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ تجھ سے وہ غیر کو لکھوائیں — یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
اک بار اور میری عیادت کو آیئے — اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین
مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپ کی — آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کنہیم نراین کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ بلکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت ہم سے ہے — گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال — راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

ق

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرات

روتا ہون چھپکے چھپکے آتا ہے یاد جسدم — وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر
اسنتے ہو گر برا مشوق کہنے سے تو ہان — ہم تمھین مشہور اپنا چاہنے والا کرین
وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ — خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جیسا تجھ سا حبیب ہووے گا — اوسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی — دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو — سزا وٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموزادہ و شاگرد مولوی عبد الکریم سوز

تری زلف بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم — تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا
نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج فرقت — جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا
تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہاے — حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا
ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین — ساقی نے رند جان کے ساغر پلا دیا

الیہن

دل میں آنا ترے نہیں مشکل | ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشید تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا | جب تو اک صورت بھی تھی اچھا ہوا ویرانہ ہوا
دونوں زلفیں یار کی ہلتی ہیں نالوں سے مرے | وجد کرتا ہے صدا سے لے یہ جوڑا سانپ کا
خط پہ آتے ہیں سبت لہرا کے گیسوئے یار کے | سبزۂ نوخیز پر گردش ہے یہ جوڑا سانپ کا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے | زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
کھلی ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد | میں ماجرائے چمن کیا کروں بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے | وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد
دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نگاہ سے | دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نگاہ سے
رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہیں | اچھی صورت کو چھپاتے ہیں برا کرتے ہیں
گلے لگائیں بلائیں لیں تمکو پیار کریں | جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں
غیر نے لاکھ چوٹے مارے ہیں | پر ہم اون کے ہیں وہ ہمارے ہیں
تمھارے ہاتھ سے تنگ آئی ہیں تیغ بنا کرتی ہیں | یہ مجبور ہی گلے کو کاٹتے ہیں تم پر مرتی ہیں
نہیں معلوم اونھیں کیا حال میری بیقراری کا | غلط کہتے ہیں دم دیتے ہیں اونکو تغافل کرکے
ہو گئے بیزار عیش گھر کو نہ جاؤ آؤ | تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ
دل نہیں دیتا ہیں اسواسطے آزردہ ہے | روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ
نگہ پاس سے دیکھوں تو یہ کہتا ہے وہ شوخ | پھر پڑی آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو
دیکھکر اپنی گلی میں کبھی پتھر مارے | مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
بت کریں آرزو خدائی کی | شان ہے تیری کبریائی کی
پاس دین کفر میں بھی تھا ملحوظ | بت کو پوجا خدا خدا کرکے
خیال اور کسی سے رشک حور ہوتا ہے | خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چلنی او مہر وش تجھکو نہ دھانی چاہیئے	چاند کو گھڑا ہے ڈوپٹا آسمانی چاہیئے
آزردہ ہو کہ خوش ہو میں کہتا ہوں صاف صاف	ہاں ہاں نہیں پسند تمہاری نہیں مجھے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گذرے

دکھا جا آن کر صورت خدا کے واسطے اپنی	ترے عاشق کا دم آیا ہے لب پر انگھیوں میں

رنگین تخلص پورن لال کایستھ دہلوی

رنگین نہیں ہیں قطرۂ شبنم یہ باغ میں	باد صبا لئے ہے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہروں کی سیر کی تھی کلکتہ میں بھی گئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریائے لطافت میں لکھا ہے کہ اونھوں نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی میں سنہ ۱۲۵۱ھ بارہ سو اکیاون ہجری میں اسی برس کی عمر میں انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزلیات و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویاں انکے یادگار ہیں فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے عہد عیش و شادمانی پھر آ	وے باعث لطف زندگانی پھر آ
میں ہوں بن تیرے چشم خوبان میں ذلیل	پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ
جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا	تو ساتھ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے اسی کشش دل یہان تک	بارے صد شکر کہ تجھ کو بھی یہ مقدور رہا
تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا	ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہے سے آپ نے جواب بہت کم کر دیا	سچ بتاؤ تم کو صاحب کس نے برہم کر دیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو	اوسے بھی ایک دن تجھ جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور جو وہان جاکے پر مارے ۔ کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا
قسم ہے ایک عالم کو رولادیتا ہی اے رنگین ۔ وہ اوسکی جھڑکیان کہا کر ترا مجبور ہوجانا
بازگشتی تیر سے پھر کر یہ تیرا دیکھنا ۔ صدمے تیرے اِس ادا سے مجھے ترپانگر
زاہد بتا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو ۔ جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم
ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے ۔ ناز بھی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین
جی چلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے ۔ آگے یا قسمت وہ دیکھین ہان کرے یا نہین
گھر سے تیرا اوٹھکے مین جاتا ہون رونا اسطرح ۔ جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین
تیری گل رنگیون کے خاطر ہی لازم ہی کہ ہو ۔ ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ
پیار کے الطاف کے بوسے کے ہم خواہان ہین ۔ وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے
وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین ۔ اس مین کیا تیری شان جاتی ہے
میری چھاتی سے لپٹ جایئے اور سو رہیے ۔ آیئے آیئے بس آیئے اور سو رہیے
کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے ۔ کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے
دم آیا ناک مین اس آہ اور زاری کے جینے سے ۔ طبیعت موت سے بہتر ہے بیماری کے جینے سے
روح نے جسم پر گرانی کی ۔ اب یہ حالت ہے ناتوانی کی
دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم ۔ روز جی مین ہے کہ کھنچوایئے تصویر نئی
دل کو کوئی کسطرح سنبھالے ۔ یہان جان کے پڑ رہے ہین لالے
اس اپنی بات کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے ۔ نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

سمجھی

دل تڑپے ہے تجھ بن مرا اے جان دوگانا ۔ رہنا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا
میرے گھر مین زناخی آئی کب ۔ مین نگوڑی بھلا نہائی کب
کرون مین کہان تک مدارات روز ۔ تمھین چاہیے جی وہی بات روز
تو دوا ایک ہے اللہ ری اودھر فت باز ۔ قادری مانگی تھی تو ڈر کے لائی پشواز
ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین ۔ شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان مل مل گھسیں ۔ چل بدن پہ ہم بدن کو رگڑین اور صندل گھسین
آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو ۔ بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو
انکی یہ عید ہے کہ جو بارہ وفات ہو ۔ تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو ابھی جاؤگے ۔ یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤگے
مین وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی ۔ باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل کی اوڑھنی
برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین ۔ سر پہ ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
پیچھے لپک کے سکواری لوگو دوڑیو ۔ کوٹے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی
بھاری بنت منگا دیکہ ٹکین لگاؤن مین ۔ سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی
ایسی پٹی دین اوٹھی اوہی مری جان گئی ۔ مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و مجنون سے کہو تا پا چاہیے ۔ وادی مجنون مین اک تکیہ بنا یا چاہیے
بائی جس گلبدن مین بوے الفت اک ذرا ۔ گلشن ہستی مین دل وہین سے لگا یا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین دار دغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا چشمی ۔ جا کے بنوا تے کہین نرگس بیمار آنکھین
بغل مین غیر و کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر ۔ تو در د اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندۂ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا ۔ واہ رے تیری دانشمندی اسمین بھی اک کام کیا
آپ کرتے ہین بار بار نہین ۔ ہم کو ہان کا بھی اعتبار نہین
کون سی جا ہے کہ جس جا نہ گذرا اوسکا ہے ۔ مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے
دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد ہے ۔ سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے
اوچھے ہین تیرے بیٹھ گئے جب ابھار آ گیا ۔ جو انقش قدم ہیر نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گئی مین

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار
ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست گا ہے خاکساری پر مری
نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص سیٹھ بابوجی پارسی باشندہ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم

نہین ملتی دل وحشی کو اپنے ایکدم راحت
کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن مین
اب بنا یا گھر کو اندر کا اکھاڑا چاہیے
جو پری پیکر کہ آجائے پچھاڑا چاہیے

رونق تخلص رائے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندہ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے
چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہائے ولد حکیم منالال باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ جھاؤلال کے عزیزون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین
قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مری دل کی

رونق تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عروض و قوافی مین کمال تھا سنہ شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سے جا اولجھا
یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا اولجھا
سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا
جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا
تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا
نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا
مزار ایسی جگہ ہے کچھ نہ ظاہر تا کسی پہ ہو
کہ مین کشتہ ہون اے یار دیکھے نازنیہان کا
کیا غضب ہے پاس جاکے بیٹھون تو کہے وہ دور رہ
اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون منھ دور رہ

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندہ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد رشک

آرزو ہے کہ رہا دادی ایمن دیکھے
عاریت اوسکو عنایت کرو موسیٰ آنکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندہ اکبر آباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھرتپور

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے مجھ سے
کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف
کہنا ترا ہمارے سر آنکھوں پہ تھا صبا
تو نے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
پر کیا کریں جو دل سے نہ ہو اختیار ہین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ڈاکٹر ولد شیخ فقیر محمد باشندۂ موضع راگھوا پور پرگنہ سنیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ شمیم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ با شکستہ کے لیے کیا احتیاج قید
کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو ہر پر چرخ
قابل سہے بیڑیونکے نہ لایق رسن کے پاؤن
بیخون کے بل سے چلتے تھے رکھتی تھی تن کو ناتوان

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجۂ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین
گل وہین شاخین لگالین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد و خانہ زاد امانت

حسرت سے پس کے ہوگیا دل سیر پا ہمارا
اوس شوخ نے دکھائی جو مہندی لگا کر ہاتھ

حرف زاے معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور ہے جو نالے میری گلی مین اوسکا
جب اوسنے کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے
پیچ سے کیسے انقلاب ہو گئے
کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھون
جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
پر کبھی ہم نہ کامیاب ہو گئے

زار تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
اب یہ رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہین
خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو کھاتا ہو
کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو

اگر کچھ بس چلے اپنا تو اسکا ہے کو یہ خواری ہے
نہ چاہین اوسکو اے ناصح جو الفت اختیاری ہے

فصل گل و بہار مبارک ہو عندلیب
مین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ
رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج

زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو
اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن حضور منشی محکمہ صاحب ایجنٹ جونا

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے
ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ گے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے
آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے

کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ شوخ بہار
رنگ مین کپڑے ہین ساری تربتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دھنپت رائے خلف لالہ شنکر لال ماموں زادہ لالہ کندن لال جادو باشندہ بریلی مقیم لکھنو شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل
سینے پہ ہاتھ رکھکے کہو ہاے ہاے دل

مین گرمیان کرون جو کہین آپ آہ سرد
کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی بینڈو لال لکھنو شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید
ڈوری یہ نہین پردۂ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ راے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی
اے آہ کچھ کیا بھی نہ تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین ہین بھی تو بشر ہون زاہد
اوسکے کہدے کوئی اچھی نہین تصویر

زاہد تخلص سید زاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرزِ بنا کی یہ فقط ہین مرا دل ‌ ‌ ‌ کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل
جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد ‌ ‌ ‌ پہلو مین کسطرح سے نہ پھولا سمائے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کو واسطے فرقت زدونکو مت چھیڑو ‌ ‌ ‌ نہ پوچھو یہ کٹی کسطرح ہماری رات
قضا لکار رہی ہے یہ نعش زاہد پر ‌ ‌ ‌ وہ لب ہلائے تو آجائے جسم زار مین روح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلقہ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کر لیے بھیجے تھے

زلف شبگوں سے عیان چہرۂ زیبا ہوگا ‌ ‌ ‌ آب حیوان انہی ظلمات سے پیدا ہوگا
رولاتا ہے تصور جب گلوئے یار مہرو کا ‌ ‌ ‌ صراحی دار موتی بنتا ہے ہر قطرہ آنسو کا
مانند شمع یکسر دنیا مین تھی زبان ہم ‌ ‌ ‌ خاموش ہوگئے لیکن اہل انجمن سے نکلے
فلک حسن خوبان سے روئے زمین ہے ‌ ‌ ‌ کوئی مہروش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ بلاقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کبک و طوطی مین کچھ کمال نہین ‌ ‌ ‌ اون مین تیری سی بول چال نہین
مجھسے کہتے ہو مرے گھر سے نکل باہر ہو ‌ ‌ ‌ کب مین باہر ہون بھلا آپ کے فرمانسے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام میر باشندہ بلگرام

تصور بندھ گیا رونے مین کس قتال دوران کا ‌ ‌ ‌ رگین گردن کی دم بھر مین لگین شمشیر بران کا

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبدالرحمن خان احسان مقیم دہلی

سر اول سودا زدہ اسمین سے نہ گر جائے ‌ ‌ ‌ کہ زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا محمد علی لکھنوی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے / کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر / جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امراے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق سے زکی / ہاتھہ سے ہاتھہ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کے ساتھ / وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہے

زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش نگارین پاؤنکا / رشک سے کہتا ہے دل اپنا کہ دشمن ہو گیا
جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھی / کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادون کی / شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچے مین عیان یا تری ہونٹھون مین مسی / قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی / یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہوا اور دامان دلبر ہاتھہ مین / پاؤن مین بیڑی ہوا اور زلف عنبر ہاتھہ مین
شرما کے طیش کھا کے خفا ہو کے ہنس پڑے / پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھہ
گاہے غم فراق گہے آرزوے وصل / کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے / دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی ہے وہان / شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہے بیحجاب / اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ / گویا وہ ضمیر منفصل ہے
جوہر تھے تجھہ مین سب ملکوتی خصال کے / انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر علی اوسط رشک

زنجیر ہو گلے کی ترے سیر موج مے / میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آئے زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد شاہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد مصحفی و محمد عیسیٰ تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گمنامہ لکھا تھا اوسکو / آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کے ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین / نرگس کی چشم ہی پہ پیلی پلک نہین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ حشانۂ خلق / سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا سنجا در بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

یون بھر کے جو دامن کو اپنے یار آیا / یقین ہے آج کسی بیکسی کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے / نہ کرا سے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا احمد علی خان

اے زیب فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت / پھایا اوڑ جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الٰہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آتی ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا / ملتی ہے سرنوشت بیاض جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم شہیدی [illegible] عالم تخلص کرتے ہین

ق
زیرک کل ایک طرف کو مین بشکل خستہ دل / جاتا تھا ناگہان وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی / کب تک رکھے گا رنج مین تو بتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو / صحبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی صحبت کے واسطے / ایسا نہو سکھا دے تو مہر و وفا مجھے
زیرک شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی / یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے جو اوس شاکِ قمر کی صورت ۔ دل بھی پہلو مین جھپکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

چلمون سے محو زلف کو نوکر وہ رکھتے ہین ۔ اکثر ان مین آج ہوتا ہے بھری غلام زلف
ہمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے ۔ کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے ۔ یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جا ۔ راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ناجی بیجو و باشندہ بھوپال تا آل لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

نہ رہون مین کبھی نظرون مین حسینون کے ذلیل ۔ چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا آنکھین
واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے ۔ ہو گیا ہے نقرۂ چھلا سنہرا پاؤن مین
گر یہی ہے اشتعالِ آتشِ رنگ حنا ۔ شعلۂ جوالہ بنجاے گا چھلا پاؤن مین
اس ادا سے بزم مین رقصان ہوا وہ شوخ شنگ ۔ بن گیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا انجم بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر مہدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

مت دیکھ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم ۔ یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدرآباد و مسکن دہلی راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا
کچہ ہوسرا اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بہی کرنا ضرور ہے
کسلیے حال دل گمشدہ یارب نہ کہلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہر دم
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو
کچہ بھی جور روز حشر بڑھایا نہ جائیگا
وہ اضطراب شوق کے ملتے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
کیونکہ ہو جز لیکن ستم عشق کی سیری
خراب کوے بتان ہے خلقت ہمین سے باقی ہے حرج وحشت
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کی
گمان مجھپر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجاے اثر آہ
نیند اوڑنے سے بڑہا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جانون پر
مرے کوچے سے گزر جاے عدو دیکھون تو
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر ملن سکنے کو بات اپنی
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہوکر ہم

اچھی جگہ ہے دل کو بسر وسا وصال کا
اکبار منع کیجے تو سو بار دیکھنا
مست دیکھنا کسی کو خبر دار دیکھنا
غیر کا راز تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہوگا
قصہ تمام ہمسے سنایا نہ جائیگا
کیا بیچ ہجر ہے کہ اوٹھایا نجائے گا
مرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کر نہ جرأت کہ دور آیا ہے اپنے مینا کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
وہ اگر دی بھی تو سالک کب تری منہ پر کھلا
قیامت ہوگیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
ہاے پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
دم نہ چڑھ جاے تیغ قاتل کا
یہ بھی سمجھا ہے مگر دل مین ترے گھر ہونا
کہون یہ اوسسے کہ بعد مرون تم آکے ماتم مرا کرنا
پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم سے تم نے کیا کسطرح جہان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہونا چارہ گر
سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
رفتار مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
یہ تازہ رشک کیسا ہے دل مین بخیر عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان سب
کیونکہ ممنون نہ ہون مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھتا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یارب
لیتے طالع نے اس عالم کو اب پہونچا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
دل بھی کیا جنس ہے کھنچتا ہی جو خود یار کو ساتھ
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
لو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے لیکے تو کہین اے نامہ بر جواب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آئین یقین ہے آج
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کہدیتے ہین باہر باہر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
اونکو نظرون سے ہوا میرا گرانا مشکل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر بجار جوزانو یہ وہ دھر لیتے ہین
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہدیتے ہین مجبور نہین
ہین تو ہین شمع کے بھی منہ پہ ذرا نور نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن ان مین
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہون
ظالم نہ کہین غیر نے نہان پاؤن دھرے ہو
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کو ساتھ
واے بخت رفو ہے تقدیر پشت آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

داور روز جزا گھبرا گیا — مین نے اتنی حشر مین فریاد کی
فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا — نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا مجسے
میکدہ کی نہین ملتی اگر راہ تو — آو مسجد کی زیارت ہی سہی
وصل اوس بت کا نہ ہوگر سالک — آج کی رات عبادت ہی سہی
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا — جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سہی
واسطے اسکے تنے شیشے تیر فرشتو اسکو — پاس نا کی نہین دیتی مری فریاد سے مجھے
ہون وہ شوریدہ کہ کب جانے کہان لیکے چلا — پاؤن آتا ہے تو اوٹھا کر نہین یاد سے مجھے
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا نرا رقیب — ہم یار سے شکایت تقدیر کر چکے
ہے رشک کہ نالہ مرا اور غیر کے گھر جائے — ورنہ تمھین آرام سے یون رات گزر جائے
ہان سچ ہے کہ تم کہتے تھے اوسے قتل کروگے — دشمن کا مرے احسان نہین ہے کہ اوٹھا یا
کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے — دل ہے کہ اک فرشتہ قبر خدا سے ہے
سوتے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا — ہم خاک بھی ہوے پہ ہین تو بھی خراب ہے
جتنے گئے ہین سب ترے غم مین مبتلا — ملک عدم بہار سے آباد و خراب ہے
ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی — خموشی بابت کھوتی ہے دہان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل — نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
وصل صنم کی مانگتا ہون دمبدم دعا — سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے
جانے دے اسے تصور جانان سرکی تلاش — ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے
بات کرتے ہین وہ گھڑیون ہین حیا کر سالک — وعدہ وصل ہین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد باقر جونپوری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ — کہ رشتہ ہین ہین اوس شمع روکے

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وکیت اکثر دوست مشتاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین بسرکار مالیش احیانا ریختہ مین کہی تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمہارے	غماز بنے محرم اسرار تمہارے
ہم گھر مین تمہارے کہو کس راہ سے پہنچین	دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمہارے

سامی تخلص مولوی وحید اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین

امتحان تیر ستم کا سینہ سامی پہ ہو	سنتے ہین دشمن سے اوسکو لذت آزار کیا

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم ہو گذرا

نہ دیکھا زندگی مین اوسکو سائل	بھروسا کیا نگاہ واپسین کا
وہ حائل ہو گیا دست شکستہ کیطرح	آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین	اپنے ہم جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع نگینہ ضلع بجنور شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد ہین

شوق سے اپنے گنہگار کو جو رنگ کرین	بیچے یار [illegible] ہین تو [illegible] پلکین
کھیل ہے دل وحشی کا شکار او صیاد	دونون آنکھین تری شہباز ہین [illegible]
[illegible] شوق سے جلتی ہین یہ آنکھین اپنی	پنجشاخے کی طرح جلتی ہین شب بھر پلکین

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابرو مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جانا	پر گلی مین [illegible] سے ہمین آنا

سبقت تخلص مرزا افضل خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرات وطن [illegible] مولد دہلی مسکن لکھنؤ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین رحلت کی

تا بکجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا	جان لبون پہ آ گئی تو بھی نہ ظلم کم ہوا
سب سے ترے فراق مین [illegible] گریہ مین	ہنگامہ شب [illegible] سحر [illegible] کا
کس کس طرح سے اپنے تئین کرتے پایمال	افسوس اوسکو ذوق [illegible] نازکا
کھنچی ہے [illegible] دل [illegible]	نہ کوئی ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملین

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے

سپاہی یہ تن سوزان ہے میرا اسلح آتش / لگی ہے جسطرح سے آہن شمشیر آتش مین

سپہر تخلص شتاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا / تجھکو ظالم بھی میسر کوئی تجھسا نہ ہوا

رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو / عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا

بے حوصلہ سمجھے کے وہ ہنستا ہے اے سپہر / روتا ہون جسکے سامنے کہکر مین حال دل

کچھ وہم آج کل مرے دلمین گزرتے ہین غبار / کھلا نہ آنیکا یہان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہر زادہ محسن صاحب سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

قاتل کا کشتہ ہون کیا ذکر ابروے خمدار کا / کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا

کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار / خدا کی شان یہ دیکھو پڑی ہے خار مین روح

نہین مسّی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان پر / خضر اودہی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر

ملا کر لب سے لب بوسہ دیا اوسنے منہ موڑ کر / سکندر رہ گیا پیاسا پہونچکر آب حیوان پر

مستی مین دعا روز ازل سے ہے یہ ساقی / دل نشۂ وحدت سے رہے چور بغل ہیز

فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی / اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین

اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو / ہنسکے بولے اجی ذرا سر کو

وصل ہے یا وصال ہے صاحب / کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو

گھر اوٹھی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی / لے دست ہوس دیکھیے جو دست نامہ بر خالی

سیر دریا مین کر رہا ہون کچھ آنسوؤن سے ان / ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

آہ سوزان سے شرارے ہین چشم گریہ بلند / اوڑتے ہین جگنو یہ ستی ہے گھٹا برسات کی

بچے کیا میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل / زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ نواب ذوالفقار الدولہ میرزا ابن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا علیجان

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر سوداے الفت کا ۔ کہ مقتل مین سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر
زخم شمشیر نگہ کاری ہے ۔ دونون آنکھون سے لہو جاری ہے
جو ترے عشق کا آزاری ہے ۔ تندرستی اوسے بیماری ہے
سیہ پوشی یہ مائل کیون خط رخسار رہتا ہے ۔ مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے
یہ کس عارض کا محو جلوۂ دیدار رہتا ہے ۔ کہ آئینہ ہمیشہ پشت بہ دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم میر سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابرو جد اعلی اونکے میر منشی دار الانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر ۔ ہووے ہے غنچہ پریشان بول کر
مر گئے پر اگر نہین آسیب ۔ کیون یہ رکھتے ہین قبر پہ تعویذ
میرے تمام حال کی تقدیر ہے وہ زلف ۔ روز سیاہ و نالہ شبگیر ہے وہ زلف
ایک دل رکھتا ہون جو چاہیے سو سجاد کرو ۔ خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم
لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون ۔ زندگی اپنی تلخ کرتا ہون
جب ہم آغوش یار ہوتے ہین ۔ سب مزے درکنار ہوتے ہین
یار کا جامہ ہمین تو ہے عزیز ۔ یوسف اپنا پیرہن کر کے
بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے ۔ یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے
رات اور زلف کا یہ افسانہ ۔ قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد متوطن قصبہ [illegible] ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ [illegible] قصبہ کڑا [illegible] ضلع [illegible] شاگرد [illegible] صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ لاکھون خورشید قد [illegible] ۔ آنکھون [illegible]
گلرنگ ہین آستین و دامن ۔ دکھلاتی ہین کیا بہار رنگین

سحاب تخلص محمد اللہ یار خان خلف محمد یار خان رسالدار [illegible] آبادی متوطن لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پہ مرے زید سے کرتے ہیں اندازا — اے بتو سخن نا گوار تمہارا پاؤن سے ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ صالک رام شاگرد مولوی بخش قلق

شمع رو وہ کے سحر ہم یہ کہتی تھی کہ ہاے — خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر جان پہ کچھ آن بنی — چارہ گر اب نظر آتے ہیں عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدرآبادی

بو تری باقی ہے اے رشک بہار — اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر یار مزیدار کسکو ملتا ہے — پڑا پہلا تو سلے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم رسیدار ... برادر خلف میر محمد علی متوطن کوہل مقیم لکھنو شاگرد ناسخ سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری میں فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھیں مری فرقت میں ہیں ناسور سے افزون — پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل میں
کچھ سخت نکلتا کسی بدمست کو ساقی — شیشے سے فزون ہے دل بیمار بغل میں
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش میں اے سحر — کس پیار سے لیتی ہے تجھے گور بغل میں
اسمین شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی — چوم لیتی لب شیرین سے جو شہزادے کے ہاتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ لکھنو مقیم ... کو اشتعال کلکتہ شاگرد مرزا علی جان ... شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریوں سے مشابہ [illegible] — اندر [illegible] کہتا ہے اندر [illegible]
نکلا ہیں صلح میں ان چشموں کی باتیں — دیا بوسہ [illegible] دنا سب کھل کر
کھلا [illegible] اشعون گر [illegible] — دلربا تو سحر کر جادو [illegible]
مروم [illegible] ہے نہیں — پتلیوں کا ہے تماشا خانہ تصویر میں

سحر تخلص منشی [illegible] ولد غلام مینا صاحب باشندہ کاکوری

ناصح کو مجھے نہ الفت نہ [illegible] رہی — دل کو بھی آپ [illegible]
یہ شب وصل ہیچ گردون کی [illegible] — [illegible]

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد [illegible] صاحب دیوان گزرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوات | کہاں تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا
برق کے جسم ہیں دیکھنے والے | ابر تر کے ہیں یادگار آنکھیں
چشم بیمار کی بلا سے جاتے ہیں | اب یہاں نقش سے ہوتا نہیں اچھا کوئی
منہ کو آئینہ میں دکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو | پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی
وصل کی بیدھڑک ٹھہری ہے | اسلیے گور پہ مشہوری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کریم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی شرولی اور نشانہ چشم دلبر کے | نہیں محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی محمد علی

عبث واں خانہ میں گھر سکونت کا بناتا ہے | [illegible]
بعد مردن کے مجھے سے نہ فراق یار سے | [illegible] ظلمت نہیں [illegible]

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندہ محمد آباد

حوروں میں کہاں ناز و ادا [illegible] | [illegible]
سہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں خوب | [illegible] افلاک [illegible]
لکھے [illegible] اے سحر اوس لعبت چین کا | [illegible] مانی و بہزاد کر [illegible]

سحر تخلص احمد حسین شاد [illegible] دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان [illegible] مہدی علی خان قصور

تصور کر یار میں ہیں اشک روانا | کوشش ہو کبھوں نہ جو پڑ جا ہے یاں آنکھوں
اسیر دیدۂ جانان ہے سب کی مانند دل | نہیں بیٹھتے کے دوری [illegible] آنکھوں

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندہ [illegible] شاگرد [illegible]

بھجوا دوں [illegible] سبرے کے ہاتھ | [illegible]
یہ جان لے کے جان بھی جاتی ہے ہاتھ سے | [illegible] سینہ سے [illegible]

سخن تخلص رام دیال کھتری ساکن [illegible] لکھنؤ شاگرد آتش [illegible]

خدا کے واسطے منت اسے [illegible] دل کا | اگر تیری آنکھوں نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا احمد حسین وطن اصلی کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی دہن آن نکلا
بہلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندہ لکھنو وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ شرد ہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سر وش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیری نذر ہے
اسمین سے کوئی بھی تو کرا اے دلستان پسند

بناوٹ سے بگڑ کر عین گرمی مین لگے کہنے
خدا کی واسطے چھوڑ و نہ ڈالو ہاتھ گردن مین

کبھی چھونے نہ پائین پانون تک جس مست کا ہم نام
زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین

بھرا ہے جن کو اوتارا ساقی مہوش نے شیشے مین
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین

دفن ہے اسمین سخن لاشہ لیلی شاید
ہائے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوانی سنگہ کایتہ خلف رائے جی سنگہ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریان رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح آگے ہے اب بے خبر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آپ تو ہے سخن شیرین مین لیکن صاحب
کان مین گریئے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی

لب شکر شکن اوس شیرین گل کا دکرانا ہے
چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے

اثبات جز لا تتجزے مین تھا کلا م
ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید ... علی ولد سید ارعلی باشندہ کڑا ضلع الہ آباد

دل کھلو یا نہین جو ... ہو
ہم ہی ... ہم ہی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندہ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع سراج شاہی ... راقم ... لوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے ... اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزری

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفا داری نہین — جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانیکی — کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب

پتھر بھی نہین ہے شرر شوق سے خالی — ہیہات کہ نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے — اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے

ملی صحبت غیب سے اُسکی ہوا کہ چمن کا سرو بیکار چلا گیا — مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا — کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

مژدہ اے جوشش جنون وحشت مین آئی ہے بہار — پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے

گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے — تر نہین ہوتے ہین بالاے سمندر تلوے

سرشار تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک — ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین

ترے ہاتھ سے ہوے شکستہ آئی شانہ — مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرشار — کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبون اگر کے — جون ماہ ستارون مین پیارے رات کو اٹکے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی بیگ لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش صاحب دیوان سرور سلطانی تصنیف شبستان سرور و شگوفۂ محبت و گلزار سرور و فسانۂ عجائب ہین اردو نثر مسجع خوب لکھتے ہین اوائل سنہ ۱۲۷۰ [illegible] کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار صدمہ یہ دل نے ہمارے اف بھی نہ کی
جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا
گلی سے مل گئے سب رنج درکنار ہوا

رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے اے سرور
اور الجھے اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھا کے ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے
سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

اونہی چھانی ہے خاک تیرے لیے
چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور
روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے
نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچۂ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی
مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ پاون

پیری و صد عیب یہ سچی مثل ہے اے سرور
ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کو سہارے ہاتھ پاون

تنہی رہتی ہے اکثر جا در مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ رے جیبی کہ جو دریا مین غرق ہون
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھر نہ منہ اوس نے کیا میری طرف بھی ظالم
سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا امتیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا
ٹہر ہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد جے کشن لال مقیم فتح گڈھ

مطلب کی میری ایک نفرمائی آپ نے
باتین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندۂ لکھنؤ

دل مین جو یار گیسوی پیچان کا تھا خیال
ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار
اوٹھتا ہے بار ہجر بھلا مجھ حزین سے کب

پرنور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان
ہین شاخ نخل طور تمہاری کلائیان

سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آتی صدا نہین
مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن انکا مدینہ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجراے دل
یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر
عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید
بسان ابر جو رو تی ہین زار زار انکھین

سرور تخلص مرزا عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر
یہ ڈھنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ
صحبت جو ہم سے اونسے ہے یہ گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندہ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے
جوش ہووے جو دیدہ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار ہے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین
قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود
خود بخود ہمدم جو میرا رنگ سا ہے ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے
بال پرون سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی
تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترے کھولینگے جب بند قبا ہم
گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین
کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کرین

غم لایا اوسے یہان پھر تماشا دم نزع
دوستون سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے

گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین
آسیب کہین اوس رخ روشن پہ نہ آ جائے

سرورش تخلص امداد علی خان ولد شمشاد خان فرخ آبادی

روئے روشن کا تصور ہے مگر دل مین سرور
دل خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہو کر

سرلع تخلص سید محمد علی ولد دار وغہ باسط علی شاگرد صفیر

نیچے سر اپنا جھکا لیتے ہین شرماتے ہین
مسکراتے ہوئے گلشن مین جو وہ آتے ہین

سعادت تخلص میر سعادت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کھو دیتے ہین میرے اونکی آنکھین دیکھ کر
اسکے ہون کم ظرف ہو جاتا ہے جو پیمانہ لڑتے ہین

یار سے جور رقیب لڑتے ہین
یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعادت تخلص سعادت خان ولد حیات خان ساکن اعظم گڈہ مقیم کانپور شہانہ دار
کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چھپ گئے صبح وطن زلف جو کھولی تم نے
سب غضب آئے تھے شام غریبان عارض

وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ غیرت مہر
دانت موتی کی لڑی لعل بدخشان عارض

سعید تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ بیکٹ باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد
مرزا مہدی مقبول صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے آتے

کی ہم نے خوب سیر جھمکیان دہر کی
اسے ثبت نہین جو اپنے آلی قسم سرا

دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی
ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب

سہرا کا تو نے مضمون سارا ہے باندھا تعویذ
سر اوٹھانے نہین دیتا تری سر کا تعویذ

صاف معلوم ہوا شب کو ستارا لوٹا
تنہ پھراتے ہین جو سر کا تیرے چمکا تعویذ

کہکشان مانگ ہے رخ ماہ ہے پیشانی بدر
بال سے کی شب دیجور ستارا تعویذ

کھینچی ہو شکل بت لاجواب کی
عینک لگا کے چہرۂ مہر آفتاب کی

وہ مسیحا آج آنے کو ہے مشغل سیکھتی ہوگا
گر ہم تو بھی گرا دیا اے یاران کو دیکھ کے

ہم دعا دینگے رہا کردی قفس سے صیاد
تو پہلے ہو لے لگا ہم سیر چمن دیکھینگے

مجھ خاکسار کو نہیں حاجت سفر ہو اُنکی
سچے تیرے پاس ہے تقریر عزت فقیر کی

سعید تخلص میر یاسر والا حسین ولد میر زاہد علی اصغر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہِ بابل ہو
کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سو مائل ہو

سعید تخلص لالہ کندن لال ورما ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا
بیڑیان لاکھ پنہائے کوئی حداد سے تجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندہ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

سنتے ہیں بہ کا خواص شب وصل یار مین
کمہ لا سکا نہ تنک تو سالی سنے آہ کی

لیکن اوو وضع سے محظوظ ہی ان کا اوہرین
پر کیا ہی کہ جوان ہی کہ دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین ابن خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندہ
کاکوری آخرایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

نیپ باقی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری
کہ پری کو نہیں خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندہ اکبرآباد

ہاتھ آنکھون مین اپنے خار ہے گل باغ مین
سے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت محمود دار شاگرد حضرت تسنیم باشندہ سلہٹ
راقم کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوئے ہین

گرا ہے سے محرم صنم خدا ایسا کر تیری انگیا کی تحریر کیا
یا نہیں سیہ سر کا ہر گز تو ارنگ

یہ او بھرا او بھرا یہ اوٹھا اوٹھا یہ بیکل موزون جیسا کا سا
ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سعید تخلص خواجہ بادشاہ ولد شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیسا
والہ سحر کہ طائر رنگ حنا تیرا

لے اوڑا اب تو زلف گرہگیر ہاتھ مین
طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

سعید تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندہ سلہٹ شاگرد منشی [illegible]

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے — پنہاں ہے کیا عجب ترے پہلون کا ہار سیاہ

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندۂ پنجاب شاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا — مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا — وہ دیکھ لے مری چشم پر آب مین دریا

گرا ہے ماتگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کدہر — کہ آدہی رات ادہر ہے اور آدہی رات ادہر
سحر گزرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب — کہ شبنم گل کے منہ پر ابتلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرت کیا — حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ — درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادۂ ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے — مست رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رامپور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر — دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادۂ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاے — کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو — یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادۂ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

داغون سے غم کے رشک چمن ہے فضاے دل
ہے جاے سیر یہ چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے نانیہال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنو کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گذرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیا جی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم سے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد واے
دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش
خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت
۱۲۷۰ھ

اشعار سلطان

اک تھی طرح کا ہر حلقہ نے پھندا مارا
تونے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا

وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا
ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا

موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو
ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا

اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر
ہے خدا حافظ تمہاری مصحف رخسار کا

بوسے خط حسن تھی سلطان یار کو رومال مین
اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا

دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہ گیا
میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا

کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا
بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا

دیکھی جو تری چاند کی ٹکڑون سے یہ دو گال
انکار نہ کافر کو رہے شق قمر کا

مثل مشہور ہے دیوانہ راہ ہوئی لیست ای دل
بہین آنکھون سے دریا نام لے کر کوئی آنسو کا

لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہوجاؤن
دہان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا

مانی پلینگے خاک مین سب موتنگا دیان
اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اِنہوں حسن پہ آپ اپنے ہیں مغرور بہت | اور سب باتیں تو موقوف ہیں چل دو رخصت
اس دم کسی کا خط نہیں شرطی گھر اپنے یار | لیجا تو انکا تجھے ہیں اگر اور کہہ نشست
رندوں نے آج نشہ میں کیا جیچ نکالی ہے | مینا بغل میں سر پہ سبو جام دوش پر
افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے | آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر
بات کہتے نہیں ہیں موتی سے جھڑتے ہیں ہم | سہے بجا کہیے زبان کو جو زبانِ الماس
مرنے کے بعد بھی نہ گئیں بیقراریاں | عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار میں
لڑتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ میں اسیر | مری نظر و نہیں ای سلطان حسن گویا کہ لڑتی ہیں
جب آہ ہوں ہو جاتا ہے سوراخ جگر میں | سکا جھکو کوئی آئیگا اب آپ کے گھر میں
چاہیے عاشق و معشوق میں گرما گرمی | وصل کی رات نہیں خوب یہ شرما شرمی
دام بلائے عشق میں ہم بے سبب پڑے | کم بخت دل پہ اے خدا کا غضب پڑے
تاب کسکی جو کرے بات اوس بت مغرور سے | حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائیں دور سے
معشوق کو جو وصل کی شب میں حجاب ہے | دامن میں صاعقہ کے نکل آفتاب ہے
پڑھی جو بادہ کشوں نے نماز استسقا | تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی
شکوہ پہ دیسی فقط بات بنا آتی ہے | یا کبھی چاند سی صورت کبھی دکھا آتی ہے
وقت جبیں کوچے میں ہم عاشق ناشاد ہوں | جتنے پیر ہم سے تھے وہاں بخیریت فرہاد ہوں

سلیم تخلص سید محبوب علی متوطن کانپور شاگرد مومن مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا | اب تو قصور وار میں سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر کلیدی مرحوم

جو نکلے سے سب لوگ وحشت ہوئی مجھے | کثرت میں سیر عالم وحدت ہوئی مجھے
ہے کوئی اپنا خانہ دل بھی عجیب مکان | جیسے نصیب یار کیسے حسرت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کہوں نالہ جو موقوف ہے نالا دل میں | جان جاں دل نہیں جانا کوئی ڈالا دل میں
... سلیم | رنگیا غیر کو ارمان ہے یہ دل کا دل میں

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت
کھولیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہو لعل سے بہتر لب معشوق ہوا
سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اکبرآباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے اُنکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گر سے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا
یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قید سے اوٹھا
کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

ناز سے کر گئے وہ ایسا ہی اشارہ چمکا
کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا

لبون پہ آ کے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا
تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب
یون ترے کوچے سے مین بے سر و سامان نکلا

جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر
بات جو ہم نے کہی تھی سو بہا ہے صد شکر

بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا
کیا لگالی تو نے اب اے قاصد چالاک پر

زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا
اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

ہزار طرح سے وہ چھپے کرے لیکن
نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانہ بلبل

غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس
ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو

شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے
وہ کلسِ زر ہے یہ گنبد تلبیس ہے

دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ
اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے

کیا اجابت کی ہوا ورکو خدا و ندا آہ
مارے مارے جو دعاے سحری پھرتی ہے

جبہہ سائی کا نشان جاے جبین سے کیونکر
کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نظر آئی حنابندی مجھے کس گل کے ہاتھون کی
کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا معمور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

تجھ سے ظالم سے ملا دیجیو طرار ہی دل
کچھ بھی دہر کا نہ کیا پاس سے جگر دار ہی دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہو کر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوا مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہیں اسکی تجلی کے بیان کا
چون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

صحبتون کا نہ کرو غیر کے مجھسے اخفا
کونسی شب تھی کہ مین وہان بیٹھا دیوانہ تھا

بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے تا صبا
مدت ہوئی بتون سے سر وکار اوٹھ گیا

رو رنج مجھے قبول ہے اسے نکرو تکبیر
لیکن نہیں وہ مانع سوال و جواب کا

گلہ لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

طلب نہ شیخ سے کر نان رحمت اے سودا
پھرے ہے آپ پہ کاسہ لیے گدائی کا

رفتہ اے اشک دیون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤن گا

حیرت ہے بہاری کہ بن نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جائیگا

دل مست ٹک نظر سے گرا پا نہ جائیگا
جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا

سنبل پریشان ہے کہ سے ترا ابر ہی دیا
دیوانہ کیا قبول کا مشہور ہو گیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سینے سے طرف دل کو لایا شب لبون تک
کہنے لگی اجابت سلسلہ پھر خیال آیا

سودا نہ ہوا تک سے حسن ول کی کیمکو قیمت
قسمت کہ اک نگہ پہ جا اوسکو ڈال آیا

ہر رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوتے
جو اپنے دل پہ کبھی شکل سے غبار آیا

خاک کا پیر بھی سمجھا ہے کم نہیں
فیروزہ ہو وے مہرہ تو دنیا ہے وہ جلا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو گیا ڈالا
کہیں بیہوش ہے شیشہ کہیں ساغر ہے متوالا

سوجھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی
کہاں کفر ہے اے شیخ ایسا کہ جو اس بت نے
سب رنگ تماشا ہی ہے جہان صورت خورشید
نور اخفا ہنر کرنے میں دل کا میں گنوا یا
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہیں بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہون
سودا میں اپنے یار سے جا پا کر کچھ کہون
گالی نہیں ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گالی سے پیام
گذری جب غم سے ہمین زندگی دہ روزہ
لگوں رشک ہمنوا کو لگا او بلتا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جون اشک مجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کہسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
ایک دن کہہ مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش و خون آتش مہر لعنت دل آخر
ابھی لالہ کو فلک نے دیے جھکو جا بدداغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ او نسے یک جو ہین آگاہ راہ عشق
لے مرے دل کو نہ سکے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
[illegible] ل ہین رحم

جب تجھے قتل پہ عاشق کی مچلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوجون ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز [illegible] ست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو میٹھی ہی کے لالچ
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کو چاہیے
رکھے اوس غم کو خدا ماتم سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد جدائی سے بہار
کر دیا یاد ایام نے گلشن کے [illegible] جو ر
سجھے اکسیر مجھے کھلا یہ غبار رحمت یار
جا بجا صورت ہے پائی کی تر خاک ہنوز
گر و پھرتے ہین گریبان سے [illegible] ہنوز
آتش پہ پرستی ہے بڑی مشغل آتش
جیالی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ [illegible] دل پہ لگے ہے لعل
ذرہ بھی ہم ترستے تھا ہے کہ بس تمام
جو جا [illegible] دل کا سیاب ہو معلوم

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ بد شعر ابیان
غزل
جلا دیتا ہے جو تجہ کو صنم کہہ یاد کرتے ہین
کسی کے مرگ پہ اے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز
بوسہ جو مانگا نہ دیا اون نے سوائے دشنام
گرم جوشی نہ کرو مجھسے کہ مانند چنار
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
ناوک تو تیر سے صید نہ چھوڑا زمانے مین
پیار سے نہ برا مانے تو اک بات کہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ سچ کرو الطاف
پاس ناموس مجھے عشق کا ہی اے بلبل
جی تک لو دیکے لون کہ جو ہو کار گر کہین
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مگر تجہ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا
شانہ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
کسکی مست مین گنون آپ کو بتلا تو شیخ
مطلب کی میری عرض یہ اکبار بھی سودا
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد
دل پہ لگے جیسے برق کے شعلہ کو دیکھیے
سن سنکے یہ کہتا ہے میرے نالۂ جانکاہ کو
بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹا اپنی عمر
نصیحت آہ جو مستی مین وا ایمان
سے کہی جو پیچ ہو غزل کو تو خاطر مین یہ رہے

اڑتی پڑی ہین غنچون کی ساری گلابیان
میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
بہت سا رویئے اونپر جو اس جینے پہ مرتے ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور رہین
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہے کہ نہین
اے آہ کیا کرون نہین پکتا اثر کہین
ہین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اوسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
رات آئی ہین نظر خواب پریشان مجھکو
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان تجہکو
ان سے نہ چھڑایا کبھو اوس لب سے نہین کو
کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ہوا ہے ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو
خندہ یا گریہ جو کچھ ہو دے سو تک دیر کے ساتھ
بر ہوئے کس کسکو مین یارو کہ گیا کیا کچھ
اک وقت مین بلا تھا یہ ناز و نعم کے ساتھ

سو دل اوسکے تو تھو بات نہ کرنیسے ملول
ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
غنچہ سے مسکرا کے اوسے زار کر چلے
اب تو مین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کیسکو سونپئیے اپنا بجز خدا
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے
دہن غنچہ کا جب دیکھوں ہوں گوش گل پہ گلشن مین
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور سے دامن
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کعبے مین تجھے خواہ مین بتخانے مین
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بیخبر

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہو لے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دنیا تمام نذر خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
فردہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے عہد ہی کب بر آئے
جھوٹی تپا کدنے تو کچہ آگ ہی لگا لی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے
اتنا سمجھون ہوں مرے یار کہین دیکھا ہے
سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر لٹاتا ہے
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہے سو ہے

سخن شعر

کچھ تازہ تعلق نہین اس دل کو الم سے
یہ رنگ ہین تصویر کی تیرے سے ہے نزاکت
اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کہا مین کیا لازم ہے کیا قتل ہمارا
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے
نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
نے شیر کفر کوئے دین کو نقصان تجھ سے
آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ و گرنہ
تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
ہوا تری فریاد سے آنکھوں مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا سخت ہے فرہاد
نامہ کا جواب اتنا تو معلوم ہے اے کاش
تجھ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دھر دے
مجرم ہون مین تو کہہ دے مکافات کے لیے
شان مین کیا کہون زاہد پیر کی کیفیت
ہو گئے صاحب جوہر شرارت دیکھ فقط سب
پھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
کھنچے کیا ہو میان تیغ کہ یہان رشتۂ عمر
بھلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور

تھا طفلی مین گہوارا مرادا مین غم سے
جبکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے
پیدا ہا ہے کہ ان دونون سے پیرا جی بہلتا
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
پھر کتا بھی جیسے بھولا ہو سو پیدا ز کیا سمجھے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان تجھسے
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان تجھسے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
سوائی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی
دگرنہ کو کبھی زور آزمائی ہے
قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوے
پیارے یہ نہین سنے جو ہر کا رہے و ہر فرد
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کیجیے
کہ جبکو دختر رز دیکھ کر او دہل جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی
حسرت تن حق کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
صرف سینے کا ہوا اٹھا نکلے ہے بھرتے بھرتے
اپنا ہے تو فریفتہ ہو وے خدا کرے
آئینہ وہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان — اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو — زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی المقیم دہلی صاحب دیوان گذرے شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا — راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
فلک مین تھے انتہاے عشق کی مدت سے ہم — بار سے یہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کھلا
صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ — ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی — رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہو گیا
ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پہ — اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا
سوز کو بیگانہ سمجھے بزم مین رہنے تو دے — رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جاے گا
پاس آنے مین تہ کشتون کے لگے دیر کہین — لے لیا موت نے گھڑی تری بیمار کے پاس
جتنا جتنا روکا اونکو اوتنی اوتنی پھرے اور — طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین
مجھکو ہر گھڑی یہ گزرا ترے آنے کا خیال — اور شب وعدہ مین ہوتی ہے کھٹکے لاکھون
جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر — اک نہ آنے سے ترے کام مین الجھے لاکھون
آج یہان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا — یون ہی گھٹ گھٹ کر مری تو قیر آدھی گھٹی
اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش — مین ستمگار کو ور کا ر ستمگار مجھے
سوز ہے کچھ تو تمنا کہ تڑپتے پھرتے ہو — کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط نقش اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا + شعر اس انداز سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھا دیتے تھے + پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا + اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسی برس کی عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی + دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین مین نے پالا
ایک تو تھا دل غمدیدہ اسیر سبزہ لف
جسکے نامے ہو پہنچتے ہین تجھہ تک
بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
پھر اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا یہ دل تو اس نیرنگی مینای دوران پر
جو رہی چپ رہی تیرے منہ شاید لگا
برق طپیدہ یا شرر سر جہیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
بس جی کھاؤ نہ قسم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیا خفا کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانو لگا کہا اب تو
کہیو ای باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
کھول تہ دیجیو لا ڈے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یارب راز دل اون پر بھی ظاہر ہو گیا
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
اسپر ہی سیر سے منہ پر تو گرم ہو کے آیا
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان مین پھنسا
کاش مین اوسکا نامہ بر ہوتا
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
کبھو کھو لکر دل مین رونے نہ پایا
جو تم سے ہے بتو ہو گا سوا اللہ کرے گا
ولے مین بھی کیا ہون کہ روتی مین بنا یا منہ کہ ہنسایا
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ شیشہ ہے اسے قابل رہے یہ طاق نسیان پر
ہو تشنہ جو ہین آج پیمانے کے خشک
جس رنگ مین ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہان ہو
کو سون کس منہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو
بھا گئی ہے چاہیے جہانگیر مست تنور کو
تیری گلی کی خاک ہی ہو تو ہو بس مجھے

جو سر گوشی مین بوسہ لے لیا احسان کیا اسکا
تکلف برطرف یہ حقیقتا لی کی ہے رزاقی

منہ دیکھو آئینہ کا تیری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھہ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصوّر تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور کے بھی دیکھتے سے ہم گئے

مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
سمجھے نہ مری بات جو ہمراز نہین ہے

بکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

غرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادۂ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلّو شاگرد عبد الرحمن خان احسان

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دیتا ہے
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

مٹکے کے مٹکے خم کے خم پی گئے غیر ساقیا
بھر کے ہمین بھی دے ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

سوزش تخلص حافظ عبد الرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے بیٹھون ہون تو اوٹھنا ہے محال
ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہو اسطور سیر ار شک جو اوس شوخ سرفن کو — تصور میں بھی ساتھ لیے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل میں کامل تھے فارسی بھی کہتے تھے

ہم آئے بہ تنگ زیست سے پھر — اے خانہ خراب تو نہ آیا
نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ — دیکھئے شوق محبت سے میں کیا کیا کرتا
کس دن نہیں خیال وہاں وکمر سے مجھے — وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہیں
یہ عجب ہے کہ عدو بہر تماشا نکلے — ایک عالم ترے شہید اسکا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکھنؤ میں مقیم مولوی کھولا اشتیاق کا کلکتہ شاگرد علیجان شفوح یہ شعر اپنی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش یہ غش آتے ہیں اوس زلف کی بیمار ونکو — لخلخہ بھیجے گیسو کا سونگھانے کے لیے
کرکے یہ خواب عدم سے ہمیں جو لگاتے ہیں — آنکھیں کھولو ہم کو آئے ہیں منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا امجد عباس

ہاں رو رو یون کو دل اپنا نہ کبھی ہے سہیل — وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھائے بہت

سہیل تخلص ارتضےٰ علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کیوں اسطرح آزردہ طبیعت ہے سہیل آج — کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج ودشمن اپنا

سیاح تخلص میاں تداد خان اورنگ آبادی ولد عبد اللہ خان شاگرد غالب اطراف عرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی سنہ اٹھارہ سو باسٹھ عیسوی میں کلکتہ میں آئے تھے ان دنوں سورت میں رہتے ہیں شعر اچھا کہتے ہیں یہ قم کے احباب میں ہیں یہ شعر انکے کہے ہوئے

آیا نہ یار وعدے پہ سیاح صبح تک — کیا کیا شب فراق میں تڑپی ہیں کروٹیں
عیش جاتا ہے کہ جیسے کو خدا نزدیک ہو واسطے — تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل ہے
نہ رکھتے گر قدم وحشت کو ماری غیر وامن ہرگز — نہ گرتا میں اوٹھا کر لاش میری کون قاتل ہے
دل وحشی کا بھی کیا اسکا رخانہ لاابالی ہے — سر داغ جنون کا چرخ سے سر کا عالی ہے
کھول گر تیا تو سمجھے کہ سمجھ بیوفا سمجھا — سمجھ اوس بدگمان کی ساری دنیا سے نرالی ہے
پھر آکر دون گرد اور سکے نہیں یا سبھ آغوشی — میں ہون تصویر اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوسکے مذکور تیری ثناخوان سے کیا کرین
قاتل وہان زخم کی گویا زبان نہ تھی

پڑ گیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کسکا لہو
اوگلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی

آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ
ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی

مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا
شمع پروانون سی جو پائی پر پرواز ہے

بارے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا
نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے

سمجھاتا خار غم ہے وہان جہان بستر لگاتا ہون
کھٹکتے ہیں یہ دو دن کی فلک کے زندگانی ہے

عدم کا کیون نکیا ثابت وجود اہل سخن بھولے
نہ ہیچ تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون۔

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین
پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا افخر الدین بن مرزا اسعد الدین ثابت ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے
کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہجران سے

ستم تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ سے لخت جگر آیا
یا ہے شجر طلق ہے ہستی مین ثمر آیا

سید تخلص میر غلام رسول اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اکبرآبادی لکھا ہے

خوبرو دلوں کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے
یہ تو بد خو نہین جاسکے کی مگر جان کے ساتھ

سید تخلص میر علی تقی برادر خورد میر ابوالقاسم محب دہلوی بہ ادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے لگا کہنے غنچہ سے
کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے
کیا جانے آج کیا تھا کہ سید خفا گیا
صبا کے لپیٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سید تخلص میر بہادر علی ولد سید مرادعلی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا کچھ
تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندرآباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ — دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی انشا پرداز تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو — اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ ری کافری بت — پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
سماوے گا پھولا قبا مین نہ سید — ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ شکل آسیا ہم — وے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین — ناصح کے پند سنے کو یہان کان ہی نہین
جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین — تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو — حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بناے کفر و دین اک تار سے ہے — کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے — یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسۂ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندۂ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شور شین باقی ہین دل مین بس یہ آئی ہے بہار — دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فیض الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آوے گا سہی — پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر — خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۸۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

باز ار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے　　لاتے ہین نقد عمر خریدار ہاتھہ مین
شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار　　اک روز کاٹ کھاے گا یہ مار ہاتھہ مین

سید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا　　لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین
ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے　　اے صنم شیشۂ ساعت کا ہی نقشا دل مین

سیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسن خان آباد۔ تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم　　لچکین نہ بار گل سے تمھاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا احمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا　　دل خراب یہ اب تک مگر خراب رہا
جدا جو شب کو تو اے رشک ماہ تاب رہا　　ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا
مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل　　جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا
اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ　　اشک گرم اپنا زمین پر گرکے چھالا ہوگیا
خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا　　سیف سے شعلہ فشان داغ دل زار کی آنچ
کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین　　ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند
پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین　　دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند
خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھلکون ای ساقی　　مین وہ کم ظرف نہین اُبلون جو مملو ہو کر
قسم لون غیر کے اس سلسلہ سے اوس بت نے　　خدا کرے کہین لٹکاے آسمان زنجیر
قصد مے جب کیا ساقی نے مری جانب کو　　بند شیشہ کا گلا ہوگیا اچھو ہو کر
کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہی صورت　　آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر
قہر تیر نگہ اوس قاتل سفاک کی ہے　　رہگیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

قتل کے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بھی
آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دو زانو ہو کر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو وہ مہر
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہوا اقرار وصل مین
دیکھا نیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھہ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

سہلے ہین لطف بعد بہت ہین خرابیان
یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

اسے پاؤن وقت طاقت و امداد ہی سہی
بھاگین ہم اسطرح کہ نہ پہر ہمکو پاے عشق

جنہین بہائی ہے بوئے خاکساری گو وہ منعم ہین
کسی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شنا یدکہ گنج حسن تبان ہاتھہ آئے گا
کھجلاتی ہین جو آج ہماری ہتھیلیان

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مردم
ہے طفل اشک تنہا ملکون لڑکا ٹونکا جنگل ہے

یہ گل سہیلے کے کہاں ہین کسکی یاد گیسو مین
کہ سر سے تا قدم اپنا تنِ لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن روے مہر انور کا
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسّی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا در آب کا کچھہ کم نہین بادِ بہاری سے
سر پر داوس یہ پھبتی کہتے ہین تختِ سلیمان کی

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندۂ کلکتہ

مصحفِ رخسار بیضاوی یہ کشفِ خالِ سرخ
وقف ہے اک سورۂ والشمس کی تفسیر کا

سیف کی دل مین کھبی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندۂ نواب گنج توابع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دلِ جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پرنور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سبیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندۂ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کار گر کچھہ بھی نہ زنگار کا پھاہا ہو گا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہو گا

درد فرقت سے سب روز ہین گریبان کھٹین — اس سے بڑھکر غم داند دہ بھلا کیا ہوگا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال — ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہوگا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا او زیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسین خان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا — سر دیکے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھہ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامت جانان بلند ہے — جیسے نشان قلب مین ہووے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھہ

زلف صنم سے ہے مشکبو ساری جہان مین صبا — آ ہوئے چین جہان ملی جانیو یار کی گلی

شاد تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہوگیا — اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرات

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے — جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور پنجۂ غم ہے — جو خار بیابان ہے سو اب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

اوسکو تو کہتے خلق نے میرا گلا سنا — میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیا اچھی نسبت تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین — تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ چینی کا پڑا جب زمین پہ عکس — ضیا کے پھول اوگتے ہین وان سی بہارین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکے تہا آنکھون سے لگے جہڑنے شرر بہی ۔ کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بہی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہین ہو دفن نکلتا ہے کوے جانان مین ۔ زمین مین بہی نہین لیتا قرار دل میرا
جو روکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل ۔ تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا
جیتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مری یہ ۔ مردے کی روح کو بہی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا ۔ عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد ۔ لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندہ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت چڑہا ۔ تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بہوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ دیجیے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی ۔ یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ بسادلال کا بیٹہ

یون داغ دل ہین اس مری سینے کے آس پاس ۔ چنے جڑے ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تہی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑہتی ہین ہمیشہ ۔ ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام ۔ سر مجہ سے زیر تیغ جہکا یا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا ۔ اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن اونکا فریدپور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین ۔ دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہو گیا

کھاؤنگا تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے	تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا
جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر	بھلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر وفا پہ دیتے ہین کیون آپ گالیان	گرجی نہ چاہے آپ کا اچھا نہ کیجیے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدرآباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندہ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے	اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا اعظم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مٹیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سر بسر	بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب
سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا	مشہور ہے جہان مین گرمی دوپہر کی دھوپ
فریاد کہ اوس زلف سیہ فام نے مارا	کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر
پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم	پھاہا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر
تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا	آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ
ہوائے تند کے جھونکے نہ دو بر وقت آئی ہو	بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر دیکھو

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا	کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر نسیم اللہ لکھنوی خلف میر نوروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سو گالیان اک بوسہ لیکر ہی مری پیکر	پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل
جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین	بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھہ خالی آئے تھی سب ہاتھہ خالی جائینگے ۔ لائے تھے کیا ہاتھہ مین لیجائینگے کیا ہاتھہ مین

شاعر تخلص میر ناصر ریست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ وقرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم ۔ گرچہ سویار نہین سنتے کیجیے گا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین ۔ حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی ۔ غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارنپور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ ناانصاف مثلا ۔ زلیخا خوش ہو عشرت گہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے ۔ رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس و حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی مہوش کی دیکھہ کر ۔ کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہاتھہ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین ۔ جسکا مین چاہنے والا ہون وسی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

مت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو ۔ ظالم کو بلکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا ۔ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہمسے ہے شرمانا کیا ۔ دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

گلچین تجھے کیا تری بلا سے ۔ گل توڑکے تو تو دیکھ ہر سے لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا — جو اون پہ گزر لی ہے گزرے

شاکر تخلص منشی عبدالسبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل ہم جوان کیا کیا — تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ — دل لے ملا یا لاکے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہون — پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے — مرے بھی عشق سے آگاہ اک جہان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ یہ جا کر اترتے ہین — یہان سے قافلہ ہر روز یارون کا روانا ہے
سوی کاکل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر — خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا بے جینے کی تمنا نہین رکھتے — ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شائی تخلص مرزا انجا ورشاہ بہادر خلف ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اسے آہ جگر تو اوسے پا نالۂ دل — کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک پہ زخم ایک پر ہے داغ — دل تو وہ کچھ ہے اور جگر یہ کچھ

شان تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن تجمل حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت — خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب
ٹالا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب — امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست — جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان سمن اندام کا — ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ محمد قاسم خان دکھن مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ — ایک ترکش کے تیر ہین باللہ

شاہی تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدرآباد دکھن ملازم تاناشاہ

شاہا تمھارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ مچ کہے
کس کس کا منہ موند دن صنم کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

شاہی تخلص مرزا نور الدین کہین برادر مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش
ونواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا
تمھارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

مژدہ بادا اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا
خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا مجاہد الدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

مین اور کس سے راز نہان آپ کا کہون
کیا مین بھی غیر ہون کہ چھپایا نہ جاے گا

شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر مین
یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جایگا

شایان تخلص پنڈت بھیم نراین خلف پنڈت رام نراین منصف مہوبا باشندۂ بریلی

قائل نہین مین دیدۂ پرنم کے سامنے
طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شائق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہین سچ کہتے ہو
اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو

سراپا اوس پریرو مین لطافت ہی صفائی ہے
تصدق ہم ہین اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی مہوسی مین کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

اوس سنگدل کے دل مین ذرا بھی نہ راہ کی
تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شائق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جور فلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش وحواس بجا ہی رہا نہ توانا شفیق دوگانہ رہا

اب اونکا کاسۂ سر پایمال عالم ہے
کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کے تلے

شائق تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی
مقیم فرخ آباد

ترک الفت اغیار بدل تم سے ہوا یکجان
باور نہین آتا مجھے باور نہین آتا

شائق تخلص عبد اللہ باشندہ سہارنپور

لگانے اور سے پروانہ لو پروا نہیں ہمکو   جلادیوے گی محبت جو کہ ہے شمع شبستان ہین

شائق تخلص شیخ محمد میر بخش اکبرآبادی شاگرد ہاشمی و جرات

تماشا دیکھکر جراح کے مرہم لگانے کا   ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین
بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے   ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی باشندہ بریلی

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا   دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندہ ڈھاکہ ولد خواجہ جلیل اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی و اردو انکے بر ورد ہوتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کی کلکتہ مین ہی آگئے تھے

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم   کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد منفعلان کہ وہ سوتے تھے راحت وچین سے وہان
غم دل سے پکارا بہ آہ و فغان ولے آئی وہان سے صدا ہی نہین
کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہین

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو خم شیشہ   اشک کا اس سے بناتا ہون مین ہر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمۂ ڈپٹی کلکٹری و ڈپٹی مجسٹریٹی با انکا ضلع بھاگلپور بھاگلپور مین رہنے کے ہنگام مین ہم سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی سر پیٹتی ہے اوسکے بالین پر کھڑی   حال ابتر ہے تمہارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بستی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

دل اپنے قبضے سے باہر ہے اون کی زلفون مین   نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار مین رہ کر

شباب تخلص سید ولد اد حیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد صفدر باشندہ سانڈی مقیم فرخ آباد

چاہت وہ روگ ہے کسی بہت پر جو آئی دل
تم بھی کہو پکڑ کے کلیجہ کہ ہائے دل

شتاب تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دست بردار ہوئے تم کسے لکھون کاغذ
ارزرو کسکی گردن اور کسے بھیجون کاغذ

شجاع تخلص مرزا کریم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع مضطر نالے بھرے ہے آکر
کوچے مین اوسکے گھر گھر مذکور ہے تو یہ ہے

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندہ لکھنو شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

نام پر بیٹھکے کس آنکھین جو دکھاتے ہو تم
پتلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا

ہرن کی سی آنکھ نہ ایسی ہے جو حور کی آنکھ
ہے ایک ایک آنکھ تمھاری ہزار آنکھون مین

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرہ میر شرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق نے لی کی دل پہ شعلہ باری رات
نظر مین پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرہ میر سوز سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

نکل جاو گر نہ چشم تر سے لخت دل نہین لڑکا
ادھر شدت سے ہے مینہ کی خوف ہے رستے مین کیچڑ کا
جو اہل سوز ہین نیرنگی عالم سے کیا ان کو
بہار نخل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پت جھڑ کا

شرر تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
آگ شعلہ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص حافظ سید حافظ نواسہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندہ دہلی

یہ سمجھ دی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین
زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو تھے کہ مروت نہین ذرا
مرنا تھین یون یہ شمر کیا ضرور تھا

اللہ اللہ ری سجدے کی تمنا مجھکو
اوسکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون

تری تقدیر مین ہونی تھی اسیری ورنہ
ساتھ لیکر تجھے ہم اے دل مضطر آتے

شمر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید اتخلص نبیرۂ شاہ عالم
بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شمر خدا سے ڈر وکل تھے سجدۂ بت مین
اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا

روز کے ظلم وستم اوٹھ نہ سکے اے ظالم
تنگ آخر ترے ہاتھون سے شمر آہی گیا

پھر جفا کو ترے وفا کہیئے
یہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے

شمر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی خدا بخش باشندۂ بدایون

برائے نام بھی ہے اونکو وصل سے انکار
وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین

ہون یہ جان ہے آنکھون مین دم رکا ہے شمر
یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شمر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھ شاگرد محمد الصمد فوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین
پر مجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

شمر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

سگئے دو نون جہان کا ہم کو ہم نہ ادھر رہے نہ اودھر رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

شمر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسینخان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جھوٹی ہے محبت یہان تم کسکو جتاتے ہو
تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو

سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے
شمر گذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شمر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بو لندشہر خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان
کابلی باشندۂ رامپور بریلی

ہاتھا پائی جنب سے کرتا ہے وہ کافر مجھسے
لوٹتے ہین رشک کے مارے ہمارے ہاتھ پاؤن

کس ستم بدن پہ مری ان روزون لگی آنکھ
سونے نہین دیتی ہے مجھے ایک گھڑی آنکھ

شمر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

پاپوش اوسکی مہندی لگائی سے اے شرر
مین تم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے

یون ہی ہین سرخ اوس گل نازک بدن کے پاؤن
تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

شرف تخلص سعد فراز الدولہ مرزا ابو طالب خان خلف نواب منیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب تپ غم کا نہ اسے خورشید رو چارہ ہوا
یار خود رنگین ادائی سے ہوا بیہوش رات

نبض میری چھوڑکر بھاگا مسیحا ہاتھ سے
لے لیا دزد حنا نے صاف چھلا ہاتھ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندہ فرخ آباد

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے نہین یا مرجائین
وصل مین ہو کے ہم آغوش وہ بولے یہ شرف

جان جاےے تو نہین غم ہے نگران رہیے
ابتو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہیے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندہ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نہین جبین
گیسو ہے رات تارے ہین تل مانگ کہکشان
دعوے کوئی شاید نکرے خون کا اسکے

دن کو ہے مہر رات کو ماہ مبین جبین
ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین
اسواسطے ابرو کی طرفدار ہین پلکین

شرف تخلص مرزا اشرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین

سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب آئے دیکھے بھالے ہین

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا مجو خلف سید محمد میر عرف میر لٹھا باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم سے اسنے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہو کے کہہ بیٹھا
شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا
داغ دل بستہ مجنون پہ چڑھا آؤن گا
یاد کرتا ہے مرے سوز تنفس کا علاج

خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا
قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا
فصل گل مین جو ذرا بھی میرا سودا اٹھا
ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سنو لگا نہ نہین لنتر انیسان
گستاخ ہون ڈرو لگا تری اس سنین سی کب

گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار
پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہتے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا
وہ مہ جبین جو رات کو پھر میہمان ہوا

لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہار حیف
اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف

مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب
پھرتا ہون اپنے گھر مین یہ غربت گزیدہ ہون

شرف تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشدآباد برادر زادہ نواب خان دوران خان

رباعی

قزاق نہین کہ لوٹ لاتے ہین ہم
نوکر بھی نہین کہ روزنہ پاتے ہین ہم
کیا پوچھتے ہو یارو حقیقت اپنی
اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم

اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان
خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ

خاکساری مین ترو وحشت بے تاثیر ہے
پاؤن مین ریگ رواں کے موج کی زنجیر ہے

توتیا ہے چشم مردم خاکساری کیون نہ ہو
فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرق تخلص میر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین
ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین

مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرتے دم
خوب سمجھے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین

یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان
آیا پیغام اجل کا انہین دو چار کے ہاتھ

ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے
فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ

کیون لوٹ پڑا گیسوے شبگون پہ تمہاری
لو اور سنو آئی ہے شامت مرے دل کی

شرم تخلص نور بیگ باشندہ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ و شاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

تیری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی
برنگ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی

شریر تخلص احمد خان دہلوی فیروزپور مین رہتے ہین

خاک اپنی زندگی ہوا سے غرض جب کہ وہان
صورت امید مر مر کر بیٹھے اور رلوٹ جائے

شریر تخلص منشی کریم الدین سوداگر پنجابی کٹرہ دہلی

ہم کو خالق نے کیا بے سر و سامان پیدا
نہ تو دامن ہے میسر نہ گریبان پیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندۂ فرخ آباد

مرے سواد مین پنہان ہین معنی رنگین
نگاہ غور طلب ہون خط غبار ہون مین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائین گریہ دیدۂ تر
تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فیض شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے
تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

شمشاد تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ
شاگرد و مرید عبید شاہ

پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین
آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین

شمشاد تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ
شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

کام تو کچھ بھی نہین ہے خشر مین اپنا مگر
آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا
ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا

ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کہ اے ظالم
لیے پھرتے ہین ہم سر پر سدا گردن پہ دشمن کو

شعاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم
بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ھ بارہ سو ترپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا
راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تجھ زلف کے سودے سے یہ دل کیونکہ بر آوے ۔ تا حشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے

شعلہ تخلص امرناتھہ وطن انکا کشمیر مولد لکھنو

جان دی شعلے نے حسن سبز سے پرہیز کر ۔ حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
غبار راہ ہین پر اسے ہوا سے عالم بالا ۔ فلک پر ایک دن ہو پہنچینگے ہم اس خاکساری سے

شعور تخلص میان شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا دیے آزار اوٹھتے بیٹھتے ۔ دم ہوا لینا ہین دشوار اوٹھتے بیٹھتے

شعور تخلص شیخ عبد الرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندہ بلگرام مقیم لکھنو شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو مجھے ۔ بدن سے رشک کرے کیون وصل یار مین روح
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی ۔ اوٹھہ سکیگا کس سے یہ بار گران بالای سر

شوری تخلص ایک شخص باشندہ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پھرتا رہتا ہے چار پہر مضطر آفتاب ۔ روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھہ پر آفتاب

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یا ولی دکھنی

جون ڈانک دیکھنے ستی دونا کھلے ہے جوہر ۔ چمکا ہے رنگ پان سے شہرہ ترے لبا نکا

شفا تخلص مرزا کریم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

خیال عور گیا دھیان اوس پری کا ہے ۔ نکل کے قمر سے رہنے لگی ہے نار مین روح
وہان بھبھولا آگ کا تھا خال حیات اختر ہوا ۔ وہان ید بیضا تھا یہان نکلا ہے تارا ہاتھہ پر

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیرے خنجر کے وہ احسان مین کہ ہر زخم جگر ۔ خود اداے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد بحر + غلام نے انکا دیوان بنارسی کے نذر کیا کہ ٹریون مین صرف ہوا + راقم کے دوستون مین ہین + انہون سوتی لکھوے مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

سوا تیرے نہین پاتے کسی کو دوست ہم اپنا ۔ نظر آتا نہین کوئی یہان سے تا عدم اپنا

جو قصد قصد ہے تو خون کریں پہلے ہم اپنا | اگر تیرا لہو دیکھا قتل جائے گا دم اپنا
سر شوریدہ اپنا وقف تیغ خوبان ہے | نکالیں حوصلہ جی بھر کے اب اہل ستم اپنا
طمع دو آنسوؤں کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے | شفق جی بھر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا
چھڑایا اسنے مجھکو کیسے کیسے نوجوانوں سے | مرے ہاتھوں سے اک دن خون ہوگا پیر گردون کا
وہ دوست مل گئے غیروں سے جن پہ دعوی اتحا | کسی کا اب نہ زمانے میں اعتبار رہا
ملو تو صورت آئینہ صاف ہوکے ملو | مزا نہیں ہے دلوں میں اگر غبار رہا
گڑھے میں کوئی کسی کا شریک حال نہیں | چلے ہیں چھوڑ کے تنہا مجھے مزار میں روح
جو بات کی اونھوں نے خبر ہو گئی ہمیں | حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائے دل
کیوں ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہو غیروں کے واسطے | محفل میں شمع سان نہ جلاؤ ہوائے دل
رخ کا یہ قول ہے رشک کرۂ نار ہوں میں | زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دھوان ہار ہوں میں
اودھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہے نفس اپنا طالب | یہ روح آکر میان پھنسی اب عجب مصیبت کے درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام گلفروش باشندۂ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہے نصیب اپنے مقدر میں | بگولے کی طرح رہتی ہے میری خاک چکر میں

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندۂ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا | چمکا ہے دلوں میں ستارا نصیب کا
باشعار گرد رہا ہوں ترے آستان سے | لکھا مٹا رہا ہوں میں اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف چھوٹے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بہادر + شاگرد احمد علی قلق + باشندۂ موضع کدورا ضلع کالپی + صاحب دیوان ہیں + انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الہی مقابلہ دل کا | کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا
ٹھوکریں کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک میں | لب سے کٹنے کے بھی اک دست سبو پیدا ہوا
دہن سے اوس گل تر کے جو آب پیدا ہوا | ہر ایک غنچۂ گل شیشۂ گلاب ہوا
مقام عشق میں غفلت سے ہے عین تباہی | کہ رہنما نہ سمجھا ہے نزار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا | ہیں لکیریں یا کہ ہیں نقشِ محبت ہاتھ میں
بگولے لیتے ہیں تعلیم تجھ سے ہرزہ گردی کی | کہ آندھی ہوں میں صحرائے جنوں کے خاک اڑاتے ہیں
سرنگیں مژگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے | اس سپہ گری کی پلٹن کا تماشا دیکھیے
حوصلہ دل میں تڑپنے کے ہیں کیا کیا دیکھیے | ذبح کر کے رقصِ بسمل کا تماشا دیکھیے
جنوں سے سحر اوس پری کی | آنکھیں استاد سامری کی
ایسا تھا شوقِ وادیٔ وحشت کہ دوڑ کر | بوسے ہمارے آبلوں نے خار کے لیے
یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے | بارِ گراں ہے روح تنِ زار کے لیے
گھر سے وحشت میں نکلتے ہی وطن بھول گئے | یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر شباہت علی باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد دکن

دل میں بستا ہے حسینانِ پری رو کا خیال | بند کی ہم نے ہے افسوں سے پری شیشے میں

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل رو سے موسم میں ہمارے آیا نہ گیا | پھول بھی بارے نزاکت کے اٹھایا نہ گیا
شب جو تھی بے تو پیشِ یار روئے دلبر چاندنی | لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی
شب کو بیٹھے تھے جو آکر تم ہو اپنے بام پر | رشک کرتی تھی تمہاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم سنہ اٹھارہ سو ستاون عیسوی میں کلکتہ کے میڈیکل کالج میں ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسمِ الفت دہر میں مطلق نہیں شفقت رہی | بیوفاؤں سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دے

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندۂ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی فارسی بھی کہتے تھے

وہ چشمِ مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر | بخیر جرم ہے خون لاکھ شیشۂ مل کا
جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید میں | آفت ہے کوئی طولِ شبِ انتظار کا
جاتی رہے جب تم سے ہی صاحب ہی التفات | کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے
کس کس سے میں بچاؤں دلِ ناتواں کو آہ | اوس فتنہ گر سے یا فلکِ بدشعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین ۔۔۔ نیند کیا ہو جو ساری رات آتی ہے ہمین

شفیق تخلص صابر علیخان شاگرد ثناء اللہ خان فراق

اپنا نہین حسین مین مرا کوئی دار رے حیف ۔۔۔ جانی علی سہارے ہے یونہین نہ اے حیف

شفیق تخلص خواجہ نور الدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعید الدین خان

شفق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا رنگ نے لگا وہ پھول سا چہرہ ۔۔۔ کی مے نے او تڑے ہی یہ تاثیر گلے مین

واہ کیا پر نور ہے اے مہر طلعت ہاتھ مین ۔۔۔ ہے ید بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مددعلی باشندہ فرخ آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال ۔۔۔ اوٹھتے نہین شفق سے یہ مرے جا رہے کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا ۔۔۔ فلک آہون کا میرے اک دہوان ہے

شکر تخلص رادھا کشن کایتھ مرادآبادی

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے ۔۔۔ گھر سنبھال اپنا کہ دیوار ترہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا اسمٰعیل

تجھکو دلدار مین سمجھتا ہون ۔۔۔ کیا غلط یار مین سمجھتا ہون

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہجر دل کو ۔۔۔ عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو

تھوڑے ہی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے ۔۔۔ کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر اسیر فارسی گو + صاحب تذکرہ حدائق الشعرا + باشندۂ لکھنؤ + مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ تباہی سکین ۔۔۔ ناز قرآن تو نہین ہے کہ اوٹھا ہی نہ سکین

اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین ۔۔۔ خط تقدیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین

دیکھنا جب وہ عنایت کی نظر کرین گے ۔۔۔ ہم بھی سرمے کی طرح آنکھ مین گھر کرین گے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ

یہ دم میں دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھوں میں

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرائے پایہ تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی میں سے تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہیں
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

ہنسی قتل تم نے کیا کیا نہیں کہتے ہم کہ برا کیا
یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین سے ہے موج طوفان
ابھی سے ہم کنارے ہو رہے ہیں

چنگا ہوں میں طبیب یہ امکان ہی نہیں
تو نبض دیکھتا ہے یہاں جان ہی نہیں

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو
شمع نے آگ نئے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سیہ سا کی نظر کیوں نہ گرم ہو
او تری ابھی سے ہے سان پہ تلوار گرم ہے

پوچھو نہ ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے
یہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی نہ مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے
تیرا ہی رشک گل فقط اسباب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے صحبت برآئے
میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگ دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم
پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتوں سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا
تمام عمر ہی بیٹھا میں رہگذر میں رہا

آنکھیں چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حسرت مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں
گالیاں دیتے ہیں یہ آپ غضب کرتے ہیں

غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریکی ہے
پاس ہے رخ اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا جمن

چمکے ہے بجلی میری آواز کہتا ہے وہ شوخ ۔ یہ وہی کم بخت شاید یہاں لیٹا دیوانہ ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان میں گذر ہے آج کس ساقی گلرو کا ۔ کہ ہاتھوں میں صراحی ہے لیے ہر نخل شبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین قمر

اگر نہائے وہ مہ بے حجاب دریا میں ۔ تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا میں

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان ۔ سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ میں کبھی آگئے تھے راقم سے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آیئے گا ۔ تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھو تو لو ۔ نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرائشون میں ۔ سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی
بتاریخ حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی ۔ بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت ۔ خانہ بردوش ہمیشہ ہون بھنور کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ثاقب باشندہ لکھنؤ

بیٹھ کے وہ بولے جو گھبری بیٹھ سے ہی لگا ۔ دیکھ گر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جنی لال باشندہ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ منکران قیامت کو اے صنم ۔ قائل اگر کیا تو تمہاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ناتو ہے اوس کے قریب ۔ کہین بلبل کی جھکتی ہے بھلا خارسے آنکھ

شمیم تخلص محمد عباس مرزا اشرف امراد مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائین — ہماری آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار
پھر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدای دل — بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائے دل

سمیع تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسین

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون — پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہین مجھکو بھی عیاری کے دستور بہت — آپ گر دور تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت
کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو خنجر برّان — ہمارے قتل کا سامان ہے دامان ہمارا اپنا
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہوتے ہین — اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چہچہا پھر ہو — وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت — بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دنیا تھا مرا خط اوسے غیرون نے چھپاکر — اڑتی بھی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدرآباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج — عشق کا درد لا دوا دیکھا
دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے — خندۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا — ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن اونکا ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین — سیان کار شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب ہے آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے — خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیئے — جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیئے

شور تخلص بابو مدن موہن لعل بن چھدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانے سے
رات دن غم مین بسر کرتے ہین دیوانے سے

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کھو رکھیگا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن
شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن

تا خواب مین بھی جلوہ فروز اونکے نہو تو
ہم کو بھی اغیار مین فریاد کرین گے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

شکایت درد ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا
ابس اب موقوف کیجے گفتگو مین سنا کیسا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا و سید شاگرد میر باقر حزین

سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی اوسکے ایک دیوان اور ایک

تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت بر خلاف ہے شورش
ہوا کرے ہمین سہے یار اپنے کام سے کام

ابرو تا ہے تو بھی رو اے چشم
اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھمین انداز و ادا اور دلربائی ڈھیر ہے
ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی ڈھیر ہے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبرآبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوانبخت

جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گذرے سنہ ۱۲۴۱ بارہ سو

اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا
دل جلتون سے آب ہوا ابر بہار کا

اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے
جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا ہین رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نغز و معما مین اچھا دخل رکھتے تھے

آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن فلک سے بستر غم پر تمام رات
تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندہ موضع سوی ضلع سنبھل مراد آباد مقیم رامپور بڑے عالم تھے اپنے دیوان و تذکرہ شعرا یادگار ہین

وصل کرتا ہے تو گو یار مرا پیار سے مجھے — مار ہی ڈالے ہے یہ الفت تمہاری مجھے
اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی — کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھا نا نہ گل اندام کہین — ورنہ ٹوٹینگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بھوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجاے لڑکون مین تماشے کو — مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو و نواب عماد الملک غازی الدین خان کے متعلقون مین تھے صاحب دیوان گزرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے گذرا — مجھے فردا ے محشر آج ہے مین کل ہی در گزرا
عبور بحر دنیا مین سبکباری سے کرتا ہون — حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہون
مدت سے یہ بحث درمیان ہے — پر علم نہین کمر کہان ہے

رباعی

اس دور مین بدقماش اکثر دیکھے — سنتے وہ جو غلام تاج برسر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون — اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندہ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو تیرے خون سے ہے بن بھری ہوئے — چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مری ہوئے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد و تعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس جبین کے بردی پر — نہین ہے کوئی اب ایسا زمین کے سر دے پر
رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کے سبب — فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

شوق تخلص محمد بخش دہلوی شاگرد برکت اللہ خان

ساقی یہ کونسی تھی مے تند جسنے آہ — غربال کر دیا ہے ہمارا ایاغ دل

سورۂ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا ترا — شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پہ قرآن ہم
اے شوق اوجھا لیے ہیں دو شیشے کو نشے مین — منظور کسی کی تو اوسے دلشکنی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آواز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا — سب ہے شب فراق یہ کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص عنایت اللہ متوطن فریدآباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوۂ اغیار کسطرح حبیب شوق — بلا ہو یار ہے قسمت سے بیوفا جسکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش ہے دل — نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

شوق تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزرین

دیکھ لیتے ہین جو ہم اوس گل کے پیارے ہاتھ پانو — بیخودی سے پھول جاتے ہین ہمارے ہاتھ پانو
شوق خان کرتے ہین جل کے ہو تم حد سے سوا — باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمہارے ہاتھ پانو
دکھلانہ کرو سیری طرف آنکھ دبا کر — ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی ٹھسی آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے — رہ رہ گئی پہرون وہین جس جا پہ پڑی آنکھ
کہتے ہین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے — پھرتے ہین اونھین غیر اوبھارے کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے — آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی ہے مسی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پر — کچھ رنگ ہین بیرنگ تمہارے کئی دن سے
ڈستے ترے کاکل کے نہین جیتے ہین رستے — دم بند ہے اس سانپ کی مارے کئی دن سے
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا — گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے
پھر شوق سنے کیا اوس بت عیار سے بگڑی — ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی خان خلف و شاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی جلین تو ڈرایا کبھی ہمین — کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف

شوق تخلص رائے دولت رائے ولد شیو سنگہ لکھنوی شاگرد منشی بینی لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ
خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص حنیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بیمار ہین ہونے کے سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور مسیح اپنا نام رکھا میرٹھ مین فنسیون کے لڑکون کو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج
سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

وا ہوا ہین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ
عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا

دو چشم یار مین سب ہوگئے باہم رقیب
ایک ادنی سے فریب نرگس مستانہ تھا

ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا
جبکا تم وادیکھ کے بھی چشم نہ دیکھون حور کا

وعدہ امروز کو فردا پہ پھینکا ہمنفس
یار کا آنا قیامت کا کچھ آنا ہوگیا

جو لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین ہے دہیان
موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو سر صبا مام
معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر
وہ مر گئے مرے آہ بڑا کام کر گیا

جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل
اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ کبھی
دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدا ہے الحذر آتی ہے کوہ سے
نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم انکو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے چاندسا تلوا مجھکو
ایڑیان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

شوکت تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھ صورت سے کیجیے تدبیر
ہوگا لکھا ہے جو مقدر کا

شوکت تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آحسنہ ۔ تیری ہر بات مین لاکھون ہین ستمگر پہلو

شہامت تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

یاد حق گر ہو نہ دلمین تو ہو غالب نفس شوم ۔ بوم ہو جاتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسی خان شاگرد نثار اللہ خان فراق دکھن مین جاکر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون مین داخل ہوئے تھے نوجوانی مین انتقال کیا

ہزار افسوس اب یون خاک مین ملتا ہے اے شہرت ۔ یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھون مین پلتا تھا

ہوسکے ہر اک یہ مبتلا سہتا ہے جو اور جفا ۔ اسمین ہے اوسکو کیا مزا یہ تو ہمین بتا ہو دل

دم دلا سے جانتے ہین سب ترے اے جان ہم ۔ دل جو دے بیٹھین تجھے ایسے نہین نادان ہم

وہ لوگ کہتا ہے قسم تیرے ہم اودہر دیکھین تو ۔ چل تو اسے آہ رسا تیرا اثر دیکھین تو

کہتے ہین مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے ۔ شک تو ہے قمع کو اوٹھا رشک قمر دیکھین تو

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے ۔ آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب واثق علی خان

غیر وہیچ خوش ہوا اور یار روٹھے ہزار حیف ۔ یار ناخوش ہین اور خوش ہین اغیار حیف خوش

خاں بستہ نظر آدین جو تیری اونگلیان پانچون ۔ جو اس سینے کو ابھیون کیونکر مین اپنا پانچون

دل کو جگر کو داغدار کسنے کیا ہے یار نے ۔ سینے کو رشک لالہ زار کسنے کیا ہے یار نے

شہرت تخلص مولوی سعید البنی مرحوم سرہندی پیرزادے تھے کلکتہ مین آکر وفات پائی

نہین دل ہے بلکہ وہ ہیچ جز نہ ہو عشق کا جسمین کچھ اثر ۔ بخدا وہ چشم ہے بے بصر جسے شوق دید بتان نہین

شہرت تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہی پریوش ہے کہ انسان ہے ۔ دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالان ہے

شہرت تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

دل ڈھونڈتے ہو پاس مرے دل تو کہان ہے ۔ اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شهرت تخلص حیدر بیگ حیدر آبادی

کل خرابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک
دریا ندون نے اونھین آتش ترمین غوطہ

شهرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبدالوہاب متوطن کشمیر باشندہ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصف و صدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی
دیکھنا تیزی ہماری برش شمشیر کی

آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل
موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

شهرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان و نظام الدین ممنون و مفتی صدر الدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ مینا لینے مین
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا

غبار اوٹھا نہ ترے دل سے ورنہ اے ظالم
ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا

تیرے نالے وہ اب ہوتے نہین سینے کے پار
ہے کہین یا مرگیا ناکام شهرت کیا ہوا

کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بن گیا
حسرتین ہو ہو کے اک جا جمع مدفن بن گیا

کفر و دین مین تھا نہ کچھ عقدہ بجز بند نقاب
اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا

ہائے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا
حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہ ہوا

یون بیٹھے ہو جیسے کسی سے کسیکو کچھ
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

بنون یہ آسے نہ پایا تھا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہو گئے خفا ہم سے

شهرت تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق رخ محبوب پرفن کا
چراغ طور پروانہ ہے اپنے داغ روشن کا

حباب آسا مجھے خانہ بدوشی اپنی خوش آئی
خیال اس بحر فانی مین ہوا مجھکو نہ مسکن کا

ہمارے اشک خونی سے فروغ روی جانان ہے
چراغ ناؤ لیتا ہے شفق سے کام روغن کا

دیکھتے ہین اوسکو بسمل آنکھ سے رو رو اجل

عقدہ نا کب اسکین روشن دلونکے سامنے

ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے آئینہ

عکس پڑ جائے جو تیغ ابروے دلدار کا | خاک پر تڑپے برنگ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خاں احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا | سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندہ شاہجہان پور مقیم دہلی منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا | جب تلک بال کبوتر سے نہ اوسکو وا کیا

زبس روشن فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا | رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغاں کا

رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود | میں سمن زار میں پھولا گل سوسن سمجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے سنہ ١١٩٦ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں مامور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرربار زمیں پر | سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمیں پر

اسے آبلہ پا مجھے یہ حیف ہے تجھ سے | پیاسا نہ رہے دیکھ کوئی خار زمیں پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندہ بہار ان سے سنہ ١٢١٢ بارہ سو اکیا ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں

سے ہے تماشا گلفشاں اپنا چراغ خانہ ہے | دید کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈگری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ کھیم نراین رند باشندہ ضلع فرید پور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی اسکے نہایت نمکین و شیریں ہوتے ہیں چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھی مرنے کی خواہش تو شب وصل میں افسوس | نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

شہید تخلص ایک شخص صاحب سیر و سودا کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت | بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت

شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت میں جی دینا / بچارے سر پہ آکر پھر گیا جلاّد یا قسمت

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندہ سندیلہ مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد میں تھے صاحب دیوان گزرے

کہاں سے محفل رندان میں دو ساغر مے / کہ پھر رہی ہے یہ بزم شرابخوار میں روح
بیدل وہ ہوں کہ یاد نہیں کچھ سوا ے دل / ہر دم پکارتا ہوں یہی کھوگئے ہاے دل
نہ آئیگی مجھے فرقت میں فرش گل پہ نیند / کہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو میں
بوسے کے دھیان میں جو مجھے یاد آئے ہونٹھ / بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہاے ہونٹھ
کس درجہ واکشش اوس مست کافر کی آنکھ ہے / ہے سحر سامری کہ فسونگر کی آنکھ ہے
دست رنگین حبیب کہ دکھائی دیا ہنگام رقص / شمع محفل بجھ گئے اوس خوش ادا کی ہاتھ سے

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم ولد عبد الرسول خان عروضی باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال ٹانک و دہلی میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن ہجری میں سفر حجاز کیا اور بعد ادا ے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہوکر اثنا ے راہ میں بیمار ہوگئے لیکن چہارم ماہ صفر سنہ ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری میں جسوقت مدینہ منورہ میں پہونچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت / مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار انکے بہت خوب ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

ید قدرت لقب ہے میرے کلک گوہر فشاں کا / بیاض صنع اک سادہ ورق ہے اپنے دیوان کا
خدا انکو جو ہم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے / زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا
نام میت کا سننے سے جسے غش آتا ہو / وہ جنازے پہ شہیدی کے میسر آتا
وعدۂ شام پہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح / وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

قدر سب چاہنے والونکی ترے دیکھ چکے
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر
ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
فضاے باغ سے بہتر ہے گوشۂ قفس ہو نشتر
سب مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین
شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہو چکا اوٹھنا
خلوت مین کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو
شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہردم
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
تیغ رکھنا دوش پر باعث ہوا سو نازکا
شرم آتی ہے وگرنہ ان بتونکے ضد سے مین
جسکو سینے سے نکالا تو نے پیکان جانکر
ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا
ہاتھ ہی رہجاے گا خلق خدا کا سب حساب
اسقدر لطف نہ فرماؤ شب وصل مین تم
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
رت جگے ہوتے رہے ہین کہ ٹہہی غم کی عمر
شب وصال ایک نہین کہتے مین اوس فن سے
بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا
دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
دعا نہین مانگتا ہی وہ کسی عاشق کا خط آنے
پاکباز ایسا ہون گر مرجاؤن میری قبر سے

خوار رہتا ہے ترا آنا تو پشیمان نیا
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا
اگر اپنے دل مین نہو دغدغہ رہائی کا
وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا
بیصبر ہو نہ کیجیے آپ شہیدی خجل ہوا
اگر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
ایک پری سے اوس پری کو قصد ہے پیار کا
جیتے جی آئندہ سے ایک حور جنت مانگتا
دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا
سے ہوا ابتو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
موت پر ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
ایک شب درد دل زار نے سونے نہ دیا
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا
سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا
تیری فرقت مین مرا ہوش اسقدر جاتا رہا
خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا
نیا شوق اینڈون پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا
لائے پروانہ چراغ اور گل چڑہا کے شہیدا

لطف سو دیکھیے پلا کر اوسے یک جام شراب
گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع ہو گو لی
یار نے سب یے تیغ کر ڈالا شہید ہم کو شہید
ہوئے عشاق نوازی کے وہ ڈہب مصروف
کافور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
بھرا رہی دل کی مین کیونکر چھپاؤن یار کو
دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اوسکو
گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
اے روز قیامت ادب اوسکا ہے تجھے فرض
شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا
گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
سوندو تم دو ہی دو بوسے وے اکٹر ہے کے دو
کیون نہو بس بس ابھی سے دیکھو بوسے دس دو
آپ نے جو چار بوسون کی قسم کھائی ہے گل
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
وہ وقت تو آئے دے بتا دینگے شہیدے
بڑا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
ہاے وہ اونکا مستان ہین یہ کہنا شب وصل
پاس ادب کے پڑی رہتی ہے ہر ون خاک پر
میرے زخمون پر نمک سی مشک بھر شک سے
ہر جگہ مین سو تغافل سے ہے پنہان

وصل کی رات مین کیا آئے مرے کام شراب
خود بخود ٹھہری نا بزم مین دے جب وہ گل اندام شراب
کسکی باندہی جب وہ پتلی سی کمر رخصت کو وقت
ہاے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
مرہم ہو میرے زخم کے تاثیر سے نمک
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے دل
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہے گو ہم
دیکھتے ہین شام ہی سے کچھ صبح کے آثار ہم
سہے تجھسے بڑی میری شب تار کئی دن
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک ہی دین
بد وضعی مین کچھ ہین حضرت آدم سے کم نہین
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
ہے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو
تو بھی اب لوٹ مین بارہ دس تو وہ بس بس کے دو
آج تو گنجا مین مقرر دو کے دو یا ہنس کے دو
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین اپنا
بن آ گئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے
کڑے تھے آج شہیدی لیے سبو خالی
نہ اوترے نہ میرے ہول حمائل ٹھنڈی
عاشق اوس پردہ نشین کے ہے مقرر چاندنی
سو وہ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی
سادگی نازان ہے اوس پیار سے

صورت دلکش جہان آئی نظر مین مرگیا   اور ہونگا انجام ہے یہ عشق کا آغاز ہے
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا   مرے زانو پہ زانو ہے لگا صف رات بھر بیٹھے
گالیان ہین مقبرے پر دیکھکر پریونکا رقص   کسقدر بد ظن ہے اپنے عاشق مدفون سے
ناکامی جاوید کی ہم سنتے تھے منت   افسوس شہید ہی تری تربت نہین ملتی

شہید تخلص منشی غلام علی باشندہ اٹالی ضلع بست و چہار پرگنہ شاگرد قاضی صلاح الدین علیخان بیشتر نثر بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین   ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا بشکل مہر تابان ہے شہید   کیا ہوا اگر یہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شیدا تخلص میر فتح علی شمس آبادی متبنّاے میر سوز شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین   اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شیدا تخلص حکیم اسلام بیگ نواسہ حکیم نصر اللہ خان وصال باشندہ دہلی

میری امید و حسرت و ارمان کیطرح   پامال نہین ترے ستم بے شمار کا
پہر بہت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا   پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
پہر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی   رہ جاے آبرو مژۂ اشکبار کی

شیدا تخلص میر چھبو جان باشندہ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شیدا   کچھ اضطراب نہین ہین دل کے اضطراب سے ہم
تاشکیب ہم نہین ہین ادھر کو نگاہ سے   پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا بہین کہین کہین مژگان بھی تر نہ ہو   مرجاے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کہتے ہین اوسکے کوچے مین مارا گیا کوئی   مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نامہ بر نہ ہو

شیدا تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون سبک تم در سے مجھے اوٹھاکر   کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

شیدا تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حیدر

روئے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گلِ مراد
تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے

اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتانِ دہر
بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر ہنگا شاگرد میر محمدی بیدار وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دل اے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم
ہم نظر بازون کے ہاتھون سے کہان جاتے ہو تم

جا کان مین باتون کے بہلانے لیا بوسہ
دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرہ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی

اپنا نازک ہے مزاج اے بتِ قاتل تیرا
گر تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا

شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پیہم
اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی لفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑ جائینگی پھولون کی چادر سے
اوٹھائے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے

ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین
کیا خارِ مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہو اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو
کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر

ہنگام شرح وصل بتِ سیمبر ہوا
نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مرے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر
خبر نہین وہ کہان جاکے قافلہ ٹھہرا

کہتے نہ تھے ہم اے دل مت نام لے وفا کا
تو لے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا

مارا گیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین
لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا

ایک مدت سے سبب تھی پہلو
نہین معلوم کیا ہوا دل کو

شیدا تخلص مرزا اعالی جاہ بہادر عرف منجھلے صاحب موسومی خلف رئیس الدولہ محمد علی خان عرف آغا حمید رعید نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا اسرفراز علی تھا اور انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

سینے کو کرے شق نہ تڑپنا مرے دل کا
ہو جائے کہین فاش نہ پردا مرے دل کا

آوین ہمارے قتل پہ وہ باندھکر کمر
تو ہم بھی جان دینے پہ باندھین ادھر کمر

عاشقونکی نہ کھو سکین اوہ الجھن
پھیر سکین ور دکھے وہ اپنے بال

ہو نفس سے کیا زندہ جسے مارا انکا ہو نفس سے
نئی ہے بات ہو نہ ہو نہین نیا انداز انکو نہین

ہو گر ہم مجھ پہ جا ہو بلا لو مکان مین
سیتے دوزخ و بہشت تمہاری زبان مین

اوس نوجوان کے عشق مین سر ششکے بنگ تک
طاقت نہین ہے اسے فلک پیر ہاتھ مین

کعبہ و کنشت مین ہوتا ہی تو خراب
جسکی تجھے تلاش ہے غافل کہین نہ ہو

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد مہور سے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کاکل مشکین مین یہ شانا کیا تھا
منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادر زادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرأت

جو شب کو وہ نہ پاس آپ تا صبح
تو سو طرح کا ہمین سوچ بار بار رہا

پلایا بادہ الفت نے اسقدر مجھکو
کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یاس سے ہم
بیٹھے منہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

کھلی نہ کیونکہ رہی آنکھ اوسکی بعد از مرگ
کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے

ٹھہر اودن وسوسے خاطر مین کیون گذر نہ ہو
جو اوس گلی مین نظر کوئی بیقرار آوے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو
چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری بن سید تفضل علی متوطن سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس مین گلشن ایجاد کی
بندشین کی ہین اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر رہنے نہ دیگا باغبان	راہ مین بھولا نہین ہون خانۂ صیاد کی
میرے دل مین کسکے ابرو کا تصور ہی بندھا	چھوٹتی ہے ہرشش پہ تلوار کسِ جلاد کی

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر دہلوی خلف علیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضی خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ اُنکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اُردو مین اشعار اُنکے نہایت شیرین ونمکین ہوتے ہین + دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا + تذکرہ گلشن بیخار و رزہ آور و حسرتی و دیوان اُردو انکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جفا نسور پہ آنا دل کا	سبجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون وفا	آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
شیفتہ ضبط کرو ایسی بھی کیا بیتابی	جو کوئی ہو تمھین احوال سُنانا دل کا
اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت	کیونکر گلہ نہ ہو مجھے طبع سلیم کا
شیشہ اوٹھا کے شکوے کو بالاے طاق رکھ	کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا
اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو	رکھا ہے اونسے سوگ عدو کے وفات کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے	دیکھا اثر نالۂ بے اختیار کا
عذر بئی سخت کہ پیمان عدو	اونکو ہنگام قسم یاد آیا
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر	کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا
اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا	کیا کرون تمھارے دل مین جو زبان پر آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی	شیفتہ ضد ہے جو اوس سے وہ ستمگر آیا
مین نے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان ہم قتل	کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا
کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر	جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
جفا و جور کا اوس سے گلا کیا	جو بیچھے مہربانی کیا وفا کیا
بلا بہ صحبت دم تماشا کیا	بشکل مناجات سے یہ کیا کیا

غیر ہی کو جا ہین سے گئے اب شیفتہ
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے
یاس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران سنے کہا قصہ گیسوے دراز
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے لے آتی ہے جو غیرت اوسکو
تاب بوسے کی کہسے شیفتہ وہ دین بھی اگر
جی داغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
سب باتین اونھین کی ہین یہ سچ پوچھیو قاصد
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش مین تھے
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہے سخت تر
التجا سے وصل پر بگڑی ہی تھی بیٹھے بٹھاے بات کو
مجھکو سنا کے کہتے ہین ہمدم سے یاد ہے
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
بوالہوس لطف سے نہ کراے دشمنی شعار

کچھ تو سبب ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خودکام اپنا
کر چکی کام بیان لذت دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
بیجا جو کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
شب موم کر لیا تھا سحر آہن بنا دیا
رشک مین گو جلے تھے مگر مین بنا نہ تھا
آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی برائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھ کر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دل
مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
امید سے اوٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

خواہش کا مِ دلِ اٹھی نہ کر اپنے شوق کہ وہ
کس ہم سے خفا وہ ہین گئے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہاے
ہے آرزوے شربتِ مرگ اب تو شیفتہ
کس کیون آئیون اشارۂ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جفا کا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ کہتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
کس محوشی سے ہے مگر فرق شرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین بیان آئے ہین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن سے ملے شبا ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیے
ہمدم نہ سہی محبت او سکو
کس دم ہے مصاحبت ظالم کہ شادی مرگ ہو جاؤن
قاق سے ناز مورد ن بخل آ کے تو کہتے ہین
ہاے وہ شوق ملاقات عدو مین جا کے
ہم سہی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا
یو کسے کئے قبول تو گنتی ہی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
ہم سے جو ہو غبار تو دشمن سے صاف ہو

شیفتہ

ڈھونڈھتے ہین پہلے جا بجا کو بہانا شب وصل
مدت سے اسطرح نہین جاتی ہے ہاے ہم
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو گھبانیون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
وہ اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین یعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانہ مین
مر گئے ہم تو کفن صبا د مین
بیگانہ آشنا ہون
دیوانہ مین جب بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شعر خوانی مین
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کسی سے کسی کی سزا ہو

غیر سے حرف تمنا سے خفا کہتے ہو
کہتے ہین لاف وفا سوت سے پہلے کیسی
شیفتہ شکوۂ دشمن سے بس آگے نہ بڑھو
ہاے وہ شیفتہ کی بیتابی
مرگئے آدھی رات کو کھڑکا ئی اور کون
دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے
پھر دل وہی ہین گرم ہے دلدار شیفتہ
کیا مانگتے ہو جان بہت لوگ دے چکے
اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار
اجل نے کی ہے کس دم مہربانی
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا
اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے
دل سے یہان آنے کی تدبیر ہے
ذرا سا باتین بناؤ ساله خود غیر سے تم
یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ
جس لب کے غیر بوسے لین اوس لب سے شیفتہ
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام
کیجے اغیار سے ملنا موقوف
رشک سے رنگ مین تغیر جو پایا تو کہا
ہے اس خوش حرکاتی کے سبب چھیڑنے کو
یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی
نہ پوچھو شیفتہ کا حال سا سبب
کی تمنا کے کرم مین نے تو فرمانے لگے ہین

کس سے کہتے ہو نہین غیر سے کیا کہتے ہو
ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو
دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو برا کہتے ہو
تھام لینا وہ تیری محمل کو
اے جذب اشتیاق وہ ہمارا کشش ہو
گھبرایا کیا جو گھر کے مرے متصل نہ ہو
ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خواہان دل نہ ہو
وہ بات چاہیے کہنی کہ حد بشر نہ ہو
دامن کچھ نہ ہو تو جوش یہان اسقدر رہے
کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
قیامت آنے مین شب درمیان ہے
اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر بیداد سے
کیا اثر نالۂ شبگیر سے ہے
نشان ہم کو ملا گم ہوئی نشانی سے
کہ پہلا ہے جوانی ڈر و جوانی سے
کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی
تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
شب کو سوتے مین مجھے خطرہ وہ ملجاتا ہے
ستاؤ اور پوچھو کیون غمین ہے
یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے
شیفتہ تم سے پہلے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا / پر آپ سے ملنے کی تمنا نہین رکھتے
ضد تو دیکھو تشنۂ کام شوق مجھکو جان کر / قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے
کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار / شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے
گر نہین یہ کہ برتتا ہے وہ ظاہرداری / کیون نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے
دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے / سخن دردشنا ہے کہ اثر کرتا ہے
ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دیگا / وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے
بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین / دل ہی ہین راز نہانی کی خبر کرتا ہے
ملنے کا مرے اور ترے چرچا نہ کرینگے / گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے
بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر / یہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے
مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی / سچ اگر پوچھو تو سم بھی کم نہین اکسیر سے
وعدہ عدو کا آپ کی تکرار سے کھلا / مین نے یون ہین کہا تھا کہ کیا آتے کیا چلے
وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی / مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے
گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز / پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر ہمسے
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی / اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی
پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ / اوٹھینگے جب آپ کوئے یار سے
میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے / کچھ اندنون مین غیر سے شاید ملال ہے
تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے / تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے
ہوا انس کیون دل کو اول نظر مین / کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے
خجل ہون آپ مین بیوقت اپنے آنے سے / تم اور کرتے ہو منت سے شرمسار مجھے
جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون / کچھ اشتہار تمھین ہو کچھ اشتہار مجھے
بڑے فساد اوٹھین شیفتہ خدا نکرے / کہ اونکے بزم مین ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خرم بہادر نبیرۂ

مرزا ظہیر الدین صابر ابن شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہیں تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت میں تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

صبا ان سے دو لتاب نہ تم خجالت ہی لیو مرگیا	اوٹھا صرصر سے غبار کو دشوار ہو گیا
محفل میں تو اہل ادب ہیں انکے سامنے	ناہم شراب پیکے گنہگار ہو گیا
اوسکی گلی میں آن کے کیا اوٹھا ہے پیچ	خاک شفا بھی تو میں بیمار ہو گیا
مثل زر ہیری کدورت سے مری رنگت ہے زرد	حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا
ظالمونکے واسطے کج لینی ہی حسن ہے	خوبی ترکیب میں داخل ہے خم شمشیر کا
ہماری خاک میں اتنی کہاں رسائی ہے	نہ جانیں دل میں ترے کسطرح غبار آیا
مٹا ہوں قبر میں بھی ابھی خوف ہے کہاں	اپنے سر زیر خاک کیوں آسمان نہ ہو
مجھے ہی چاہتا ہے وہ ہر ستم کی داد	سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے
صبح شب وصال کی خوبی ہے دید یار	رکھتا نہ گھر میں تا سحر مہمان مجھے
پھولوں میں بھی اپنے شیشۂ دل کو صفا کی	مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہاں مجھے
تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے سر	ہے فقط چشم تکلم کا اشارہ باقی

صابر تخلص صاحبزادہ دہلوی محمد شاہ کے عہد میں تھے

جب ہم اسیر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے	نظر سے ہیں اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

شیخ کا وقت ہے پہلو میں وہ آ بیٹھے ہیں	بے خبر ہم ہیں وہ کرتے ہیں خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف مسٹر سمرو فرانسیس باشندہ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری میں اچھا دخل رکھتے تھے [illegible] جوانی میں رحلت کی

نظر آیا مجھے شب ماہ بہار اپنا	بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا
سر بلند حلقۂ تیغ دلبر کے اس پار	یا اتر دا ہے فوج سکندر کے اس پار

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس چھوڑتا ہے اب نہیں دامن مرا ۔۔۔ اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرہ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان و محمد ابراہیم ذوق

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا ۔۔۔ ہرگز کبھی شیشہ کا سر راہ پہ نہیں ہوتا

کس کس کو میں بتاؤن کہ بار غم فراق ۔۔۔ دل پر نہیں جگر پہ نہیں جان پہ نہیں

ذرا آنکھون مین رکھنا اسکو صاحب ۔۔۔ کہین یہ طفل اشک ابتر نہو وے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑہ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر دلگیر ۔۔۔ قوت نالہ نہین طاقت فریاد نہین

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

زور کیفیت مے ہے کہ سبھی جھکتے ہین ۔۔۔ جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص میرزا جو پالنس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑ کے وحشت میں نکل جاؤن کا ۔۔۔ مجھکو پہنایا ہے ہو زنجیر پہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا ہزل اور فحش سے اشعار اِنکے مملو ہین دیوان اِنکا نظر سے گزرا

اوسکی کھٹنی کو پکڑ مین نہ ٹلا بیٹھ گیا ۔۔۔ چیخی اسطرح وہ چمچخ کہ گلا بیٹھ گیا

نخل مومی کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین ۔۔۔ گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا

مجھکو شہوت ہوئی تمہم سے ۔۔۔ تھی مقرر کسی چھنال کی حناک

حیون غضب ہے نھی کی ہے بے مثال آگمہ ۔۔۔ چھوٹے سے سن مین اسکی بڑی ہو چھنال آنکھ

صادق تخلص میرزا صادق بیگ اسا میوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا ۔۔۔ دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص میرزا محمد امیر تیموری کی اولادون مین سے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دون ۔۔۔ گر کوئی مجھ کو دیوے تیرے سر کی قسم پھر سے کبھی

صادق تخلص سید محمد صادق خلف میر سید محمد باشندہ لکہنو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بہیجا تہے

خدا نے مقدر کے نہ تہا آہ کوئی ساتہ بہلا دل کو جو گیسو مین سرگردان ہوکیونکر اودہر بزم مین جام چلتی رہے
ہمراہ کسی دوست کو مشکل مین نہ دیکہا یہ وہ راہین ہین جنمین خضر بہی اکثر بہٹکتے ہین ادہر اشک آنکہون سے ڈہلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن سنبہل

کیون نہ برسات مین ہو سبز ڈوپٹے کی بہار
رنگ بہتر نہین دنیا مین کوئی دہانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کوکب کہلی ہے کیون یارب
آسمان کسکی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تہے

رہی تا بعد مردن بہی علامت جذب کی باقی
بنا ناسنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو

ہم وہم ذبح تجہے بہر کے نظر دیکہہ تو لین
کاٹ سکے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو

لیگئی دل اک نگہ مین اوسکی چشم نیمخواب
سستم ہم سمجہے تہے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص شہو ربیگ متوطن ستمش آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد
یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندہ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ ہے کا طور نہ کچہ صلح کا ہی ڈہنگ
سامان نہ سود کا ہمین حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون سہین عمر بتر اب اور مثال نرگس شرم سے نام وہ نہین لیتا
ہم سہین دیکہتے ہی ہاتہہ مین پیمانہ لیے پہر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عرف فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی مقیم لکہنو شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سرو کار نہین اوس سے مگر ۔ ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس
جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ ۔ اوسکو بھاتا ہے کب اسے یار پری کا نقشہ
تھی ایک تو کرتی ہے لاہی کی غضب تسبیر ۔ ہے آفت جان کافر انگیا کی یہ سکھڑائی
کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون تو کہتا ہے ۔ دانتون مین دبا انگلی ہو وہ اسے یہ رسوائی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب ۔ دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار ۔ سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہر زادہ راجہ تاج الدین حسین خان کمبوہ باشندہ لکھنو شاگرد رشک

آتش رنگ حنا ہے یا عذاب نار ہے ۔ خاک کیکان دری کرتی ہے شیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرہ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندہ لکھنو مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نکہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے ۔ پھوٹ جائین تری اے نرگس شہلا آنکھین
کثرت آب ہم اشک سے مانند حباب ۔ دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی خان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی ۔ اٹھتی باقی ہے نہ طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی ۔ افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا صلاح الدین نواسہ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا پیارے

نادان ہی ہے آپ نے مجھسے جو کچھ کہا ۔ لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو تو لگی ہین اونھین بین جلا و تین ۔ سو دل خدا جو دیوے تو سوجا لگا ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و رنگین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گذرا

ستمگر کی اوس محبت پر دیا تھا جان و دل صانع ۔۔ نہ تھا معلوم یون ہوجا لگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ ضلیجہ آخر ایام مین فقیر ہوکر ایام شاہی فقیرون کے سرگردہ ہوے تھے اور خورجہ شکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر جاروب کی صفائی کرکے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا ۔۔ سرو چلا ہوگیا ہے کیا کسی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کاہش

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو ۔۔ خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو

لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو ۔۔ ہنسی ہووے چمن مین باغبان گلہای خندان کو

کان جند وائے جو اوس نے توغش آیا مجکو ۔۔ بائے ہن جی نے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروزآباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچے مین ۔۔ لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا

صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین ۔۔ غلط یہ بات کہتی ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص پسر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دو رسحر جو ۔۔ ق ۔۔ آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے

جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص ۔۔ اک دل جلے ہے او سمین حسرت کو داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ ستنگر ناتھ بہادر پیشکار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ نہال شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا ۔۔ سر خوش کیفیت بادۂ انگور ہوا

ہم نہین صبح تیرے ہاتے سے کے ۔۔ زور ڈھب یاد مین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گرکے انتقال کیا شعر عاشقانہ اچھی طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا *

نہ کیون کیفیتِ اشراق ہم ستون کو حاصل ہو
بلند و پست عالم ایک ہے چشمِ حقیقت مین
بنگیا خال جبین کوکبِ بختِ خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھے
آسمان نے مجھے محرومِ شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیرِ مست
سبو لعو مین گردشِ نگہِ یار سے پیا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروسِ گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
ہو گیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا چھین کے دل وہ بتِ پری فن کیسا
اوس پادشاہِ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جو گلچین عشقِ گل خوفِ خزان ابتدا ہو خار
دل ہے غذاے رنج جگر ہے غذاے رنج
آدم سے باغِ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کسی کے وعدے کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے
کھائینگے زہر اونکے خطِ سبز فام پر
مر رہے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین
ساطر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پشیمان ہون

بھرا کُخم اپنے میخانے مین سینہ سے فلاطون کا
حصیرِ فقر ہمیا پہ بنا تختِ فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا
کیونکر کوئی جیےگا جب یون عتاب ہوگا
تیغِ قاتل کے لیے تختۂ سینہ ڈھال ہوا
جامِ جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تل تیل ہوکے بیگیا چشمِ غزال کا
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا
نام رکھا ہے مسلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراقِ یار مین سنبل و ہوا ہے مرگھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہوگیا
رہگئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سروِ لنگ باغ مین تیمور ہوگیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان غریب
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے براے رنج
وہ ابتداے رنج تھی یہ انتہاے رنج
اٹھ اٹھ کے کٹتی ہے انتظار مین صبح
سرسبز ہونگے حضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو رہے خیال سدی جانا نان ہن

مجھے بھی اور ادسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے
ادسے تیغ آزمائی سے ہے مجھے دل آزمانا ہے

بادشاہوں کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے

تجربہ دولوں کی جانبازیوں کا کردم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ داماد و برادرزادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کردہ شعوقن (؟) مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے ۱۲۹۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

طوفان نوح پھر ہو جہان مین جو باندہ دون
دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو

زر دیدہ اون لگا ہون کے مضمون کا فیض ہے
سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے

جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سُنا افسانہ ہے
اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے

وہان ہے عذر لغزش مستانہ آنے مین آسے
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

دیکھکر کثرت دلونکی تار تار زلف مین
آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے

یہ تو ہو معشوق وہ عاشق نہ ہے نیرنگ عشق
ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے
خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص میر محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

غم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری ہے
نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری ہے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

گئے مقصد حرم کا ہے سر میخانہ رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیفیت

لگائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار
کہ پایدار نہین آہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اوٹھتے / ضعف مین آہ چوب دستی ہے
خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہے مزاج / زلف کیون بکھری ہے کیون بگڑی ہین تیوریان تری
خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا / جرم کیا قاصد کا تھا مجھسے سمجھ لو لیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگہ نشاط و شاہ نصیر دہلوی و حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آئے ہمارے قابو مین / اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا
دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح / ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہوگا
زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے / طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا
بدنامیان ہین باعثِ نام آوری یہان / ہم جانتے تھے عشق مین کچھ ننگ و نشان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ عظیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین انسے ۱۸۵۵ء اٹھارہ سو پچپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

بار بار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب / مشک چین نے چین مانگی ہے پہ وہ گیسوی دوست
گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو / پس گئے ہین سرمہ ہو کر جو تجھے منظور ہو
گر بہار نکہتِ پیراہن یوسف نہ آے / کب نہالِ آرزوے پیر کنعان سبز ہو
دل مرا فانوس شمع عارضِ جانانہ ہے / طائرِ فکر و تصور صورتِ پروانہ ہے
کسا ہے اوسکی چھاتی پہ یہ سینہ بند زرتار کے / دیا چاندی کی ڈبیا پہ کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثلِ گل داغ جنون / کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور ہے میرے تڑپنے کی اونھین / فرقتِ یار مین کب اتنک تھے اچھے صبح
پوچھتے ہین دل بیتاب تمھارا ٹھہرا / کس نے دیکھا ہے کہ کشتا ہوا اور پارا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نور روز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا — رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر
اون کنشلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام — دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار انکھ
جنسے انکھین لڑتی تھین چشمک اونہین سے جا کر کر — ہم سے او بیدید اب ہرگز نہ اٹھی اٹھی ار انکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیرہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم — پردے مین یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیرۂ خواجۂ باسط باشندۂ لکھنؤ
شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہین آہون سے ہمارے اکثر — اوٹھا طوفان اگر روئے یہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شاعری و سنگار سے بہت شوق رکھتے تھے

کہتا نہین ہے تو جو ادھر شانہ تو زلف سے — کیا جانیئے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ
باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا
بیمار تک شمع رو یون کو مری قربت سے نفرت ہے — کہ گل ہووے چراغ و شمع گر آدمی مرے گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدر آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بدقت اشک اب نکلے ہے ستا — ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کہان نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صدر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار کے آگے شب وصل مین مرجاؤن نہین — نہ دکھلائے تجھے اللہ سحر کی صورت

صدر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہے — آئنہ اوس بت خود بین کے مقابل کر کے
وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے گا اسے اک بوسہ کڑا دل کر کے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین
ہم دوری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین

آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم
جتنا روتا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین

صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب ہے شرط
پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ دہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تپلیون کی یہ بھی اک پردہ ہے ظاہر کا
بھرا کرتی ہے تیری سرمئی انکھوان آنکھون مین

مسیحائی ہی ہونٹون کو دیا یا سحر با تون نے
کرشمہ ہے بھوون مین اور ہے اعجاز تقریر

صفا تخلص ہیرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا
یہ خرابی ہے منہ لگانے مین

جب رہے خدا کے لیے اے حضرت ناصح
اسوقت خدا جانے مرا دہیان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جہوٹ ہے مے کسنے بھری شیشے مین
رہگئی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منولال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو مصحفی کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت حور کو سمجھا ہے صفا
تو نے دیکھا نہین اوس شوخ پری کا منہ کیا

حیف کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آتا ہے
مزا ایسا ہے کیا اوس بوسۂ جان بخش دہن مین

مرے رونے سے دل اوسکا تو کچھ مائل بہ رحمت ہے
مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

تو سنکے کیونکہ چپ نہ اوٹھا گر اثر نہ تھا
واعظا یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا تھے برادر و شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے
کون ٹکراتا ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلوں مین سے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین
شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

شجر سوختۂ شمع سے جب گل نکلے
چاہیئے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو
ہوجائے صاف ابلق ایام چار دانت

وہان رنگ پان سے دندان ہین لالہ
یہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی بار دنت

ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال
تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن

نہ دیکھے کی ایسان صحبت نہین اچھی
رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی

دیوانے سے بنے کا کہ بہم اوس سنگ دل سے
سچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس
اب تلک تو مری عادت سے خبردار نہین

آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح
ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی

اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا
پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کہین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ٹھہرایا ہے نگارین کس کا
چھپا ہٹ سے حنا کی سی گل قالین ہے

نہین معلوم ہم دل مین صفدری کی درد کیسا ہے
کہ ہر دم ہاتھ سینے پہ دھرے بیتابانہ رہتے ہین

صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو
سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

چیچک کا ستمگر ترے ابرو پہ ہے داغ
یا قبضۂ شمشیر مین چھلّی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل کے ہے احوال سے آگاہ
گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہووے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

ترے جالوں سے فتنۂ عالم
روز رہتا ہے روز محشر کا

اپنا خنجر ذرا بچا سے گا
دھیان سودائی کو نہیں سر کا

سرگشتہ روز و شب فرشتے کسطرح مدام
اپنا ہی بدو آدھے یہ آسمان نہیں

کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہیں
کم صور کے فغان سے صدائے اذان نہیں

صفیر تخلص میا نخان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین سے کے جو بوسے سے ہو لب بند
تجھے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا

نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا
نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا

سکتے ہو جان جاسے تری اد تمہیں معہ جان
ہے جب خدا انکو اسکے یہ تمنے کیا کیا

ہوا ہو سہو تو یہیں عذرب یاد کر سے لیجے
کہ مرہ نہ جائے کوئی جور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ اکھیان
رسوا ہوئے ذلیل ہوے دل لگا کے ہم

ہاتھوں سے اوسکے رنگ اوڑا یا غضب کیا
قائل ہیں تیری عشق بازی کی نزد و حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی داماد علی سحر سے اور فارسی مین مرزا اسد اللہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان اردو و قصہ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم مین شعرا بہا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب مین اونہون نے نامہ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہی نا گوار
ایک ایک قطرے سے ترے سیلاب ہو گیا

اک شور ہے جہان مین تیرے جہاد کا
نکلا بساط سے یہ ترا پا نون ایک بار

عالم کو تونے عالم آب ایسا کر دیا
موقوف کر گیا ہے ترا سفینے کا کاروبار

ہر چند تیرا جوش ہے صد موسے بحر کے
تجھ سے ہی ہجر کر کے ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
اتنا بھی چاہتا نہ تھا اے رشک مہربان
تم جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
اک موج بھیج چھپرہ کی جانب بعد شتاب
جیو قت سیر آب کو آئے وہ نامجو
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
دانندۂ رموز سخن واقف عروض
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم میں
ٹپنہ میں اتفاق سے پہنچا ہون آج کل
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
محروم میں نہ نامہ و پیغام سے رہون
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
پہونچیگا میرے پاس بہر حال ہر جگہہ
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط
نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا

آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
جاکر وہ زیر قصر معلی کرے قرار
میری زبان سے بولے لب موج ایکبار
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
کشاف سر شعر و دقیق دنکو شعار
کیونکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار
لیکن وفور آب نے روکا سجال زار
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑھا دل کا اضطرار
دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بعد وقار
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
مضمون نغز دل کو مرے لطف دی ہزار
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
در اصل میرا قصبہ آرہ مین ہے قرار
کیا بانغ کو لیا ہیگا اک موتیا کا ہار
جاتی ہے اک غزل بھی کہ دہان پائے اعتبار
جب تک نہ پہنچون وروز بان ہان ہو بار بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو یہ صفیر وفا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
جو دیکھ لیگا سگ یار پھاڑ کھائے گا
مزرع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب میری بغل مین یہ مچلنا کیا تھا
پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی
بس کرو کثرت افشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہین اور کہین جاتے نہین ہم
مجھسے بھی شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین
کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
کھلتا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس پہ عیب
جرم نظارہ پہ دربان لعین ہین رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
دے دو اک بوسہ خوشی سے اپنی
اے پریجوان وہ پری شیشے مین اوتارا ہی تو کیا
مین کہ پڑھتا ہون مین وتا ہون مین دیتا ہون جسکو
یون مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
تکلم تیرے ہونٹون کا جو سمجھین طوطیان سمجھین
بس دیکھ چکے ہین دلبرون کو
مژگان کے تلے ہین لخت دل گرم
منہ مین اوسکے وصل مین دیکر زبان

وہ آپ منا لیتے مین جب کہ خفا ہوتا
ہما چبا تو مرے استخوان بہت اچھا
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو ہر سونا کیا تھا
کھلتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
بگولا جنگلون مین ہے تن بے سر لیے پھرتا
اک ہی خال تو اے جان ہے جان عارض
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم
اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہین ہم
دیکھو تو زبان دے کے نکلو اوسکے منہ مین
جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ مین
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین
پھر ہے وہ آپ دیکھین روزن در سے ہمین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین
اچھا تم میری خوشی جائیے مر
جانا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو
کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو
دل چھینا جب وہ محفل مین ادھر دیکھین تو
اشارہ تیری آنکھون کا اگر جانے ہرن سمجھے
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری
آتش تر نگاہ ہے ہماری
ان بتون کو لیے دیہم کیا

گھر کیا دل مین جو اونکے شب سے نے	وہ لگے سینا کھینچا جب سر سے
کیسے کیسے غیر سے اسوقت کیا تذکرہ تھا	دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون مرنے
باتون سے تیرے کیا ہے بیمار	کیا ہو نسخہ مری دوا کرینگے
وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے	مضمون کیا صلح کا لڑا ہے
دیتے گزرتے ہی تلاوس رشک ماہ کی	بوتل تراشتی ہے سر ہی گناہ کی
ساقی دعائین مانگ تو زلفون کو کھولکر	رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
کل جو اوٹھے تھے پیا لے کے لیے	آج بیٹھے ہین اوٹھا لانے کے لیے

صمیم تخلص تلشی داس دہلوی طبیب ہندی وستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھالی تری صورت سے یہی تھی تو قع	تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مرادآبادی عشیر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن	ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار	پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامۂ تن ہو گیا
جو دیکھی فال مین نے بہر دیدار کے	تو قرآن مین بھی نکلا لن ترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان نبیرہ قائم خان مداری بادشاہ دہلی

ربت ہین آنکھین لیدھا کبھی کھلی رہین	تھا انتظار بس مین شب جو تیرے آنے کا
ملتے ہو رقیبون سے مری گھر نہین آتے	اللہ تمہین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صید تخلص اخوی راقم مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت مدرسہ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے ماسٹر تھے ہر دو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام انکا ضائع ہو گیا سنہ بارہ سو چوہتر ہجری مین عین شباب مین وطن یعنی قصبہ بوہ مین جاکر انتقال کیا راقم نے انکے ارتحال کی تاریخ لکھی ہے

چون مرد برادر من عبد الباری
بنوشت خرد سال وصال او ہاے
در دیدہ من تیرہ جہان شد ناگاہ
صد حیف شکست بازوے من ہے آہ
سنہ ۱۲۸۲ھ

ولہ

ہے غم سخت موے مولوی عبد الباری
ایسی حالت مین ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر
ننگ نساخ ہوئین چرخ کے بس ہاتھون کا ہے
دل یہ بولا کہ قضا کی ہے عزیز بھائی نے
سوجہ مصرع یہ ہے خنجر شمر لعین
صحن گلشن ہے خزان مین کربلا ہو گیا ہے

حرف ضاد معجمہ

ضابط تخلص مہر علی متوطن دہلی

ناصح کی نہ نصیحت کر ضابط خدا کے واسطے
یہ تیرا اگر سمجھے آخر بھلا بیجا ہے گا

ضاحک تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندہ دہلی

جاکر جگر کے سینے مین ٹوٹا ہزار بار
ضاحک یہ رشتہ بھی کہین ہیان یار ہے

ضاحک تخلص میر غلام حسین ولد میر عزیز اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو کی ہے اور بہت سی کو کہتے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دیجیے اصلاح خدائی کو ولیکن
جب سے ادس فضل پہ نوٹس چھپا مین اترا
کافی تھا تیرا احسن اگر ماہ نہ ہوتا
بس میرا گچھ نہ چلا روکے سجا کین گو تین

ضامن تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابو تراب شاگرد اسیر

عمر سے کر ہے ساد کی لحد سے اوٹھا لکر
شاید وہ تلقین کرے سب اپنی اصد ہر
سیر سے گنہ کا بوجھ اوٹھے گا زمین سے کب
کوچے مین اونکے بیٹھ رہے ہم تمام شب

ضامن تخلص حکیم محمد ضامن باشندہ اکبرآباد مقیم حیدرآباد شاگرد شاہ نصیر دہلوی

عالم تیرا یہ دو نون جانون سے جا ہوا سکو
ہم سکو کیا کیا دغا سے بے عدو سے یاں
جب اس آب کا اثر ل ہی مہربان آ گیا
حیرت سے دیکھتے ہیں آیا

صائع تخلص میر خیر الدین باشندۂ ناگور مقیم دہلی

صائع کا اے عزیز و کچھ ڈھنگ ہی نرالا / تا صبح روتے رہنا تا شام خوار پھرتا

ضبط تخلص کنھیا لال سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مرادآبادی

وہ کوٹھے پر چڑھ کے جو چشم بد دور / اوتارا چاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دوپٹے باز باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

شرمندہ لعل لب سے ہو یاقوت و برگ گل / صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل مین انسے یادگار ہین

نقد دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا / ہم نے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤن تلک آ رہے کہین / آئی لٹک کے زلف گرہگیر دوش پر
طفلی مین بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط / رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ہادی علی بیخود

تو مرا یا چمن حسن ہے اے رشک بہار / رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس شہلا آنکھین

ضحا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبۂ ملانوان پرگنۂ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

مدنظر ہو ہمین ہین تسلی وہ انکھڑیان / مانند رند مست نہ کیون لڑکھڑائے دل
ڈر ہے ضحا نہ گل کہین شمع حیات ہو / ان روزون بڑھ چلی ہے نہایت ہوائے دل
کوچے سے یار کے انھین الفت کمال ہے / کیونکر لحد مین ٹھہرینگے مجھ خستہ تن کے پاؤن
غیرت مہر وہ عارض جو نمایان ہو جائے / داغ دل اپنا یقین ہے مہ تابان ہو جائے

ضرغام تخلص مرزا بہادر بیگ دہلوی

اے ستمگر سبب خاطر ناشاد نہ پوچھ / ہم سے مغموم مزاجون کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک ضر غام کا کوسون نہین لگتا ہے پتا
تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

ضرورت تخلص محمد جمیل باشندۂ پانی پت دہلی مین طلبی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ ہے
کیا ہوگے اے ضرورت گر پھر بکا کروگے

ضعف تخلص عابد حسین باشندۂ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل
اے شوخ خوفناک ہین دزد حنا سے ہم

افتادہ رہگذار ہین ہین اسلیے کہ گاہ
کچھ رہروون کا راز نہین نقش پا سے ہم

ضعیف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد میر علی اوسط رشک

کیون نہ کھٹکین دل عاشق مین ستمگر پلکین
ہین رگ جان کے لیے صورت نشتر پلکین

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندۂ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ بسر کرتے تھے

ہم بھی گو پا بنقش پا ہین ضعیف
جس جگہہ بیٹھے پھر وہین کے ہوئے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندۂ دہلی

جھلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو
پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو

نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک
مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردیخان مہابت جنگ حسین آباد مین فوت کی

نہین صہبا کی یہ سب ہے جلوہ گری شیشے مین
کی ہے ساقی کے فسون پڑھ کے پری شیشے مین

ضمیر تخلص گنگا داس رہال شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی

رو کش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے
خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے

مین بتاتا ہون ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال
چشم خواب آلود اوسکی فتنۂ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبر آبادی شاگرد نظیر اکبر آبادی

وہ ابھی ہے نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئینہ سے اوسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر قادر علی باشندۂ لکھنو شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

نگاہ سہو مین نگاہ یار کے پاس	دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
دیکھنا عاشقون کی ارزانی	ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

ضمیر تخلص راے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہان نصیب	جلتے ہین مثل شمع زبان پر فغان نہین

ضمیری تخلص مرزا اسطہر تاجدار باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم و شام تک کی سیاحت کی تھی دلی مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یون عادتون کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے	لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

ضو تخلص منشی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھنا ہے تو دیکھاو ضو کو	آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاے
عشاق تفتہ جان پہ کبھی اک نگاہ ہے	اے برق منتظر ہے یہ مشت گیاہ بھی
مشکل نہین ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ	پر اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین عظیم آباد مین بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا	اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے کیا نہ تھی اے ننگ خلق	اوسکے کوچے مین ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہین	جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق مین پانی چواتے ہین
نے دل جلا ہون آہ نہ مین سینہ تفتہ ہون	مین داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہون
کسی دشمن کی بھی یارب نہ گزری شب جدائی کی	کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یہ دن گزرتا ہے

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہین

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے	تجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن	بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب مین سرمست رہتے تھے

جون حباب اسجا نہ ہوئے ہین نہ بل لاتے ہین ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو چل جاتے ہین ہم

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مزا قند مکرر کا ہے لب ہین ٭
نہ ہو بوسون مین پھر تکرار کیونکر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندہ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان ناز وہ کہ ور تلک آیا نہ جائے گا
یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نجائیگا
مرجائینگے پر اونکو بلایا نہ جائے گا
احسان دوستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمد میر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد وند نب مرثیہ گو

بڑا ہے عربدہ جو سے معاملہ دل کا
ٹھہرا ہے جاکے کہان بل بے حوصلہ دل کا

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات
خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹیگی ہماری رات
نہین امید کہ تا صبح اپنی جان بچے
یون ہی رہا جو رگ دل مین درد ساری رات

ضیا تخلص حسن جان شاگرد وخلف سید علی جان درخشان باشندہ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو
خدایا ہر حال ہے روشن ہمارا
دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا
گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا
صنم بے دہن ہنسے ہم کو
یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا تخلص منشی وارث علی باشندہ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تھوڑی سی غزلین اور ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تھے طبیعت انکی علم شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب دیوان ہین

بات میری بھی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر
دل مرا عشق بتان مین سخت بدخو ہو گیا
شکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشارہ ہی ادا
ہر دہان زخم اک چشم سخنگو ہو گیا
لکھتے ہین آج وصف دو ابروی یار ہم
حاسد کے سر پہ کھینچتے ہین ذوالفقار ہم

ضیائی تخلص ضیاء الدین دہلوی علم فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک — اب وہ رازِ دل ہمارا آشکارا ہو گیا
پاس اپنے کیا دھرا تھا اے فلک جز نقدِ دل — وہ بھی اسے ظالم نیازِ نازِ خوبان ہو گیا

شفیق تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندۂ رامپور وابادو کا شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے + عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانہ تابل مثل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پر مضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرما تھے کہا گیا مشہور ہین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشورِ سخن و لیند پر کا — کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا
دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر — سمجھا جو مدعا ہے نقوشِ حصیر کا
یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے — اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا
کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی — ماہی کو سحر یاد ہے کیا مار گیر کا
ہو حسن بتان مین منعکس جلوہ خدائی کا — نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا
قفس مین بند ہو کر طوطی جان شاد ہو ایسی — کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا
مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے — ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا
کبھی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر — ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا
رہ رہ شب کا وصل روحی سے مجھے دینا ہی ضرور — شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا
اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا — کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا
تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا — کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا
آپ تشریف جو ساتھ اپنے لائے نہ وہ نواب — دیدۂ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا
آہ و نالے سے وہی اور وہی رونا شفیق — بے اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہوگیا افشا سے راز عشق آہ سرد سے
کرنا جانا سبب جسسے ہوا جاسوس کا

جو گیا ہر ہر کبوتر بلبل اوس گل کا بنا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا

اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
اور بیان ہر پیچ مین جی کے توڑا سانپ کا

زلف جاناں کا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمند طبع کے خاطر ہو کوڑا سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یا ونرگس نے تمام
نکہت سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آتش مین سدا ہوجاتے ہین زیر و زبر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد
توڑ کر زنجیر لے نے ہر اک جوڑا جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
رفتہ رفتہ ہوگیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے ڈر مین اونچے دونون زلفونکے سر
ایک مین پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
شیر گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یا حی کا ہے
آج کل نشتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

دھیان رہتا ہے جو ابروئے بت بے پیر کا
اور جسے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

رخ مین گرمی غضب ۔ تیغ قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
ابرو دن مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے
وہ ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کر لگیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا

تا بلب آیا ہی دم جیتا ہون اب مجھ سر زبون
تجھ سے قائل ہون رہا کر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے درد الم احوال دل کس سے کہون
ہائے دربان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال سے ہے اشتر بہت اپنے دل دلگیر کا

اکثر شعر مرقومۂ بالا صنعت لف تسبیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہے یعنی

دیکھئے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا	دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم ہے کاٹ ہی شمشیر کا	دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طایر تدبیر کا	غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
غلق دربان بھی نہین رکھتا ہے بیپیر کا	حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل ذو بحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین	حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم	رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے	زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جینا ہے اب مجھپر زبون	احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے	حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جینا ہے اب مجھپر زبون	رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا	خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون	تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھپر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے	رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین اصحاب طبع پر چھپا نرہیگا

جلوہ ہر صحبت کا ہوتا ہے اسے شبنم اثر	آج کل رتبہ بڑا ابر جبین سے ہے تیر کا
رونق بزم طرب ہے آج شمع رو ہی دوست	آتی ہے گلہا ے نخل آرزو سے بو ہی دوست
سرد آہین بھرتے ہیں یہان ٹھنڈا ہوا	گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلو ہی دوست
چشم بھی ناصح کی اب پتلی سکندر کی ہی	مین نے کیون اوس دشمن جان کو دکھایا رو ہی دوست

لوٹتا ہے کون ان روزون بہار رنگ و دست
خندہ زن اوس دست مین شانہ ید بیضا ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آئی جاتی دمبدم مثلِ نفس ہے مرگ و زیست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعدِ نازک مین قیامت
کھولی تمہاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شب کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دل سے پوچھیے
آنکھون مین کیا پتنگ کی چربی ہے چھا گئی
گالیان غیرونکو اے غیرتِ شیرین نہ سنا
چھالی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمتِ عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے ہے غلمان کے صدمے ضیغم
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین ٭
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹ گیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین اوسکی تو جا
روٹھے گا ہمسے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
شکوہ ہے لب پر تیرے روز و شب اے میرے دل
دہان ہے تو خوش میری جان دم میری لب پر ہے یہان

کسکے ناخن مین کلید قفلِ عقدِ مہرِ دوست
غیرتِ ثعبان موسی کیون نہو گیسوے دوست
گر پڑے سے چڑھ چڑھکے مثلِ شانہ گیسوے دوست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب و ابروے دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشقِ مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ شیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سے کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر پلٹ کر کان ہو پہنچے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
گل جیب تھی کھلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دل مین بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
موٹھون کو اپنے تو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	بادہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیر ویسے ملتا ہے تو کوئی بت اے میری جان	لا ملینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہے میرا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے مین خوبونکے ضیغم کوئی سمجھتا ہے جی	سر پہ یہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چھ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور کے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ مین تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین ہے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن
ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون + ارکان فاعلاتن فعِلن فاعلاتن فعِلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فعِلن اب تو جو کچھ فاعلاتن
ہو سو ہو فعِلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے وہ مستفعلن آتا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن
کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعِلن ابتو جو کچھ مستفعلن
ہو سو ہو فعِلن

بحر بسیط مثمن مطوی ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع رو رو کے گا ہم مفتعلن سے تو گر فاعلن تیشے سے پھو
مفتعلن ڑینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفا علاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن پہ ترے رو فعلاتن ز و شب اسے مرے دل متفا علاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعول
اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن پہ ہے یہان فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن ناب ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن لی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیرون سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ہئی بہت اچھی فاعلاتن رہی جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن اب تو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اعضب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شوق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن سے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع جیرینگے مفعولن مینے
کو بھی فاعلاتن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ہے مانتے مین خو مفتعلن بو نکے ضی فعولن غم کوئی بیج مفتعلن تا ہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پہ مفعولن جو کہون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہو سو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دہی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دہی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچہ ہو سو ہو فاعلاتن

اس غزل کے شعر سوا ے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بہی موزون ہو لہن عروض دانون پر چہپا نرہے گا

ہمنے کب ہو سنبہا کر ہاتہ اوس زلف کی لٹ چہوڑ دی
ہان جو دیکہی اک ہے کالی ناگنی جہٹ چہوڑ دی

تو جو مژگان کو جہپک لیتا ہے عیاری سے
جیتا دل کو ہے اے جان کوی آرسی سے

اسقدر بوسے لیئے ہم نے ہجوم شوق مین
تہنتے ٹہتے یار کی تصویر آدہی رہ گئی

مونہ خاک ہو کے بہی جنبش بدن مین ہے
کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے

تنکے جوانی گہٹا جہوم پڑی اور بہی
بہیگ گیے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بہی

ساقی شفق کو دیکہ کے کہتا ہے ناز سے
صہبا ے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے

کیا ہا ہے تو گرمی داغ جگر دکہاؤن
اے مہربان ابہی تو یہ سوزش کہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچہے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوسسے ان کی کبہی الفت کو نہ مین چہوڑونگا
مجہ پہ کرتا ہے ستم ابہی فلک پیر عبث

صیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے
آئینہ کو کمال حیرت ہے

کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ
جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

حرف طاے مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

دشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین	ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہو کے مین شب اوٹھ اوٹھ کے باہر نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی و ثناء اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل سے ہے تمنّاے دل	تو بھی آ دیکھ تماشاے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبدالعزیز قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندہ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلاے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل	حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مرے مجھکو کیا عشق مین بد نام	اوٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش پہ انگشت

طالب تخلص حافظ شہراتی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معماین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے ، صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون
بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون

جیتے نیلنے کو شوق کیجے دل دلگیر کو
مین بھی دو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
سیری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے
جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک اڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جاکر
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شمیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا
جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا

پھر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے
جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جائیگا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرتسر ولد سوبلی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھہ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہوکر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا
جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم یار دل مبتلا د دام مین
نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین
مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین

سنجی سے سوہم ہلا ہے کہ دہی ہوا بے شتاب
اجی تم آنا تو فرماو آؤگے کہ نہین

بیگناہون کو قتل کرتا ہے
روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے
واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان
دنیا مین کوئی دم کے لیے مہمان ہے اب

قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہی نہ قسمت
اگرچہ ہم مین زندان مین یہ رہتے ہین گلستان مین

رسوا و ستے نکلتے مین اب آنسو کیا سبب اسکا
مگر اٹکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہیں طالب وعدہ رہتا ہی یہان جھگڑا
ہمیشہ آس ہین اور یاس ہین اور شوق وحرمان ہین

ورسے اوسکے اوٹھی اوٹھائے ہوئے
ناتوانی ذرا سنبھال ہین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جائے گا
تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نہ جائیگا

مین جاؤن اس جہان سے یا جان تن سے جائے
پیر ہا سے کوئے یار سے جایا نہ جائیگا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کبھی اسکے مرتے گھر وہ گل اندام نہ آیا
یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا

دل کھینچتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب
ہے اجر فراغ اور ہمت عیار کا ہاتھ

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ اور اشوہ و خرام
یہ سب ہیں ان بتون مین پہ اک دلبری نہین

زبس معمور ہے سینہ مرا الفت سے داغون سے
شگافت سینہ کو اپنے ہم گلزار سمجھتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہسوا شاگرد نواب عاشق علیخان

سالہا سال رہے بادیہ پیما ملا پہر
ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت

نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار
کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید اطہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین ویسا
اس آئینہ مین دیکھیے تو زنگار کہان ہے

طاہر تخلص طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہوئی ہم پر جو صبا آتی ہے
کوچۂ زلف سے اس شوخ کے کیا آئی ہے

طاہر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پاتے ہین پیارے تیرا اقرار ہم نہ کہ
جیسے رہتا ہے عیان کاکل طرار کا پیچ

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان خواجہ غلام فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جائے وہ صنم
اے خدا او سکا کسی پر آئے دل

روز تیرون کا نشانہ کیون سب نے
اسقدر چھاتی کہان سے لاو دل

فتنہ حشر بھی جھاک جھاک کے قدم لیتا ہی
تم تو دو ہاتھہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندہ دہلی مقیم کلکتہ تھا ہمدرد دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین لغمش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۴۲ھ اٹھارہ سو چھبیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طا مہملہ سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا
آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا

کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اے یار کبھی
میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا

پابند نہین اپنے وہ رتبہ عالی کا
پڑ جائے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہے
امکان نہین بجنا اک ہاتھہ سے تالی کا

پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ
پھول جھڑ جھڑ کے گئے ہم نے سپر مین سوراخ

وہ بولے دیکھکے اس دل کے داغ تازہ و خشک
کہ اس فضا مین نہین کوئی باغ تازہ و خشک

کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن
کھوئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو

کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے
پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقہ در سے

دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب لے
پنہان ہین مری آہ شرربار کے ڈر سے

تغییر وعدہ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے
کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو فانوس نظر آتا ہے
مرغ دل سینے مین طاؤس نظر آتا ہے

جان کھوئی ہوکے عاشق ابروی خمدار کی
کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تھے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص انکا طاے مہملہ سے لکھا تھا اسلئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید
آخر دنیا ہے جاے امید

ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری
دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین

جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے
دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

نہین ممکن رہائی قید سے اوس زلف مشکین کے
قلندر ہو کے مین بھی اوسکی پیچھے سر منڈاتا ہون

ق
کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن
تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے

لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون
اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

ق
طپش اب بیچا ہے دل کو اپنے
بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ٹہرے ہے

ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار
تمنا سالی مین جن جن کو نظر ہے

کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار
دلے اوسکا ارادہ بیشتر ہے

سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری
کر لینا آپ کو منظور گر ہے

تو اب اس سے بھی کچھ طرہ ہے زیادہ
یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے

ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے
چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادھر رونے لگے

نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے
ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے

ہم خوش ہوئے سوراخ تکے تیر نے سے جگر مین
اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے

کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہونگے
اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہونگے

سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے
آخر کو ہم اک دن ترے خنجر سے مرینگے

دیکھینگے جنازے کو روکیگا کوئی کیونکر
اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر پہ کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طعہ

آبرو واسطے ہون نہ تیرا امین ۔ دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت برج لال باشندہ مین پوری مقیم مکلڈھ

سوئے نصیب کو نہ جگایا حضور سے ۔ آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہے چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی ۔ یہ ناگنین باندھلی ہین لہو سے ذرد وبچ ایمان کی

طرب تخلص منوہر لال برادر زادہ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندہ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گو ہے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکے اوٹھا ۔ جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل اوٹھا

ابر و مینا ہے و ساقی و مطرب ہو طرب ۔ کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا

تیرے مجنون کے گلے مین نالہ آہن گداز ۔ آن کر اٹکا تو پانی طوق گردن ہو گیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

آتش مزاجون کا نتیجہ ہے خفا سی ۔ خالی رہے ہے کیا ہی پتہ چنار کا

قتل تو کرتا ہے جھکو پر مین ہون سرگشتہ تیرا ۔ ہرگز نہ ہے تشنہ نہ بجھے پیاسے تری تلوار کا

بہت ہی ہلتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت ۔ سوا بڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

ہوا ہے شوق سے اوڑ کر چمن مین ہم رنگ ۔ نہین ہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردھاری لال باشندہ اندرپت شاگرد قاسم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بھی زلف پیچ پیچ ۔ طریقہ کو پیچ اسپے سا ملہ دل کا

آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز ۔ بیٹھا سرد کھینچا بیٹھے حال دیکھا

طرز تخلص امام حسین باشندہ دہلی شاگرد میرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا تھا ہم نے ورنہ ۔ نے گریہ سے اثر تھا نالہ نارسا تھا

اتنا تو صبر دے مجھے یا رب کہ پھر وصل ۔ جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاے وہ تو کام نہین — اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا راقم سے ملاقاتین ہین ہین

ہم سے چشمک دل کی نہ کرتے شب — یا ر تم نے ضرور ماری آنکھ
ہو چکی فرقت جدائی ہو چکی — آؤ ملجاو لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچ کر اوس شوخ کی تصویر کا غذ پر — مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبد القتہ بہادر عرف مرزا طفل خلف مرزا بابر مرحوم دخوکش شاہ عالم بادشاہ زہد و ورع مین اوقات گزار تے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے — دل سے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپور تھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر لچکانہ کھا جائے — کچھری باندھی تو باندھی تم نے کیون چلا گران باندھا

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدر آباد دکھن

چہرہ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف — دستہ سنبل کا شرر سے ہے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد رضا خلف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد جرات صاحب دیوان گزرے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین بیخود رہا — طور کو یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین بھی جاؤن اجل سے آپ جائین آگے پہلے — یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کی ہم نے گالیان دین یا کہ صاحب تم — ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے
مر کے جنت مین کبھی نہ جائین گے — رہنے والے ہین کوے دلبر کے
آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند — رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار — تمنے ہاتھون پہ دکھاے ہین چمن پتھر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے — خیال عارض روشن سے ہے روشنی لگا

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندہ قصبہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات میں ایسا نہ برستا ہوگا ۔ ایسی روتی ہیں بہا دیتی ہیں دریا آنکھیں

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہیں

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے ۔ شیفتہ ہے یہ ترے چاند سے رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر ۔ روتے ہیں ہم کھڑے سر بازار زار زار

طیش تخلص رحمن علی خلف منشی سبحان علی باشندہ پٹنہ کہ شاگرد احمد جان عیش آٹھ برس ہوئے کہ لکھتے ہیں کہ حافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوئے تھے راقم کے ملاقاتیوں میں ہیں

آنکھیں عنابی ہوگئیں ہیں طیش ۔ زار زار اتنا ہوا ہے محرم ہے

حرف ظاء معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگہ برہمن باشندہ دہلی فارسی بھی کہتے تھے سلفی کرتے تھے

دن گزار و بیٹ سکے لیکن ۔ ہجر کی شب نہ یاد آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندہ دہلی

میں خاک ہوں ہوئی شاید مجھے کو راہ وہاں ۔ یہ لوگ کہتے ہیں دل میں ترے غبار آیا
بچے دل وہ بہت بیداد گر سے کیا ظاہر ۔ کہ نہ یاد کی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیر سے ڈرتے ہوں خاموش ورنہ یہاں ۔ میں اوڑ چمن دیوے گھر بھی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمد تقی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو ۔ چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں قضا کی

اے آہ اس قدر تو کرے بے اثر نہ ہوئی ۔ ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوئی

ظریف تخلص لالہ جینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد چنی لال عریف باشندہ

لکھنو شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

تیرے عشق مین ہو بیتاب ولگائی مفت مین بیا رہی شب کل
دل ہوا زور رو و الم سے ہلنی تہا کبھی طبیعت کل

ظریف تخلص میرامان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنو مین سکونت کی تہی

وعدہ وصل تلک کیون نہ بچے صد فسوس
مر گئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتا ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندہ الہ آباد مختاری کرتے تہے

اونسے کھینچا تھا جو اندیشہ خال سیاہ
اے خدا کیون نہ ہوا قرعہ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام جو پیارا اپنا
بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوشش مے تاب نے ساقی
رو ٹھنے لگی زندان قدح نوش پہ انگشت

ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین
اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوائے زلف

کشتہ ہون ابرو ان کا جو پا و رشتہ ہو کفن
کہدو ہون مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ بار ہم

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ محمد حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ مسند آرای فرخ آباد

اچہا نہین کہ دامن تحت کا پہیلنا
چہوڑو نہ پایئے درہم بد عنایا ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق شیخ محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوے برس کی عمر مین ۱۲۷۹ بارہ سو اناسی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان انکے نظر سے گزرے

سر تلک دست ستم جون ہی تمہارا قاتل پہونچا
تن گل خوردہ عاشق کو جو کھینچا سینے لگا

بوسہ جو طلب کیا شب اونسے
کہا کے مجھے مین کیون عقل بہو گر ہے کہا

ہم ہوسئے شب کو بالان سیلین ولا یار کہین
حسرت جسم ناتوان تل تل گہٹا تل تل بڑھا

تہان اچھا کوئی بہلکاری کا منگوائیگا
بولا وہ ہار شک دہ کیا خوب

چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو درحکم
کہوکر غرض نگے کہنے وہ تا چار کہ بس

ابتها پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اوسکا
ہمیشہ باندھے ہین شاعر شراب کو آتش
جگر برشتہ وجان خستہ دلفگار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
غم محبت و درد فراق و رشک رقیب
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس
ہزار خنجر الماس و یک دل صد چاک
یون تو بہت سی ہی الطاف و عنایات مین فرق
جو کچھ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ اے قاصد
کبھی تو آؤ ہمارے بھی گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
لینے بوسہ خال لب جو پاس ہم اونکی جاتے ہین
کیا بوسہ طلب جسدم تو وہ جھنجھلا کے یہ بولے
ہم بتون کے دل کو جذب دل سے کھینچ جاینگے
نہین ہتھیار دنیے پر چرخ پیر کے چھوٹے
نہ پہنچا کوئی اپنے پاس پہنچا جبکہ وقت اپنا
بدن پہ بال ہین یون اس ملول کر کاٹنے
تم لاکھ کرو حضرت دل نالہ و فریاد
کیا کان بھر دیئے ہین خدا جانے غیر نے
ظالم ترے حبیب رشتے کا عقدہ نہین کھلتا
لیکا مجھے بوسے کا اونھین عادت دشنام
دوستو جی کیونکر اپنا اوسکے جی مین ڈالدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین ہما
کیسے دل سے پر زرے کر سہرہ مونہہ پہ وہ مین

اسقدر میرے گلے وہ ہوتی یار کس
بڑے ہی جہو کے ہین کہتے ہین آپ کو آتش
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ
ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار دریغ
لیکن ایسا نہ ہوا جا ہے ملاقات مین فرق
تجھے خدا کی قسم کہیو تو ترا اق بڑا ابا
عجب ہے شکوہ رقیب کا بیان ہزار سنہ ہزار بار
بوسے تو وہ دیتے نہین پر کالی تل چپواتے ہین
نہ بیہودہ بکو تم بیاتنے بس جاؤ ہوا کھاؤ
سر پر پڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جاینگے
پھری ہے کوٹ یون سے اس فقیر کی جھولی
اجل کو آفرین ہے وقت پہنچی تو یہ پہنچی
کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
چاہو کہ ہو کچھ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
غصہ مین جو بھر سے ہے وہ کافر ہے ابھرا
کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلا
کیا سخت ہے مشکل کہ نہ یہان ضبط نہ وہان ضبط
جو عداوت دشمنون کی دوستی مین ڈالدون
ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ان نہین سے نہین
نہین یہ چھپا لیا چلمن کی تم اندر کسے ہو

ہاتھ اوٹھانے کو نہین زلف سے تا مجھ سے ہو
خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم برداشتہ
ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت کرنے والے
قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
تھے تو ہم ہو فضولی نکلے ایسے اب ہین مشہور
اشک کے قطرے سے لیے جاتے ہین بھر بھر کر سبو
وہ کہا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
ہون جو چیز سے ترچھے دکھلا اوکا اپنا بانکپن
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اپنے عوض تو
سب اونکے نا پسند ہیں ما مین دوستی
کیونکہ ہمکو ہو خوبان مرجفا کا خوف
دل وجان بوسہ بغیر اب ہے بیباک نہ وہ دن
بل بے نفرت کہ ہمین دیکھ کے خوبان فرنگ
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
نہ آیا خواب رہا رات بھر بھی کھٹکا
قربان شمع کو کیا جو تونے خوب کیا
گالیان دے کے اب نالہ وزاری آتی ہو
لے دونگا اپنی جان تلک بیچ کے تمہین
ہو گیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
ساغر مین حباب مے گلرنگ ہے ساقی
نہ چھو آج گر ہے کچھ ارادہ اوٹھا یا لی کا
تل داغ مین چھپ گئے جدا ونکے بنایا ہے
کعبہ کی سمت تمنے کیا منہ لیے نماز

ہو چکے ہم تو سے بخت بلا سے کچھ ہو
جا ئیو اے نامہ بر تو بھی قدم بر داشتہ
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے
جوشش گریہ نے مرے آنکھو نکو سنگ کر دیا
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین لیتے ہم جھوٹ
ہم ہین سید سے سادے ہمسے بات کیجیو آنکھ
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
اور اوس مین دشمنو نکی شکایت علی الخصوص
ہیکا فر ایسے ہین ہ آنکو نہین خدا کا خوف
دو دن ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک شد دن
جلد جلد اور بھی سبکے کو سوا ماتے ہین
ہوا رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ان
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
پیشکو نرم مین گلگیر بل گئی تھی کیون
اپنی سب کہ چلے تھوڑی سی ہماری لو
اے آلو ہاتھ آئے تمہیت اثر تو لو
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو
یا دختر رز سے ہے یہ محرم کا ہو نہ
کہ اوسنے دست دعا مین آخر مسندی لگالی ہے
معلوم کیا ہمنے کچھ ڈال مین کالا ہے
برگشتہ بخت اپنی سعی رشتہ ہو گئی

خدا بچائے طرف دوستی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو جلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ سچ
تیر اسد لیکن سر سے گیا تین دن کے بعد
جب جب آئیں مین کیون ہو نامہ بر دو نو لطف
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم ترا انکو تکے لڑکو تکے
ٹپ سے مژگان سے آنسو اسطرح برسون برستے ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جا ہی خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
ہتون بیزار ہو دیگر ہم فدا ہوسنگے تو ہونے دو
مین کر دن توبہ کیسے جھوٹ نہ بول
نہ دیا بوسہ تو منہ تم نے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان
خدا کے واسطے ذرا ادھر اٹھا پردہ نہ کعبہ کا
ہو یہان ڈہتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ تیرے
سوئین تجھ بن ہمین بیاتے کیا زہر سہم رکھکی ہاتھ
ناز و غمزہ جو ہے اوس کا فدا ادا کا جو رہے
تصویر لے ترا سب چہرہ مقبول کھینچا ہے
کبھی آ نکلے وہ جو یہان چلتے پھرتے
اوسکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ نہ سکے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین عدو کی مجھے
دن چڑھے کہہ گئے دن ڈھلے آ گئے
ہائے دشمن قریب آ پہونچا
آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ سچ
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آن کر دونو طرف
پھر نہین لکھنے کا کہیئے تو مجکا لکھہ دو دن
ہو گئے یہ چور ایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہین
کہ جون برسات کے موسم مین منہ چھاجون برستے ہین
اسے تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی کہو
کہینگے بے مروت ہم بھلا جا تو برا مانو
نہین پھر کیا گنہگار خدا ہوسنگے تو ہو لو دو
توبہ کر زاہد اہدا معاذ اللہ
آپ کہتے رہے یون ہی ہمین کیا کیا منہ سے
ہین آ گئے مسیحا کے مسیحا مر ہی آ گئے
کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کا قضم نکلے
ابھی جان پہ جھولون کے قہر ٹوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین کہ طول کھینچا ہے
تو دے کر ہو سکے گا لیا ان جلتے پھرتے
کہنے جواب سے جواب و سوال دشمن سے

بوسہ لیا جو منہ سے بڑا اونسے جاق سے
تجھے حجاب حیا سے بول اوٹھے وہ بیباق ہے

اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے
ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک
قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کی

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندہ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی بیجان دم نکل گیا
نکلی نہ ہائے اوس ستم ایجاد کی ہوس

گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ
آوارہ مین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین

سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور
گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندہ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہوکے اوسکی گلی مین رہے تو کیا
باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو
گلے قاتل یہ جسکا خون بہا ہو

چشم گریان حسن سے معمور ہے
چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ لوگ
حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہو گئے

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے
گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرہ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندہ میرٹھ

جب ساغر ہون ترے در پہ
لب ہے یہ لکھا مرے مقدر کا

کر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی
سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نہال ابن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

فرا ایسا ملا ہوسے کہا مجھکو ✤ رہا مین مرنے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ہی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا

یہان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون
وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا

ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار
کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا

جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جایگا

کوے دشمن سے گزرنا کیا غضب
اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندہ دہلی

یہان حرف مو فا ذن کا تھا ہر جبیل کر
ہم نے خدا نخواستہ تم کو کہا نہین ✤

اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے
کچھ جنگجو کہا نہین بد خو کہا نہین

وہ بھی کیا ملک عدم ہے ای ظہیر
اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان و اسیر کربلا ہین

عادت یہی ہے تیری کیا کر سکین نہین
رکھتے ہین یار لوگ تری اس نہین سے کب

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے در کو کنشیو لگا ہے
ہون جرم کا مقر نہین حاجت گواہ کی

ظہیر تخلص حافظ مولی بخش نابینا باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا
بخت واژون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندہ

لکھنو شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین ہ

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل
ناحق ستایا کرتے ہو صاحب برائے دل

مٹی ہوا ہوا ہوا پامال ہو گیا
کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا
تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ والم نے چھوڑا
مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھون تک ہونچا رہ گیا
نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق قوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا
اگر دیکھتے ہین تو ہم دیکھتے ہین

مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو
دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادربخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم
کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا

روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر
کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

لخت دل صدپارہ ہے ہر نوک مژہ پر
ہے آج تو کچھ رنگ ہے اہ دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی
سچ ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گذرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یون کیپر
کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا
بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی | مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ سندر رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقوں کو ترے اک جا نہیں آرام کہیں | دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
شب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے | کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نوروز علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی طولی یہ شعر اس تذکرہ کو لیے بھیجے تھے

زہے شوق شہادت قلب مشتاقانہ کہتا ہے | کمان کو تیر کو سوفار کو چلے کو پیکان کو
الٰہی شکر انکی تو ہوئی تاثیر آہوں میں | کلیجہ تھام لیتے ہیں وہ شکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے | بنا دے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گذرا

اس ابر میں بے ساقی دمی جی پہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے سے ملے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل پہ خیال نگار گزرے ہے | اسی خیال میں لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی مجھکو جستجو ہے | جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی میں اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام میں مرادآباد میں سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کرکے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کٹی | ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ | تیر خاکی سے بنے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب سنہ ١٢٦٨ بارہ سو اڑسٹھ ہجری میں انتقال کیا اشعار انکے اچھے ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ تجھے پردہ نشین
عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا

نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی ہی
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھاکر جسنے دامانکا

کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر برّان کا

روا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین باقی
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

بیٹھکر کس فکر مین تم نے مروڑا دیر تک
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا

سخت شرمائے مین آنا نہ سمجھا تھا انھین
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرنا

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
اب مانتا ہے کون برا میری بات کا

مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

ایسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آئی
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند

اسے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین

امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہے جمنے شب کو اوٹھاے حجاب مین

مجھکو اور آپکو عالم مین نہ رسوا کیجے
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے

اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
ہو مین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے

ہم تو دیوانے ہین مجنون کے کہے جائینگے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے

نہ تو روزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

آج کچھ مشکل ہے کل اور ہے صورت اچھی
عاجز آجاے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے

جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم تکتے ہین
کہین آئینے مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون	سبزہ گور چراگاہ غزالان ہوگا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے	ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ اپنے دی	ہوا کو کس قدر ہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص سید جلال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین	چلو صحرا کو دیوانو دم اکتا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے آرایش	وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہے یہان سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین	کہ بند ہونے ہی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدرآبادی

مردمک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ	آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہوکے	مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا ابچھو خلف نوازش علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہی مہیا ہین سبھی سامان عیش	آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ	جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
ناز معشوقانہ سے ہنستا ہے گر اے شوخ تو	غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے	جو جو ہوئے تھے میرے تمھارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ	گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس نادان سراسر نظر آیا مجھکو ‌‌ ‌ ‌ ‌ ‌ جا ہے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم ‌ ‌ ‌ ‌ اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا کر

عاشق تخلص ام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھو نہ ہون یون با دسکو ‌ ‌ ‌ ‌ تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم انسے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ‌ ‌ ‌ ‌ ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سر دست ‌ ‌ ‌ ‌ پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سر دست
دن تو جون تون کے گذارات پھر آئی سیر ‌ ‌ ‌ ‌ آفت تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت ‌ ‌ ‌ ‌ استخوان آیا نظر جب بال و پر سب گر گئے
اب یا دکیئے سے چھیتے ہین سو خار ندامت سینے مین ‌ ‌ ‌ ‌ اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑرہی ہے نگاہ ‌ ‌ ‌ ‌ ہمین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجہ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہوگئے تھے

روز و شب یار سے بلا ستے کیجے ‌ ‌ ‌ ‌ چین اسیر نہ ہو تو کیا ستے کیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

آنکھ کیون تونے بھلا ہمسے ملائی پیارے ‌ ‌ ‌ ‌ بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو بیچے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے ‌ ‌ ‌ ‌ دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے تعویذون پہ تیرے ہین کون لکھی تحی
خوشئہ پروین ہے یہ اے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین
بے نور ہوئین نور نظر تجھسے مل آنکھین

عاشق تخلص سید اسلم

شام سے تا صبح عاشق بس لقول میراہ
تجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد تجمل علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد
کسکو اولجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین
آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت رتو تجند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا
بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا
کہان تلک اوسے ہر روز ہم منا ئینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگہ سقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر
مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین
پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی ستار اچھا بجاتے تھے

روز فراق و جور بتان نالہائے شب
کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گر باغ مین آنے کی خبر ہے / ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیو می پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت / ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

سنبھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے / نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوئے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندہ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر کے پردہ رہ گیا عاشق کا یہ اچھا ہوا / دربدر کوچہ بکوچہ دو تون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کہہ اندنون / دیتی ہے دم بہار کی آپ وہوں مجھے
گر ہماری بندگی ہے نا قبول / تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رائے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچا پا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین / مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والا جاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علی خان عرف آغا سید نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے / چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے / آ کر یہین یہ کہیو اسے نامہ بر کھڑ
بلا جاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین / صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم / عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہون مین دیوانہ آتش قدم / بن گیا ہر دانہ زنجیر انگارا پاؤن مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندرآباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون مزا عشق کا کیا ہے
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوائے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتمد شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون کے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل
عالمِ علمِ خفی مخزنِ اسرارِ دل

خضرِ طریق و فا عیسیِ معجز نما
برقِ تجلی طور طالبِ دیدارِ دل

خاکی و قدسی سرشت نوگلِ باغِ بہشت
آئینۂ حق نما شمعِ شبِ تارِ دل

نالۂ قلبِ سقیم گوہرِ اشکِ یتیم
کشتۂ گلگون قبا بزمِ عزا دارِ دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجۂ عاصم خلف خواجۂ قاسم ساکن اکبرآباد امرائے فرخ سیر بادشاہ مین تھے نشہ لاگیا رہ سواسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہو وے گزر چمن مین
تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے مین مین

عاصمی تخلص خواجۂ برہان الدین دہلوی خواجۂ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تخت پر جسدم شہِ گل کا تجمل تھا
ہزارون بلبلون کا شور تھا فریادِ قلقل تھا

خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

صاف دل ہونا بہت دشوار ہے
آئینہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے
دیوانون مین انتخاب نکلا

مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن
رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کمھلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گل اندام
اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندۂ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہو ظالم
قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندہ برہان پور دکھن

سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی دل دیا — بیٹھے کہین ہو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

مین ترک عشق کردون دے کے جان کو کیونکر — نہ بس مین دل ہے مرا اور نہ اختیار مین ہم
جہان مین یہ ملی کیمیا ہمین عاصی — کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار مین ہم

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبون سے اور یہان شب بھر — لبان شمع رہا اشکبار صحبت مین

عاصی تخلص منشی جمعیت راے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف
لالہ کیسری داس باشندہ اوگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا — کھلوا ئے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گنشام راے کایتھ مقیم دہلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزر سے

آپ ہی ٹک اپنے ابروے پرخم کو دیکھو — تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اپنا نہ کیجیے تنگ — چلو بھر سے ہی پانی مین گر بھرا اچھل پڑے

عاقل تخلص لالہ لکھن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان عندلیب — شہپر عنقا ہے چوب آستان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن — ہم صفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی یہان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین — واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادہ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندہ
ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہین — غنچۂ گل مین مسلسل دانۂ شبنم نہین
کیا عجب گلگیر آتش بار شاخ گل کی طرح — ہاتھ مین تیرے جو اسے رشک بہاران شمع ہو

عالی تخلص خواجہ عبد اللہ عرف ججوجی خلف عبد الشکور شاگرد خواجہ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے پاس ادب کو سون پھرا ہون دور دور — تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا
رزق اپنا آسیا سا منحصر گردش مین ہے — ہے لکھا شاید مرا خطِ مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا اعظم الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ — صد وہم وہ کہ ہوئی غائب وہین ہوا
آب دم شمشیر کا کسکے ہے یہان ذکر — پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابو المعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے — آ کے ہمارے نور نظر نے پردے مین کہلائین آنکھین
خانہ خراب ہوا اس چاہت کا دن کو چین نہ خواب ہے شب کو — آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تم نے لگائین آنکھین

عالی جاہ خلف الرشید نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے — شاخ نرگس ابھی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خوش مرا دہ حنائی دکھا کے ہاتھ — ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ
مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف — بیٹھا ہون پانون باندھ نہ مجھ پہ چلا کے ہاتھ

عباس تخلص سید عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد سید امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

او تارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن — خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح
محتاج ہین غنی بھی فقیر دن کی طرح سے — پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ
تصویر نے جو میری کیا چاک پیرہن — بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عبید تخلص عبید اللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا — دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عبد تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کی ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین
خون عاشق سے وہ پنجہ رشک جان ہو گیا
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی
کیا مبارک ہمکو ماہ عید قربان ہو گیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندہ دہلی مقیم رامپور شاگرد نواب محبت خان پدماوت کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی شے نہین سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کی مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو
آ جائے جو سربام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف جھبے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

تکیئے مین دفن مین ہون وہ ہے کوچۂ یار مین
سیرا الگ مزار جدا ہے مزار دل
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہا ہے
ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف راے ہیرالال کاتھہ باشندۂ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

روسیاہی گو اٹھائی عشق مین ہم نے بہت
لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہو گیا
ہر دم صبا سے ہے طلب بوی زلف یار
لڑتے ہین بات بات مین اجتوہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک سے شیشۂ جگر چشم سے پیمانہ ہے
دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندۂ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انھون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ اپنا سنگ سے
بندھتی ہین دستار کی جا پٹیان بالا سر
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دیکھ کر
تلوار سے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف قمر کرتے ہین کہ شہر گلے مین — گر جاتے ہین کاٹتے دم تقریر گلے مین
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع — پیدا کیے سے شب ہجر کی گھٹی کی
دنیا مین فکر نان ہے عدم مین غذا ہے کی — ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عشرتی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندہ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بگینہ فرمائین کیا — شرم آتی ہے انھین شرمائین کیا
زخم خندان کا تو رونا ہی رہا — چارہ گر مرہم کو ہم ہنسوائین کیا
ایک عکس روے رنگین سو بہار — پھول تیرے ہاتھ مین کھلائین کیا
قبر عاشق محفل دشمن نہین — بجھا نہ لحد پر آئین کیا
شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی — وہ اک کیا ہے ستمگر تیری کیا سی کی
مجھے یاد آگئی صبح شب وصل — بہت گھبرا کے دھوم سنے روز جزا کی
مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط — عدو کھولین گرہ بند قبا کی
نگاہ ناز و دشمن واسطے قسمت — غضب الٹی چھری ہم پر چلا کی
تبسم سے تمہارے بلبلون مین — ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی
فراست طبعی ہے سودا ایون کی — مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہمارے تخم الفت کا — نہال عشق سینچا ہمنے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسائے جو وہ ابروکمان بالائے سر — ہو سپر داغ جنون شاید یہان بالائے سر
یہ خیال نہین ابر و حذار کے نیچے — زنگی کرتا ہے لالی ہے تلوار کے نیچے
لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے — دہان تنگ اوسکا غنچہ تصویر گویا ہے
صفائے تن سے یہ عالم ہے شجوالی ڈوپٹہ کا — کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمہارے	کیا پھوٹ کے رویا ہے پھپھولا مرے دل کا
کیون توڑتے ہو تم خلش داغ محبت	اتنا بھی تو چھوٹا نہیں کانٹا مرے دل کا
لو ہم بھی خدا شعر کرنے لگے موزون	اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا
راز اشارون مین ہی سمجھاتی ہین کیا آنکھین	لب تقریر مین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندہ دکن شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہے عبث اے گلرو	ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آئی ہے آپ

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکہنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد حیدرآباد کو گئے تھے صاحب دیوان گذرے ہین

بجز رفاقت تنہائی اسیرانہ رہا	سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیرونکا	جدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اسیرونکا
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو	جنون کا دل مین چھپا خار دیکھیے کیا ہو
شانہ اوس زلف مین پھرتے یہ تعجب لکھتا تھا	بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
تجھ پہ فدا ہین سارے حسن و جمال والے	کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون	زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بہاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ	یاقوت جسکے آگے لگے آب سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے	عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے	کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر خیالی سے

جو دھمکایا دلٹتا ہے وہ بے تیر ہوائی
جو سانس کر پلٹے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بدرو سے کیون دل کو لگایا ہمنے
عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیونا تھہ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین
کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا
مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا

فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی
یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا

نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا
بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہوگی

آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار
نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہوگی

کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا
بدن مزار مین ہے روح کوے یار مین ہے

عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز
پیالہ ہاتھ مین مینا سے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لکھن لال باشندۂ شاہجہان پور مقیم محلہ کڑھ

آتا ہے یہ بھی شام جدائی مین اپنے کام
ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد ومسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا
ساری دنیا سے برا ہو گئے مین اچھا تو کیا

کیلی و فسون کا پھر دم بھرے مگر پہلے
کرے ہمارا سا پیدا دل و جگر رگ سنگ
جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی ہے
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ
مژگانون پہ بن جاتے ہین گل لخت دل آکر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آنکھ
باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے
دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے
سیر گردون تجھے دکھلائے وہ طلبی مستی
آرزو اے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے
مرتے ہین تنگ دہانی پہ کسی گلرو کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے
کاندھا دینا ہے پڑا لاشۂ عاشق کو ضرور
بھلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے
حشر ہو جائے پلٹ جائے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

نشتر تخلص منشی عبد العزیز رائیٹر ہلتہ آفس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جسر مولد و مسکن و جاے تربیت کلکتہ طبیعت ذکی شعر گوئی سے نہایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعر گوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوے وہ کب محتاج تیرے آب حیوان کا
نہین ہے خط عذار آتشین شمع رویون کی
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا
گمان شمع سر سے خون کے فوارے سے ہوتا ہے
سبھی پروانہ ہر جوہر تری شمشیر بُران کا
دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا
دونون رخسارون کا تیرے نور چھین لے ماہ و شمس
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا
اوبس شوخ پر جفا یہ کسی کا جو آسے دل
صدمے ہزار لاکھ جفائین اوٹھائے دل
چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم
یارب کٹینگی ہجر کی راتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین
ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چھٹکے ہین مقرر یہ سواد شام مین
وہ شوخ فتنہ خواو اٹھے جھرے سے تھا ایچکا
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہوا ور قیامت ہو

رہون مین سایۂ دامان پاک لطف احمد مین — سوا نیزے پہ جس دن یا خدا محشر قیامت ہو

زلف سیہ نہ روے صفا پہ چھوڑیے — شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو

کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج — دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

مثل پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین — حیف وہ مہر چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا — مجھکو سوتے سے جگا دیا کس نے

تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے — سر نواپر مین ہے یا کہ ان زلفون مین شانا ہے

وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین — مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے

آج سر خنجر بران سے جدا ہوتا ہے — مجھپہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیر نہ ہو — ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

خدا نخواستہ کیا اوس سے ہمکو تھا انکار — عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

یک قلم کیونکہ تمنا کو مٹا دون ظالم — اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کج فہمیون سے خلق کے دکھلا کے کیا ہوا — منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر — اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین — تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیری اس شوخی رفتار سے نکلی یا رب ہی — خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغہ کو اودھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا — مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون عزیز آہ یہ کیا ہو گیا — بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فرید آباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

یا سمجھتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا — یا گزر ہی نہین ہوتا ترے در پر اپنا

عالم مین اسے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ — کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک گلر خون سے کرون ارتباط عشق ۔ وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین
نے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام ۔ کوئی علاج زخم دل اسے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگہ قوم کایتھہ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی ۔ غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے ۔ بس یہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا
لیکے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے ۔ اے عزیز اوس مفت بر سے کس طرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بد طالعی سے نیک نہوگا مآل کار ۔ بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین ۔ سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین ۔ تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولاد ون مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کر دیا ۔ ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عسس تخلص بدر الدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون بے اوسنے چلا تھا کیا یہ جھگڑ رات کو ۔ کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مگر رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

روتے روتے نہ رہا نام کو نم چشمون مین ۔ آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے ۔ زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کچھ آپ کا اسمین ضرر نہین ۔ نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دلبر کی راہ ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو
آمد گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا آخر خزاں نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندۂ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پر خون کو نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن
غیرون سے ہنسا وہ جو مری سانس عشرت کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے
شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلوون سے کہا قاتل نے یون لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا اکلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا ورنہ دامن تک پہونچنا اوس فلک دشوار تھا
کر دیا آسان بس تیری نگاہ قہر نے ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا
تن سے بھی اوتر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے کیا کیجیئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے اسطرح کا کہین جگر دیکھا
دیدہ و دل جو کر کے وا دیکھا حرم و دیر مین خدا دیکھا
اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم خاک مین آپ کو ملا دیکھا
وحشت تجھکو قسم ہے مجنون کی عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کر چکا ہون مین برباد
تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا

مہربانی کرو تو عیب نہین
کام تو اب پیام سے گزرا

ہمنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین
عمر کیون کھوتے ہوا سے دیدۂ تر رونے دیز

کیا کیا جفائین ظالم ہم نے تری سہی ہین
لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لخان متوطن مئو مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق مین غوطہ کہاے
کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جاکر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدر آبادی

بسانِ مردمکِ چشم جو ہین اہل نظر
قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے باہر

جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوونگے
کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہی آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تارِ نگہ مین اے مردم
ہر ایک اشک کا مشکا ہے ہم کو سومن کا

ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا
کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا
خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا

رنجیدہ یار دست بسر داغ بدل ہاے
اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت

کیونکہ آوے نہ مجھے اب کمرِ یار پسند
فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند

چشم پر خون مین ہے لختِ دل بیتاب ہنوز
ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز

دل بشمار تو نے جو اسکے ہین زلف یار
لیوینگے بال بال کا تجھسے حساب ہم

سبز خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین
جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

چھپا گئین ہمین اپنی تو آئینہ وار چشم
قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا

وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش
اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا
ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے

دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن
یہان بہار ایک ہی چھینٹے ہین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف وشاگرد محمد مرزا انس باشندۂ لکھنو صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین
داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر

تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین
کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھ سے یون لگاتا ہون اوس گلبدن کے پاؤن
جسطرح کیبر لوچ چومتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر لوہے کلیجہ کوئی سہ در وان ہے
دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندۂ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمھارے سر پر
آتش حسن جبین سے کے ہین شرارے سر پر

وحشی چشم سیہ جائینگے صحرا کو اگر
ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے ہمارے سر پر

عشقی کی غرض مانیئے اسمین برائی کیا
اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین داغ

جسنے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا
اوڑگئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندۂ لکھنو شاگرد محمد علیخان ...

للہ الحمد ہوا مر کے عزیز دلہا
دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین معاصر شہیدی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین
نشہ مین اوسکے زبان رہا کی ہے

ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر
اونہین پر ہمنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندۂ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا وغلام حیدر مجیب راقم کے ملاقاتی ہین

نصیب اوج کی گردش یہان پستی دکھاتی ہے
رہا زیر فلک جو کوئی بالائے زمین آیا

پھونک دی ہے ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین آگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ بی تاثیر ہے
ای عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان نے اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کر کے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت سے ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا سنہ ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم عدو بر وہان مین ہوا اوس مکانکو
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریا دلون کو مارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو گو رسوا دون سے ہو نہ ربط
کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین روشن ضمیر
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ

ہین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم لگی ہے لو جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے | بے رحم و جفا پیشہ و خونخوار نہین ہے

غظیم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

کچھ تنگ مین نہین آتا ہے بجز جلوۂ یار | جب کہ ہم دل مین غظیم اپنے نظر کرتے ہین

عقیل تخلص مرزا وزیر حیدر عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا | کہ چھری لیکے وہ مین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صغیر بلبل و صحت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد مین سنہ ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم | گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم
کیا دم تھا گل جو دے گئی یارب نسیم صبح | غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون | لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گذرے

بعد الٰہی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین | بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مراد آباد

دھیان مین لاتے ہین جب اوبھری کسیلی گات ہم | مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دو لونتا ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان طپان دہلوی انکا مولد و جاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کے دوستون مین ہین سنہ ۱۲۷۴ بارہ سو چہتر ہجری مین مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہی مری ناموری کا | پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو | پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
شیوۂ مہر کبھی عادت ایام نہین | اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند ۔ جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہین
سمجھے غنیمت علی آدمی موجود کو ۔ دل سے کرے درگذر رفت کو اور بود کو
تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ ۔ لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ
کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت ۔ دیکھو جلا سے ہوتی ہی سِل ہے آئینہ
خاک پاے بتان سیمین تن ۔ کم نہین ہے الوپ انجن سے
تلاطم مین ہمیشہ کشتیِ عمر روان دیکھی ۔ حباب ہے قلزم طوفان کنار گو رساحل ہے
زمانہ وہ گیا گذرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین ۔ نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ اب وہ لاقت دل ہے
اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی ۔ کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے انہنے ایک چھوٹا سا رسالہ مونثات سماعی کے بیان مین یادگار چھوڑا ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم ۔ رہ رہ کے جو دھیان آتا ہو اوس عہد شکن کا
کیونکر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا ۔ یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا
کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین ۔ شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو بن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی ۔ عاشقون پر اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بشتر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا ولے ۔ ہم ترے عشق مین بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبدالکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے اوٹھینگے طوفان ۔ اسکا انجام نہین دیدۂ پرنم اچھا
کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا ۔ کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا
دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری ۔ اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظربازون نے
شوق مین دید کے باہر نکل آئین آنکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد سید اسمٰعیل حسین منیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رخ حجاب مین روح
بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح

ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سرخ کے تہ کو
عتاب چہرے سے ظاہر ہے پیار ہے دل مین

بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی
رولاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر فیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیاناً فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پہرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا
دھیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا

چین آتا نہین جو تجھکو علی احمد آج
یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا

ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق
دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

اکی اچھے نہین ہونے کے علیل
سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج شاگرد مظفر علی اسیر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا
موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین

بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا
مجھسے تقریر بھلا پیش خدا کیا ہوگی

بیٹھے بٹھلائے لیا زلف کا سودا سر پر
اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی

جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین
اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم
عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ حشیار رام کشمیری برادر راجہ دیارام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی ۔۔ کہ میری نعش پر دہ سرو گل اندام پہنچے گا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا ہوکر ۔۔ برا کرے ہو کسو سے کوئی بھلا ہوکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین سے تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو ۔۔ کیا اسیرون کو مار ڈالو گے
ایک رسوا ہیت ہے شہرت کو ۔۔ جمع کر کیا اجاڑ ڈالو گے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندہ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتے ہیں

جور سنگین دلان سے ہون مین شہید ۔۔ میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین اک لپٹ گیا ۔۔ تو یہ بھی دیکھ سکے اغیار بے حیا نہ اوسے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف نقد نغمہ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک ۔۔ جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندہ پرگنہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین ۔۔ وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر ۔۔ وقت قتل اتنا ترحم مجھہ پہ ای خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو ۔۔ صحبت زاہد سے جتنا ہوسکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھہ مین اور شیشہ ہے زیر بغل ۔۔ نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرات

اوڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے
ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے

گنتا ہون دم فراق مین تیری مری لیئے
ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا
شعلۂ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا

زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گلا
ہمسے کہہ دو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا

کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال سے
چنگاریان جھڑین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع مناح پور ضلع الہ آباد

دل کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش
کہون کیونکر اثر نالۂ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا سید بیتا پوری مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

کعبۂ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو
اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر ضلع سیتاپور گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص اِنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ
کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ

دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ
ہے ظلم جو یہی کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا
مری کس کسطرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش اداؤن سے ہمیشہ ناز اوٹھایا جاہیے
جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا جاہیے

عیش تخلص مرزا احمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ ہیں وصل مین ہووے
نہین وہ روز محشر کو بہی تا سقدر اوٹھیگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمہارے چہرہ پر نور کو — کرمکِ شب تاب سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین — ہم بھی کر لون اوسے سلام کہین
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی — ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد دادا خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائیں — دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین
تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید — کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ — جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا
کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق — اس دل پہ گمان لوگونکا کیا کیا نہین ہوتا
اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین — پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک
افشاے راز عشق کے باعث تمہین تو ہو — سو سو حجابیان ہین تمہارے حجاب مین

عیش تخلص راے سرت سنگہ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا — بنی گی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے
نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم — کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکت الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین — کہہ دیا ہنسنے مری جان جو کچھ تھا دل مین
مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا — بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ قرابت دار قاضی امین اللہ جاجموی شاگرد رشک صاحب دیوان گذرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل
کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین

ڈھالے ہین سانچے مین صانع نے تمھارے ہاتھ پاؤن
ہین خوش اسلوب اور نازک واہ وا رے ہاتھ پاؤن

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا
عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا

شب فرقت شب مصیبت ہے
روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا اسپتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع ساں رکھتے ہین ہم عشق مین اے یار قدم
سر بھی کٹ جائے تو ہٹتے نہین زنہار قدم

وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے
باغ مین رکھتے ہین ہم سونگھ کے ہر بار قدم

یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بھرتا
رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم

کشاکش یاد گیسو مین جان تھی ہر رگ تن سے
بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجھن سے

نظر آتے ہین صحرائے جنون بے رنگ گلشن سے
عجب وحشت نمایان ہے گلون کے چاک دامن سے

اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے
چراغ آسا مری تصویر جل اوٹھتی ہے روغن سے

دکھا دو تم جو حسن کعبہ رخ دیر مین جا کر
صدا تکبیر کی پیدا ہو ناقوس برہمن سے

عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا
صدائین ہائے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچھ دور نہین غیر سے چھپکر جو وہ آئین
بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا

کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا
ماہ رو آپ کہان رات کو مہمان رہے

سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھوٹا
ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر ہی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سرود حزان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرو نکا ہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم سرکشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی بگ
برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈبوئین اونگلیان کس نگینہ کے خون مین تونے
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین
نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین

تن تنہا سبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال
اک صراحی مئے گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نہین فسردہ ہے دیوانو مقرر ہے بہار آئی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمہ لیلاوتی مدرسہ دلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہے آنکھون سے اشک
بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیروال ضلع امرتسر

مضطر تو کوئی شئ نہین بسمل کے برابر
پر او سہین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا افضل لکھنوی

یہان مرگ سے جینا ہے یہان فتح دہی درمان ہے
عاشق ترا سنت کش کب ہووے مسیحا کا

بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے
پل مارتے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص رائے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب	غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ مرادآبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے	مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب ہے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنؤ ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزری

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل	نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین
نواسنج چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو	برنگ شعلہ گرد جانتے آتش زبان مجھکو
یادگیسو مین اولجھتا ہے سر شام سے دل	رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
دیدنی کارگاہ صنعت ہے	بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی ہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ھ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا	دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا
شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا	آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا
بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل	جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
مر گیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب	ناتوانی سے حریف دم عیسیٰ نہ ہوا
گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید	پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
تیرے وعدے پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤن کا بوسہ مگر
وائے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
ہے خبر گرم اونکے آنے کی
مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
ہوا جب غم سے یون بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
مئے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
تا کرے نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے

زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا
کہ خوشی سے مر نجاتے اگر اعتبار ہوتا
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا
نکلا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا / کہتے ہین ہم تجھکو منھ دکھلائین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ / جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے / کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
لو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین / اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی / کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے / فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات / دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑ جاے / جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے / کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملین گے / کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے / ہے ترے تیر کا پیکان عزیز
مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے / بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن / خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک
لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے / غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین / ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو / جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مہربان ہوکے بلا لو مجھے چاہو جس وقت / مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے / بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ / کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
ڈھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین / ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز / نامہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین / ہین جمع سویداے دل چشم مین آہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جاے / ورنہ مرجانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ؎
مجہ تک کب اونکی بزم مین آتا تھا دور جام
لاکھون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
غالب چھٹی شراب پر اب بہی کبھی کبھی
جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
ہے کیا جو کسکے باندہیے میری بلا ڈرے
ذکر میرا بہ بدی بہی اوسے منظور نہین
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین
عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جای دل
یارب زمانہ مجہکو مٹاتا ہے کس لیے
نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین
رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹجاتا ہے رنج
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش
اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا
دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آے کیون
حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم
ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین
وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار
جانکر کیجے تغافل کہ کچہ امید بہی ہو

ہمکو جینے کی بھی امید نہین
ساقی نے کچہ ملا نہ دیا ہو شراب مین
لاکھون بناو ایک بگڑنا عتاب مین
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین
غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہ دور نہین
کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین
ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہین
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین
مشکلین مجہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین
صحرا مین یا خدا کوئی دیوار بھی نہین
لڑتے ہین اور ہاتہ مین تلوار بھی نہین
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون
سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹھا دیا کہ یون
دیکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاؤن
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہان کیون ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہے
نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
یک گونہ بیخودی مجھے دنرات چاہیے

مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو
وہ سنکے بلا لین یہ اجارا نہین کرتے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے

لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر
اب تک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

صحبت مین غیر کے نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدے وفا کیے

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے بااینہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے

مارا زمانے نے اسد اللہ خان تمھین
وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی

ہو چکین غالب بلائین سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
شرم تم کو مگر نہین آتی

ہمکو اون سے وفا کی ہے امید
جو نہین جانتے وفا کیا ہے

مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے وان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون
سخت ارزان ہے گرانی میری

دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ہیچمدانی میری

کر دیا ضعف نے عاجز غالب
ننگ پیری ہے جوانی میری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی

اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے

چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے

چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے

غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاون پھول گئے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاون داب تو دے

در پردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جاے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچادے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

رونے سے اور عشق مین بیباک ہوگئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہوگئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہوگئے

تک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمھاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خونچکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمھارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ رند ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کیلیے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم مین نے پاسبان کے لیے

بے سبب خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے	نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر	کچہ تجہ کو مزا بہی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے	دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھونسے	کہ روتا ہے دل پر سوز آتش بار برسون مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی ججہر

کام تو سو طرح نکل آئے	کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آئینہ سے ہمیشہ دوچار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر	دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان	شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
نیمہ کے بند و اگر ساغر کو تو پیا کر	عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی تبریز زرآور تھے

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چندر رنگ عرف فرانسس انکا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آئینہ مین آپ نے دیکھا جو روئے آتشین	پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

سینہ کرتے ہیں لعل و گہر اشک دل افگار سے کیے
دیدۂ زار خزانے ہوئے فوارۂ دن کے

خنجر مژگان کی دکھلا آج برانی مجھے
آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے

سلطنت سے ہے کہین غالب شیر ہوا اگر
آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری کے

وہ کرتے تھے شکایت یہ کل رقیبوں سے
کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیا لال ابن منشی مشتاق راے باشندہ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے
رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب نواب کرنہ

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا
سلامتی کہی اپنی تو جب سلام آیا

عکس رخ اوسکا سمجھ کر آینہ پر آینہ
توڑتا ہے آینہ گر آینہ پر آینہ

عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اے آئینہ رو
بھیجتا تجھکو سکندر آینہ پر آینہ

غربت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق
ہم تو غربت کے اسی بات کے دلدادہ

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن الکا کشمیر مولد دلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریبا
وہ درد نہین جسکا طبیبوں سے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الٰہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل پہ جو یہ داغ ہے غریبا
حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہے غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندہ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

آنکھ و دل دیکے کوئی کیا خوش ہو
دلربا دلبری نہین کرتے

خضر جیسے و جام آب حیات
اب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی ولی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آئے
میرے دل کو بھی سرور ای مے خود کام آئے

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرأت شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا
کر دے معاف کوئی کسی کا کہا سنا

تھی زبان بیمار کی شیرے جو وقت نزع بند
تو دم مردن کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا

تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا

جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر
ششدر سا رہ گیا مین کلیجا سنبھال کر

تصویر مین ہو اوس سے دو بدو ہم
کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم

کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو لگو یا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

دن کو فرصت نہین تو آئے پیارے شب کو
ہم تو آ سکتے نہین غیر کے مارے شب کو

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ
لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ

وا اے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹے ہے
ہاے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹے ہے

جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین
جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹے ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شیرازی طالب و خواجہ زادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

ق

کرتا تھا بھی تیشہ فرہاد کبھی دل سے
لو سور ہو جا کے ہو فرہاد کبھی دن سے

سکندر آسے زمین ناپنے جو طالب گور
صدا یہ کان مین آئی دہان تربت سے

بس اب نہ کیجیے گام و سن سے پیمایش
یہان کی ہوگی مساحت جریب قیامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آ جا اے غفور کچھ نہ آفت
تم گھر سے جلد گھر سدھارو

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس صنم تصویر سے — نہ لین و اللہ تا روز قیامت وو سر کروٹ
خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہین قاصد — مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے — پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کپور تھلہ راجہ نہال سنگھ طولی تخلص

گورا غلامی مکھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج — سن لیجیے گا گور مین بے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب مچلتے ہین طفل اشک تو پھر — سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین
آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر امید — اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالہ دار لکھا ہے

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے — سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے
غم ترے اتنے تغافل سے سوا جاتا ہے — تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص سید محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ — سنگدل کافر بے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبداللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے معمور ہین آنکھین — اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگھ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرہ مے مین ہم سے ساقی ہی درگذرے — ورنہ پھر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے
صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے — ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین دس مجھلاہ کا — لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی جاہ کا
وصل کی شب گزر گئی پل مین — رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

غمگین تخلص میر سعید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا — آخر اوس شوخ نے جلا مارا
تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین — حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین
یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے — کہین مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے
گو سیہ بخت ہون پر سرمۂ بینائی ہون — جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رامپور صدر الصدور مرادآباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہنے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے — کہا یہ رندون سے تجھے سلام شیشے کا
بندے کو طلب ہو وے تو سرکار مین آوے — خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رامپور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا — ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا
آئے ذرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم — تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین
کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب — کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کیلیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا — برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑی ہے نظر حسن پہ دم چشم بریدن — یہان ہنسنے پہ گاہ بھی بیکار نہ پایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے — اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر — یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لگگیا تیغ بڑا عاشق شیدا دل مین — رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل — لٹ گیا مین محل بادشہ عادل مین
کشتئ مے سے مرا پار لگا دے بیڑا — آگئے یارب یہ دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جا جموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا — موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان — چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین — ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے — تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے — اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا اچھیگا قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام — کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر — دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دل مین بوسہ سوتے مین لیجے یہ کیا مین — سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم دگر نہ تھمیگا نہ مجھسے دل — جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر — رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو سے نامہ بر آئے
بیاں شرم سے آنے نہیں اور اپنے گھر آئے

کیا چین سے جا قبر میں آرام کرونگا
دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ
پاؤں مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم خورجہ صاحب کمال تھے

ممکن نہیں کہ حرف قضا ہو جبین سے دور
جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا
بریلی میں رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے میں دل شمع دار ساری رات
بہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات

دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہے
تا کہ کچھ کہوں بل ہے رکھائی تیوری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد
محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم متوعۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس
تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہائے بوستان ہیں
دو دن کے بعد ہونگے نالے ترے بازیں

آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے
کیوں ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان ہیں

لڑکپن سے ہے تجھکو عشق اے بت خوب رو کیسے
مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر بتی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا
بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص میر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکہ محمد علی شاہ پادشاہ
لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو ذہن تخلص

ہم سمجھے تھے محبت میں بہل جائیگا دل
یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اترولی
توابع علیگڑھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا لاشبیہ
تھر تھرائے اوسکے چار ون ریگ رنگ کے ہاتھ پاؤن

فایز تخلص منشی بختاور سنگھ خلف دھرم داس متوطن دہلی سرشتہ دار فوجداری ضلع الہ

کیون نہ اسے فایز ہو قسمت کا ستارا اوج پر
وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا

ہزار قامت رعنا کی پائی شکل اوسنے
اگرچہ چال کہان سرو جو بہار مین ہے

فایز تخلص محمد عابد خان باشندہ لکھنو مقیم ٹمیابرج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا
کیا قیامت ہے لیا جاتا ہے عالم دیکھنا

قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی خیال
دے نہ دینا خط مرا جسوقت برہم دیکھنا

فایز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن سبزوار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابش خورشید محشر سے مجھے
آہ سوزان کا دھوان اک سائبان ہو جائیگا

خیر ہے فایز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے
کو بکو کسواسطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

فایز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون کے یہ آیا جو دھیان
بس ہلال عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

پینا ہے جو محفل رندان مین تو پیجے
ہم بن اگر پیجے تو ہمارا لہو پیجے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندہ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب
چشم ساقی تو ہے گو ساغر صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ متخیر باشندہ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کاکل نے کیا
پیچ سے اوسکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا ۱۱۹۹ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنو مین تھے

گذرینگے دن جو یون ہی دو چار رکھے روتے ... گر گر پڑینگے سقف و در و دیوار روتے روتے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے شنید کو منہ موڑ لیجے ... تک خدا سے ڈرتے ان عضو کی عادت چھوڑ دے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اپنا گوش تک پہونچے ... کوئی شفیق اگر آ کے کان ہونٹھون پہ
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا ... پڑے ہین چھالے جو اے قصہ خوان ہونٹھون پہ

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ اکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب نازنین ... جب تلک جیتا رہونگا جی مرا گھبرائے گا
مجھ سے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آ کے فدا ... اپنے جامے مین وہ پھولون کے سما نہ سکیگا

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منصور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا پیارے رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے ... پہنچیگی خاک میری دعا آسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو ... اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم پہ فدا زلف یار کا ... کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی هزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے ہین اور مجھسے وہ باہم رہا ... ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فرید آباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ ... تو اشک یہان تلک اومڈے کہ بہہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون و مصحفی باشندہ لکھنؤ

غیر کی تمنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا ... خوب یہ کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین ... ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل — ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی — سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانے کی
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے — یہان کنج غم مین شکوہ کہ بخت سیاہ ہے
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم بہر زندہ رہے — ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندہ مرشدآباد و شاگرد فصیح العالم فصیح

حسیم آہوے چین خال جبین مشک خطا — روے صبح طرف زلف سیہ شام بلا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا — غنچہ نگہ چشم ہے لب آب بقا

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تہی

اب جائین کہان تری گلی سے — جون نقش قدم کہین رہے ہم
تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ — یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری بابت نہ
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے — تو نہ بولا کرا اے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا احمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ ترا الگ گل گلزار مین ہیا سے — اک نوک لگتی ہے ہر اک خار مین ہیا سے

فدا تخلص کھیمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوسنے کہ تین دل تو کر چکا ہون فدا — تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا — پر بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے کے تشویش ہوگا تجھے ہم بلبلان بالا کو — تو نہ کہنا پھول او غنچہ دہان بالا سے
کیون نہ ہو عقدہ ترا ابرو سے تجھ حسن — ہین اگر تو سے صدف تو ہین گہر کی لڑیان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر
جب سے دیکھین اہو فدا اوس فتنہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص میر فدا حسین باشندہ میرٹھہ شاگرد امداد حسین ظہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل
آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش کیسے مایوسی ہے
نعش یا تک بھی مرے دیکھیا جاسوسی ہے

فدوی تخلص لالہ لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کرکے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا۔ سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مرادآباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر
چل جاے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز
ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے
سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے
موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے

ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈری ہوئے
پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے

چشم پر آب ہے اور نفس پہ جگر جلتا ہے
کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

یہ سحر نہین باغ مین ہے آہ کسو کے
نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے ٭

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا
اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہووےگا

یار ہم سے جو سدا چین بجبین رہتا ہے
نہین معلوم بلا کونسی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھجو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ کھسیٹا محقق احمد شاہ بادشاہ کو واقف کار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین دردمند جدا
گو کرے کوئی بند بند جدا

ہر طرح ہم اوسکے ہین دل جانسے فدوی
وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش

عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سوا بساط
اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط

گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم
نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم

نہادا سہے دیدہ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم
مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی ہو ابھرے شبنم

چشم بد دور عجب آنکھین ہین
قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین

وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان
وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان

کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے
زندگانی عذاب ہے تجھ بن

حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو
جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی

یار ہو غیر و نکے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو
تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ وا

اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچھ خوب ہے
کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ وا

تک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

وزدیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو
اس تل لنگ کے اس شب کو اس انداز کی صد کے

دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران
تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہو وسے نہ آرام ہاتھ دل
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی
ایک دن تو کشت امید بیابان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روتے رہا تک جام کو
تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز نشاے بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ سینے محبت کا طوق
باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلا لی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تلمذ کرتے تھے

۴۱۶

آلی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل ۔۔۔ ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین بیٹھکے ۔۔۔ دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اسے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ ۔۔۔ چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص لیسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد ۔۔۔ یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال ۔۔۔ پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے ۔۔۔ ہے بوقلمون تیر پر رنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا ۔۔۔ عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو درد سرا سے ناصح ہے گردش پیمانہ ۔۔۔ پر ہم کو تو صندل ہے خاک درمیخانہ
اسیرونکی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین ۔۔۔ کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی ۔۔۔ کہ میر ا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

جون ریگ روان خانہ نشین ہون مین ازل سے — نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا
دل تھا منا کہ چشم یہ کرتا تری نگاہ — ساغر کو دیکھتا کہ مین شیشہ سنبھالتا
صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا — کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا
یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد — ذرا بھی تمکو کوئی مُنہ نہین لگانے کا
یہان تلک ہون سبک روِ رہِ عدم مین فقط — قدم جو رکھون تو نقشِ قدم نہین ہوتا
ترسین ہم اور رہے آئینہ تری لوٹی بہار — حیف بخت افسوس قسمت وائے طالع یا نصیب
خوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم — سر کو کبھو قدمون سے اوٹھانیکی نہین ہم
آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین — بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین
تیرے گل تکیونکے خاطر تو اے حسرت عیان — یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ
رہتا ہے عاشقون کا از بس ہجوم در پہ — ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ
سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سنبلے دگر — نیند تو اوڑگئی کم بخت سر سنبلے دگر
دامن تلک گیا تھا کبھی اوسکے دست ہم — اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی
تم گالیان جو دو تو مین جھڑکی بھی کیا نہ لون — پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے
آنکھون مین پھر رہا ہے اُسے سر فشانا تک — دامن اوٹھاکے چلنا تیرا انگلیون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولاوٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب دشمنا — مرتے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین — رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر
محشر کو واسطے جسے اوٹھینگے فراق ہم — تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور باد فروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے — گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فدا

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا | دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص اسد علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے | قیامت ہے ترے قامت سجی ساری
ملا جسکو تلوؤن سے نرگس سمجھکر | سنا تم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ شانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ سے | افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن الکاماورا النہر مولد فرخ آباد سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا | نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو سبب ہے گلشن مین وہ غنچہ ادا جانے | دہان یار نے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے سے دل غمناک پر | بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام | آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کس طرح سے لوٹے ہے | ہو وصل ترا اب کی یہ ہار ہے ادرین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جان کا دشمن | دل ہے پہلو مین مرے ہائے کہان کا دشمن
مرنے کے بعد مجھ پہ کیا کیا ستم نہ ہونگے | دیکھینگے غیر تجھکو اور ہائے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدار ناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے | پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کے ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

او سنے تو نامہ بر کو کیا قتل اور مجھے | ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچھ اب شام ہی سے آج | ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیزو
پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار وجب تک جواب خط آوے
اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا انیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار
سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جو سبب بدرہی واس خلف خوب گنج لال شاگرد اندر من فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا
باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر شہر زر
ہم تو یارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر مجھ سے ہو کیون ای مہوشان ناآشنا
مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابوالحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
محبت آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین

عشق نے سودا کیا بیان تک مجھے
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسفزئی باشندۂ دربھنگا ضلع مظفرپور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بند ہوائے کبھی
عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا

سطح سینہ پر ترے اے مت نو خیز کیا
ابھرا ابھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا

کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا — اوس گل نے جو کیا نہ کبھی خار نے کیا
وہان چھپا تی ہے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا — درخت بار ور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا
کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مری دل کا — ہر داغ بنا ہے ید بیضا مرے دل کا
اے نوک مژہ تجھسے خجل نشتر دسوز ن — لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا
ان گلرخون کا مجھکو تو با ور نہین نہین — ہان ہان بھرے ہین دلمین او رلب پر نہین نہین
بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل — ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین
آسیب پری ہوتا ہے جب سیم برون کو — تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین
ہر عاشق و معشوق اسیر آ ئے نظر فرد — یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین
فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون — لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک مشت خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی — تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی
کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے — پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے
اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے — سفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین — کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین
ایک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر — ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرحت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف بخشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے — اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرحتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل — کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین ہائے دل
سنکی ہے جب سے یار نے اٹکھیلیونکی چال — آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندهٔ دہلی

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن
گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس
سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین
لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد تحیے باشندهٔ لکھنو شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا
نہین ہے تن مین ہمارے یہ ہی حباب ہین دو
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو
تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھہ پہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہون ہاے مین اوس درجہ ہجر مین
ہلنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے
دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدۂ وصل
پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا
یہ سوچیئے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو
باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خرد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندهٔ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے
دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے
خیال غیر ہے ہمراہ جلوہ گاہ ان
تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے اوسے
کہتا ہے میرے پانون سے تو رکھ کنار ہم

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو
طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص ببر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے جا ہے سے وہ بت رام کیا ہو
خدا کا گر نہو فرہاد جیا

فرہاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اے واے جذب عشق مرے دل مین تھا
نالہ اوسکے پردۂ محمل مین رہ گیا
قفس کو نالۂ دل سے اسیر در کرتے ہین
صبا کے پاؤن مین زنجیر بوے گل سے پڑی ہے

فرہاد تخلص مرزا مغل بیگ مرحوم ولد مرزا الٰہی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد اسیر اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے آلہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس رو کے کتابی پہ نمایان دیکھا
بچۂ زاغ سیہ حافظ قرآن دیکھا
سنگیشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے
خم اوٹھا کر لاے خود پیر مغان بالاے سر

فرہاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے
گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا
کوئی نہین غمگسار دل کا

فرہاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی عظیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مرادون پہ یار کا جوبن
قدم قدم پہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا اکرم بخت نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گر عدو کا نہ بہتا
اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھا لائے تجھے گور سے اوسکی ۔ گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے تجھے ۔ ہونا جو تھا یہین وہ دم رفتار ہو گیا

فصاد تخلص ببو حجام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہمین پینے سے کیا کام ہے ساقی ۔ ہے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے ۔ دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا بادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال ۔ بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل ہوا
دیکھے گا پھنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل ۔ پچتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین ۔ تم مین دو وصف ہین بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشد آباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفہ نسخہ تپ ہجران کے لیے رو و دہن ۔ قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار ۔ اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی منڈو لال زار

گر یون فضا کو آپ لگا لے نہ دینگے ہاتھ ۔ چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاؤن

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف ننھے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے ۔ تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھرا آنکھین

فضل تخلص فضل مولی خان لکھنوی نواب مرشد آباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انہین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دہلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے ازبس مرا معمور ہے ۔ صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

اودی مستی وہ اوسکے کہ سینے پہ حرف ہے	لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندہ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین ومحمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کیوا	گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کے لیے

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دکھنی صاحب شاہ نجم الدین ابرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو	بیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل	روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا ٹھیر ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے	گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا
سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا	پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا	کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا
گیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان	یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا
لے سبب شمع کب جلے ہے فغان	لطف سوز و گداز مین پایا
ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین	تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پر
پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف	ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف
کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین	زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین	لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین
مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو	اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
بک گیا اب تو یہ دل کافر خونخوار کے ہاتھ	بندھ گئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے — خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے
ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے — اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے
ذکر کیوں غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے — انھیں باتوں سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے
دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان — تیر خالی پڑا نشانے سے
دل میں اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم — کہنے سننے کے لیئے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت میں میری پاس اگر آتا ہے خواب — دیکھ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن میں جبین سے ابروئے خمدار میں — آگیا بل انداز قاتل تری تلوار میں

فغان تخلص سید عباس علی خان

اکر وزبان کہے نہ سوالِ وصال پر — مہلت ملی زبان کو تیری نہیں سے کب
نقش قدم کی شکل ہمیں پایمال ہیں — یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمٰن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

ہوں میں دیوانہ کسی رشک قمر کا دہر — طوق گردن چاہیے بن جاے ہالہ ماہ کا
یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے — خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ
دیوان الخانظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا — اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا
ایک بوسہ فقیر کو دیجیے — رد نہ کیجے سوال سائل کا
گنج جو جانتے ہیں گنج قناعت کو فقیر — سامنے اونکے ہیں کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ میں تھے کبت دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف — ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہیں

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب
عینک سے ہے دوچند ضیاء بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر
نقطہ انتخاب ہے گویا

گم ہے آواز تیرے کوچے کی باشندونکی
نالہ کرنے سے گرا دنکے گلے بیٹھ گئے

بے غرض دید سے یہان کام تکلف نہین
خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرنار پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کتاکش یہ کون اُٹھا
فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب بادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس مکان مین وہ جان جہان نہ تھا
چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا

مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین
وہ تحود نما جہان مین ہیٔ کہیے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم سے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد
مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد

ایسی آنکھین نہ دیدہ ہین نہ شنید
تنتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا امّن نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری
ہم خانہ بدوش آہ رہے اپنے وطن مین

ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا
مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

نگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فتح اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے
یعنی مجھے کسواسطے سمجھا نظیر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری
شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورت برگ خزان خشک ہوا جاتا ہون
دیکھا جا کے نہین کاش بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندہ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار
وہ درِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپیے سونا کو منگوا کر دیے ٹکسال سے
اشرفی خانم کہونگی جا کے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم بیکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو محل شام اودھ اور بنارس کی سحر
کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہار عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

شگفتہ نہین ہزار کی فصل بہار مین
پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت آئینے
دیکھ لیتا ہون رخ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا پٹکتے ہین
خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے یار سنگدے مین نہ بستر لگا دیے
ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگا دیے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دل مضطر نہین ہے قابو مین
ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شور محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم
کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آکے کرتا ہون نا حق شکایتین — میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا — یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچہ ایسا دل ناشاد رہے — آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص میر پادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈہ تخلص ہ آپ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر — چہوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دور ہی مین اوس مسیح کی اولٹی ہوی ہو سانس — مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل — خسخانہ ہوگیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑ ہی پنجۂ شل نے غضب کیا — شانے سے اوس پری کے ہوی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی — سے ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین — پھرون حیران رہا کیجیے گا
تابکے نالہ و افغان سے — کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا — دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ — دل مین کیون کچھ بھی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک نے حیا نے پردہ دری — راز میرا ترا چھپا نہ رہا

بتون کے جور وجفا نے کیا ہمین گمراہ | چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم
ادھر موحل کے جگر خاک ادھر نہ ہوتا نیر | ملائین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم
کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب | گر تم نہین صحیح تو بیمار بھی نہین
چشمان نیم واتری اے مست خواب ناز | گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بھی نہین
تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی | کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین
آپ کے غم مین مرگیا ہون مین | اور کسطرح سے بنا ہون مین
عشق مین عقل و فہم کو کھو کر | فہمی اب نام کو رہا ہون مین
بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بھی تو حاصل | اے نالو ذرا کان تلک اوس یار کی پہنچو
ہرگز نہ دم یار جفا گوش مین آؤ | اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ
جو اونسے پوچھیے غیرون پہ کیون ہے لطف و کرم | تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو
ہوش کی اپنے دوا کیجیے کچھ خیر ہی ہے | آئے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو
حورون ہی سے لگائینگے دل کو کسیطرح | کوچہ تمھارا اگر نہین خلد برین تو ہے
مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے | گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے
وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت | جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے
وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر | لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے
جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف | رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی
اللہ یہ اپنی بیکسی ہے | رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے
چہرے کی بلائین لے رہی ہے | کاکل تری میری مدعی ہے
سر پہ ہے کھڑی قضا بھی وہ بھی | جان ایک عذاب مین پڑی ہے
مرتا ہے در انہ کاکلون پر | فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج سمتھر بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ عذرا بدیدہ چونک اوٹھینگے یار | ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دینگے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر

افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر	سیر ارقیب یار کا ہمراہ ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نہر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت وصحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ وکنایات منوّری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط	تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
بجد تک مجنون نے ڈہونڈا کوہ تک فرہاد نے	اسے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون و اعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن	دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے	دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سُنتا ہون کہ غیرون سے او نہین رہتی ہے صحبت	کہدو کوئی جا کر کہ یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا	ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع زرین کو اوٹھا دو	ایجان شب وصل مین پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض خزین کے	سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر وشواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرۂ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانیے کیا تھا	کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہین	برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحیدالدین فرد

بابس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم	داغ دل پر تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹتے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر	دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہدیا سب سے جو کہ تھا معلوم	دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق مین تیرے کنار و بوس کے ای تحسین	موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون	کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ	یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہے نمکپاشی سے	تیرے زخمون نے عبث اوس پہ تشکر خندہ کیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس	ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی	وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن	آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتے ہین	درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے	ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا	کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے	ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر	نہ جبین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا	بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا رواں | ہو گیا آخر کو یہ دریا رواں بالائے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش بھکیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان آشنا راقم کے ملاقاتی ہین

مانگ بالون مین نہین اوسکی عیان بالای سر | نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالای سر

قادر تخلص مرزا اسرار علی ولد مرزا اہنیگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چھین لو چرا لو جو عشاق یون نہ دین | وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند و بست زلف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح | دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کو | تو تو تھا ہی پر ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن بلگرام مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین | ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اتنی رہی خوشی | ہم نے لٹائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرأت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تہی

چین ابرو نے خوب روک دیا | تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیے تو جھوٹ سمجھے ہے | کہیے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے | ایر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی و الشمس رخ انور سے | جلوہ گر عالم و اللیل ہے موئے سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

نخ نعب احمد دلکرفتہ ہوکر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ نشین کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوگئے

تھی بات ہنسی کی یہ نہی جان پہ قاسم
لب اوسکے نمک ریز ہوئے زخم نہان پہ

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری تخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عہدۂ تحصیلداری پہ مامور رہے

بسر کن خوبون سے زیست کرکے اوٹھ گیا قاسم
ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا اکثر تھا

ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر رو مین
دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہوکر

ایک بوسے کے عوض دین و دنیا کہون گا کیا
بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین

تیغ دکھا دے تجھے کوئی بات سُنا دیجو کہ ہین
کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین

سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین ہی
سہی بھی یہ کم بخت ہر دم تشنہ دیدار ہین

نہین آواز بھی مُنہ سے نکلتی نا تواں کے
اسیر و کنا تمہارے نالہ بھی محبوس زندان ہے

مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے

جو ملان ہوئی تو جینگے نہین تو جان گئی
ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے

شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق
ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی ۱۲۶۱ھ تک زندہ تھا ۔ سنہ مذکور عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہو جان ہے تم پہ
اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو

مدت سے انتظار ہے تشریف لائیے
آنے مین اپنے دیر نہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آگئے تھے

بکھری ہوئین زلفین تری اس چاند سے منہ پر
قاسم کو دکھاتی ہین سماں چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران اے فلک
رزق ہے سنت سے قابل آسیا تیرے بنا

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور
کون مانے گا کہ تقدیر خدا تھی مین نہ تھا

سننگے وستاک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا
خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تھی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندہ بریلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا مین
پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے سنہ ١٢٤٦ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے الکا تذکرہ شعرا ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا
زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا

قرار و صبر و تاب و طاقت نہوا بن افزا تو کیا کرین ہم
پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا اے ناہم
سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لکھا تھا

یہ کہیئے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف
اسطرف بار سے آپ کا کیونکر گزر ہوا

دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے
آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت
ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت

قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم
کہ شب نتھی کاکل جانان نسے موبمو گستاخ

سراسر قول ترا اے بت نخوت کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک
ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے حظ

ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم
اے واے کہ تسبیر بھی نہین جا نشین ہم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ
لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم

غم درد و رنج محنت آفت ستم قیامت
فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سا تون

کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤن کو
یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے

مسلمان ہوا وہ پر ہوا ہو کیا اچھا ہے عاشق کے
وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندہ دہلی شاگرد شاہ اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آ گئے تھے صاحب دیوان گزرے

سخن شنیر

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا — سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز — نیم نظارہ یہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا — یوسف کے مقابل تری تصویر کرون مین
صبا چمن مین شہیدان یار دفن ہین کیا — ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے — موت لکھی تھی تری فرہاد تیرے ہاتھ سے

قاطع تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین صدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرا اللہ — یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہین صنم — پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے — روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا — دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی — مانند سراب مین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڈھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد رشک راہ کربلا مین گوشہ نشین گور ہوئے صاحب دیوان گزری

نالے کیے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے — لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے — کودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کے حرف
نام گل مشق یہان تک کئے ماشاء اللہ — خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کے حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل

خاک و اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو — کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قائم تخلص میرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

مر دو شب پھرتے ہین کوچہ مین ترے دلدار ہم — ہو کہین قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاند پور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا ایک تذکرۂ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ ہین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو دُرد تہ جام سبکشو
تا بفلک نالہ تو پہونچا ہمارا رات
غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے
ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جائے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
ہر وعدہ اوسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہون
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
دو جہان بھی ملے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین دل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تجھین ہے ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
نے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بار سے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
کچھ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جائے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار بھی تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچھ اپنی تو احتیاج نہین
ہنسکے کہنے لگے کہ یاد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہین
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرون
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے
معلوم ہو کسطرح تجھے حیا کسی کی

گو بظاہر تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا ‏— ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے پایا بات کہتے ‏— ہماری جز رسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتے مین آ گئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری مین لکھنؤ مین جا کر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف ‏— دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول
مصرع تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا ‏— وائے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول ۱۲۷۶ ہجری

کرتے ہین سر سبز چوب خشک کو جانباز عشق ‏— کسقدر منصور سے شہرہ ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند ‏— دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا
وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعد مردن بھی ‏— سنے گا اے پری رو تیرے کوچے مین مزار اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان ‏— میرا سوال دیکھیے اور یار کا جواب
پہلوے رخسار تابان ہے لبس کو سون ملکا ‏— شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوچہ دوست
برگ کیونکر نہ ہو خاموش گلون کی آگے ‏— نہین زیبا ہے تہی دست کو زردار سے بحث
یہ سرخ پوشش مرے قتل کی خوشی کی ہے ‏— نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن ‏— تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو رہجاؤ صنم رات کی رات ‏— لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلعت علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب اسد اللہ علی گڑھی سحر مگر کوئی شعر انکا دہلویون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

یہ نسبت عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ
ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دہوان بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد شاہ اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا
یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی
حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویونکا ایک تذکرہ اُنسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین
فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تاکجا
کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال خلف شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل انکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کہا مرتا ہون تجھپر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ
جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مر کے سامنے
جب وہین مین مر گیا اوسنے کہا سچا ہے یہ
اسکا اب مرقد بنادو میرے گھر کے سامنے ق

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ پرہیز و ورع اب بسر آیا
اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب گرے ہے دفع خمار قدرت
منہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو منہ بھوکا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز
ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ
سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کا غذ
اوڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی
کیا ہمنے آخر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹی ہے
فسردہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے
مرہم تازہ یا ناسور کہن چھوٹے ہے

سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوسکا ہے

لب جان بخش کی اوسکے جو پڑی ہے اک دھوم
لب عیسی نے مگر چیری زبان جو سی ہے

کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جوش زن دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوا دارونسے کاوش ہے مدام
ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہیں سب الاپ
گر صدائے چنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

ق
صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہاں سے کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر بسیر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدای کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

ق
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے

لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام سے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے حجت مسیح اگر طایر حنا
طوطی کی طرح جسے کرے تقریر ہاتھ میں

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیر کا لکھنؤ میں جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہیں کافر جو ملاقات کی راتیں
کٹتیں کسی عنوان نہیں برسات کی راتیں

تری بلائیں نہ لیں پاؤں بھی نہیں دابے
یہ ہم سمجھتے ہیں بیکار ہے بدن میں ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کرفر باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیابرج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر پسین نہ مثل حنا عاشقون کے دل — زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا
لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار مرا — جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر
بیچ مین آتو چکے اور بلا کیا ہو گی — اور سرگشتہ تری زلف رسا کیا ہو گی
سلیندہ اس سے سنے گا کسنے کی مسجد — دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہو گی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے — کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اسے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی — اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسائے بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام وبلول

حمد مین ہے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا — ہو سر دیوان یہ مصرع مد بسم اللہ کا
تراوہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ — چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر رسخ

کب سے آنکھین تھین لگین ذوق جراحت پر اودھر — ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار — سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سن لے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل — بر آے ایک عمر کی سب آرزوے دل
ہم پر تو کس آنکھون سے جو غصہ کی نظر ہے — پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی آنکھین

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادہ تفضل حسین خان و برادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتار اسکو دوش کر دیا — سر پر ہمارے قبر مین ور نہ کفن کے پاؤن

قربان تخلص میر محمدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد ثناء اللہ خان فراق

ملنے کا نہیں ہون مجھے بوسہ یہ تمنا لو　　مجھے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور

کیون نہ اک ٹھوکر سے وہان [illegible]　　دست بستہ معجز عیسے جہان استادہ ہو

کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ　　یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر الٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے　　کیا چھو تک دیا تونے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کے پیکان کو　　کہ آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے بیوفا یا باوفا ہو　　غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسۂ لب ہی کھڑا کوئی　　دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے　　میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر رہے

الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے　　نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنو شاگرد و ہمشیرزادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

ادا سے دیکھلو جاتا رہے گلہ دل کا　　بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

الٰہی خیر ہو کچھ کج رنگ بڈھب ہے　　تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی ہی بیعت ہے　　ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا

بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا　　ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مر گئے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے نہ جان سلے اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ سب ہے کھٹکے
عدو ہے جان ہے ادھر باغبان اودھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین
خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

ہو سکتا ہی نہین ہے تیر لگا ہ
قدر اند از ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دا بکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبای ہونٹھ

دون کی ہے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لن ترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہی گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ صحبتے ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتین بناسئے لاکھ وہ شیخی بگھارسکے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گلا کاٹو
اودھا تبھی نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

رہبر خیر رفیق تھا قلق ہاے
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان مجھپہ ہی کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کدورا ضلع کالپی شاگرد فخر الملک نواب میر منجو بیٹا صاحب دیوان ہین

ہوم آپ کے در پر ہے دادخواہون کا
ستم تو دیکھیے ان منکرین گناہون کا

آہ کی طرح سے کا ہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

جسکے سہم ٹکڑے داما ن و گریبان کیے ہوئے
کو ستے ہین میری جان کو بخیہ گری اوڈھنیا

ہوتی ہین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی
مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کر ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی
کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے
کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے

سمجھتے ہی تھمے گا اشک ناصح
رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل بس گئے ہزارون کراے غیرت چمن
پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا
عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا

بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب
دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب

تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب
صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب

آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین
زنجیر اوسکے در کی ہلا لی تمام شب

جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت
کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت

ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے
دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر

کیا جو قصد نکلنے کا مین نے زندان سے
ٹھہر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر

اپنے قدم سے کیون نہو در پا لہو کا دشت
ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین

ظاہر مین جو تو ملتا ہے سو حق مین قمر کے
خلوت مین لیکن اوس سے نکلتا نہین ہے

خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے
کر دیا بیخود تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض ۔۔۔ دھجیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبر آبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر ۔۔۔ یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کیسے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم ۔۔۔ ہزاروں آفتین ہین ایک ہم ہین کچھ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھگئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون ۔۔۔ ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ و زاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنئو

حال فرقت جو پڑھا خط مین تو یون کہنے لگے ۔۔۔ چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم پادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نالان ہے قمر دار غم عشق سے وہ بھی ۔۔۔ کب ہرزہ دراؤن پہ کھلا راز جرس کا
نہ آئی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی اتھون سے ۔۔۔ قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نوخط نے مجھے ۔۔۔ تو بھی اب توا ہی قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا ۔۔۔ آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی ۔۔۔ پردۂ روے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہی کھلا ۔۔۔ پھیلاے کب تلک رہون اے انتظار ہاتھ

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو مینے تڑپ تڑپ کاٹا ۔۔۔ نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجہ وزیر باشندۂ لکھنئو

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھا دے ۔۔۔ موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمر الدین خان باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہون غم ہجران سے جیسے خار پہلو مین
کھو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی الدین خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے
خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار آنکھین

حال کھلتا نہین کچھ چین بہ جبین ہونے کا
کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار ابرو

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا احسن بیگ شاگرد حسرت ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب کو لگتی ہے بری
فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم
غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا

ہنگام طوف دھیان بتو نکا رہا مجھے
مین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا

اوسکے یہ کہنے کے مین صدقے کہ گھبرا کر کہا
سانس الٹی ہاے یہ کیون نوجوان لینے لگا

جلا سے آئینہ ہوتی ہے خاک سے ظالم
صفا بھی چاہیے ہو دل مین جب غبار آیا

دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو
نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم
آنہین سکتے تمہارے دھیان مین

اسے توجہ چاہیے اب کر او ستم
ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے

پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو اٹھاتے ہین جا نشست رد
پھر ایسے قدر دان ملین گے کہان مجھے

گئے تھے تم کہان آئے کہان سے
کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم
مجھکو حیران خاک پر چھوڑا

قوت چھیڑا اون کیونکہ لگا اب تو مرا دل
اوس شوخ بے نظیر سے پر فن شریر سے

گر نہا کر وہ نچوڑے بال اپنے طشت مین
آئے اسکے طشت تک گوہر بنے اور گوہر حباب

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد مرزا قمر مولد انکا کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کین اوس شمع رو نے بزم مین
غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا

جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے
دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا

مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس
بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا

نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے ای ظالم
ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا

خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل
وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا

نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر
رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب

جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے مصفیر
پھول لاکر کیون نہ تربت پر چڑھائے عندلیب

تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر
جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر

قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین
اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین

جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا
مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون

معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین
بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا
ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین

کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون ویسکا ای قوس
لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین

ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح
ایجان کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین

سویا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو
مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو

تمھارے حسن نے سب کو تو گمراہ کر ڈالا
یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو

زانوئے دلدار اور تصویر پشت آئینہ
واہ وا ری واہ وا تقدیر پشت آئینہ

رات دن رہتا ہے ہم پہلوی دلبر آئینہ
پا گیا بخت عدو اسے دل مقدر آئینہ

زانوئے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ
بخت بد رکھتا ہے کیا سیدھا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہو گھر آئینہ
جانتا ہے بس عمل حب کا مقرر آئینہ

بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے بانکا یار نے بیدار ہو کر آئینہ

جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو شرماکر کہا
منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھا کر آئینہ

جو بات سچ ہے کہدون مین منہ پر ہزار کے
گل تک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کم اوس شعلہ رو کی ہے و لیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آے تو مرقد پہ آچکی
وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑہا چلے

ہوے پامال لاکھون اس ادا کے
چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

شہرہ جنیون مین ہے گر موے میان یار کا
شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دہوم ہے

مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی

چلتا ہے رک رک کے کن انکھیلیونکی چال سے
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین سناتے ہین مجھے

لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنو شاگرد ناسخ

ساقی پڑے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہاے عشق
ہو آخرش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندہ کاکوری

ہمراہی کیون نہ ہو باہم ہمارے اوسکی قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندہ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لے گیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

کرتے تھے تیر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا
اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا امراد علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہو پیار سے جانے بلا تمھاری
کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہوں میں

رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری میں
بھلا دیں وہ ہمیں ٹھہرے ہیں بس ایسی یاری میں

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے
آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے

پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب پوچھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

دھیان کرتا ہوں میں جب دانتوں کو انکے قیس
فکر کھاتی ہے مری آب گہر میں غوطے

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا جھو نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے
آج کیا بار خدا اوسکے یہ آیا دل میں

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبہ جگور تولد انکا لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

یہ ڈھنگ ہیں برے بخدا چھوڑ دو میری جان
نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ

ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے
کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا میں بھرتا رہا مرتے مرتے
جان کی طرح غم یار کو رکھا دل میں

خیر اچھا ہمیں نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو
اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل میں

مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو
ہے کبھی درد جگر میں کبھی ایذا دل میں

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبرآبادی

اک جام میں طلسم جہان کھل گیا تمام
حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام شب

یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل
محرم سے اونکے ہم بھی ہوں محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی مشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے روکا سر پر | تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا خدا بخش نواسۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا | کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش | اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا | سفید ہو گئے مثل کفن مزار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا | مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی بید الف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان سپہ بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہدا اپنی | لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم سر گل پہ نہین کاظم یہ سحر کو | پھوٹا ہے کوئی پاس غبار دل کا پھپھولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین یون رکھین | اور تو ہمارے راز کو یون بر ملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوتر لے پایا | پھر پڑے پاؤن مین بیڑی ہوا سودا مجھکو

کافر تخلص سید علی نقی معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشدآباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتونکے دلین کدورتین ہین ۔۔۔ مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ بدلی ۔۔۔ کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھگڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ کر اسکو سیلے جا بسینگے اک دن کافی ۔۔۔ قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت ۔۔۔ ہین بیحد احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت معدن رافت مخزن شفقت عین عنایت ۔۔۔ ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے ۔۔۔ ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفاے ورد مصیبت ادر ہے رنج و ذلالت ۔۔۔ کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابوسعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادرزادہ مرزا رحیم الدین حیا

نوچ کر پر قید سے چھوڑا انکو کیا چھوڑا ہے ہین ۔۔۔ تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے ۔۔۔ دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کاکل
فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل ۔۔۔ ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبریا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر ۔۔۔ خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبدالرؤف شہور اولاد مین حضرت سید محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض ۔۔۔ اسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین		ہمنے درگاہون مین چاندی کی چڑہالی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین		دل سے جو انس تھا اوسے وہ ہمسے کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز		کہ پیر مغان آشنا ہو گیا
یاد آنا کسی کے کاکل کا		تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دلی وکالت کرتے تھے

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اونے		لگا تیر اک بازگشتی جگر پہ

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان سے گر بچے دل ابرو کریگی ٹکڑے	ق	یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین نے چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی		تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چٹکی انگشت حنائی سے بجا کر کہتے ہین		بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا
ایک دو ہر روز بے جرم و خطا ہوتے ہین قتل		چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونرنگ کا
نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بے تائید غیر		دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ
بے حکم جو چھو لی تری زلف دوتا کی		مشکین مری بندھوائیے ہان مینے خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئینگے وہ گیسوے عنبر فشان		سورۂ واللیل پڑہتا ہون پئے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا		یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کافر مگر
گبر تڑپے ہیں جدا اکافر جدا ترسا جدا

عاشقوں کو گر یہی نیرنگیاں دکھلائے گا
آخرش ذرد وضا اک روز باندھا جائے گا

یوں حسرت دل کہتی ہے فرہاد سے رو رو
تیشہ کو لگا سر پہ تو پچھتائے گا آخر

بھر گئے زخم جگر جس شب سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر زلف

دو ہی زنجیروں میں کس پیچ کی جکڑی ہیں دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی وانگری شاگرد ذوق اسٹاپر کی پلٹن میں منشی تھے

جس گلی میں کہ تڑپتے ہیں ہزاروں بسمل
پاؤں پھیلا کے وہاں بیٹھ گئے حضرت دل

ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہے دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رلاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدرآباد میں تھے آخر الامر دہلی میں سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو پوچھا ہے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

ترا ناخوردہ ہمار تنک سے کیا کیا تڑپا
استخوانوں میں مرے دیکھ کے پیکان تیرا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنوں کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

وائے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا
رو گئے سے اشک کے لخت جگر آنکھ لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
ہر کوئی آرزو دے نشو و نما رکھتا ہے

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتواں کو سرکشی سے ایمائی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کونسے گل رو کے آنے کی خبر ہے باغ میں
جو ہے ہر سو قطرہ زن ابر بہاری اندنوں

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہیں زیست
ہم سانپ نہیں ہیں کہ جئیں چاٹ کے مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر رو برو جانے کی کریم
زیر دیوار سے جا نالہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر دامن پکڑنے آئیگا
مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا
تجھے وحشت سے ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے تیرے بلبلوں کو شیون تھا
بہار ہو لی تھی رخصت اور اداس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن حیدر گھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو لے آب سمجھے
یہ دندان تمہارے دہن میں جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہوں ترے ابروی خمدار پہ یار
کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادوں میں تھے

دیوانہ کیا بزم میں شب آکے کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ کے اردو میں ترجمہ کیے ہیں

چھپا ہے آ مرے چشم پر آب میں دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق
رہ گیا میں ترے کوچے میں گنہگار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہیں رات آنکھوں میں
تجھے میں آنکھوں میں کیونکر رکھوں کہ ہے برسات
پھر ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور رخ یار سے پیدا ہووے
خجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانک پور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان وتذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

ہین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا	عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا	کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام	مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر بسے خیال	اکثر ہے ہو کہ سرو لب جو نظر پڑا
ہین کود کے دیوار گیا یار کے گھر اور	بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب	جال صاحب سے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے	سوراخ ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت	یون جھانکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اپورب کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین ترے دل شیخ و شاب کا	قالب تہی ہے یاد مین تیرے حباب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقرار سی رات	مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور چکرورتی سنگہ باشندۂ اکبرآباد ولد راجہ بلوان سنگہ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے	خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے	شیدائی ہین دیوانے ہین انکے دل و جان سے

کوثر تخلص کمیدان پلٹن شاہی لکھنو مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جب کہ اوس رشک قمر نے مانگ مین [illegible]	ہوگیا سب کو ستارون کا گمان بالا کے
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک	ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر
ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین	کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین
دم نثار ہے جو ہے خنجر الفت سے لہو	ہے یہ ہمت بخدا عاشق دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری نے شکل دکھلائی ہنوز
جاگ اوٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہنوز

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی
اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہوا ندنون

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے
حیرت کی جا ہے آینہ ٹوٹا غبار سے

نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جاے
فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جاے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین
بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا
الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۹۱ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین
سورج مکھی کا پھول یہ شاخ سمن مین ہے

کیا کہون موج غم عشق مین دل کا احوال
تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین کبھی

کوچۂ یار جو یاد آے گا کوثر پس مرگ
دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین کبھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوے پھر انہون نے اونکی نعش کو لیکر دلی مین حضرت سلطان المشائخ کے مزار کی متصل دفن کیا

سیان تلک پانون مین پھپھولے ہین
کہ قدم بھر چلا نہین جاتا

پہ ور دہ کنار محبت ہے لخت دل
یون خاک پر نہ اوفتدہ خون چکان گرا

اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب جز
بلبل اودھر گری تو اودھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنو مین ریختہ گو تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ق

صبا اپنا پیام جان مخزون اوس سے کہدینا
کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا

جدائی سے ترے دم آرہا ہے اس دم آنکھون مین
جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیفیت تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہو گئے تم
کہیے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہوگا

یارب سبیل رکھکر سرِ سنان کیا رسے
للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا

یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا در رہے
جو محتسب سے بھی لوٹے تو جام بھر لینا

کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہوکر
بیشتر جام چھلک جاتا ہے مملو ہوکر

وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے
جوتی بھی اب نہین ہے سلیمان کی گور پر

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو پہ قاتل کو مین پہچانتا ہون
میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن

ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے
خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

لگائیگا جو سرمہ وہ بتِ طناز آنکھون مین
سیہ زنبور کا ہوجائیگا انداز آنکھون مین

یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین
کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین

وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین
برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ

اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نپایا
حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مرے دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن لسبت وچہار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ انسخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر
ارمان ظلم ہاے مرے دل مین رہگیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص راقم حیران

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ — کھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ جاناں

گرفتار تخلص سنگلے بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کچھ دوا کیجے — دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم تھے نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت میں تھے

اٹھ یاں رگڑیں کف افسوس بھی ملتے رہے — ہے جدائی اک بلا وے کہتے ہیں سارے ہاتھ پاؤں
چاہ میں اک بت ہرجائی کے — دربدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا امتیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے دکھن کی طرف جاکر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جس وقت کہ گلشن میں خراماں — کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
شب رخصت رہی رہو تم مرے گھر آج کی رات — یاں بلبل چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یار کی طرف — لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو میں بھرے ہیں تری ہاتھ سچ بتا — تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
میں یہاں تک اشک پونچھا آستیں سے — کہ ہے اک موج دریا ہر شکن میں
تیغ نگاہ کس کی دیکھی ہے سہنے یارب — کیوں زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہیں
سیل گریہ سے نہ ہم تا کمر ڈوب گئے — اس قدر روئے کہ ہمسایوں کے گھر ڈوب گئے

گریاں تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوز ان نبیرۂ اکبر علی برچھیت باشندۂ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن میں لگائے گل نرگس — در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھیں

گریاں تخلص میر حسام الدین عرف مجھو مرثیہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے — جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گریاں تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت و ضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا — نکالا طور اوسنے نزور یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی لکھنوی

جی لگا یا تھا سمجھ ہوئیگی فرصت حاصل | یہ نہ جانا تھا کہ آویگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان طپش

مرجان کا نخل ڈوب گیا بحر شرم مین | مہندی سے کے رنگ سے جو ہوا دست یار سرخ
عشق ہے دل کو نگاہ دیدۂ مخمور سے | ساقیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنو

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے انکو | جو ترے مست ہین ہستی ہین وہ ہشیارونکی

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل | اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین | وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے | غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین جی

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس قلم سخن سے لیجئے تقریر بول اوٹھے | ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جا بجا سے ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر | ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر
بولنگا کس وسے جلتی صورت پروانہ شمع | دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن کوہاٹ شاگرد خواجہ وزیر لکھنؤ کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ یہ مین مر ہی گیا | درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
وہ ایسا نہین جیسا ہے بات سنکر | کوئی اور ہووےگا گویا نہ ہوگا

سخن شعار

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا / توسن جانان سمند عمر سے چالاک تھا
تھا جو افتادگی شعار اپنا / نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم / بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر / آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا / ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا / حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت / کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم
شب وصال مین کیا یار سے دوچار ہون نہین / رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین
پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پہ / گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین / ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین
وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا / کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین
زاہد وہ جرم کیا کرتا ہون مین بھر ثواب / دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش تجھے
حال عاشق و معشوق ہے ایک / سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گوہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن ظفر ولد ولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین اُنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا / ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا
طوطی کی طرح بند نہ ہو جاے یہ از خود / گر مرغ دل ان ہڈیون کے جال مین پھڑکا
نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا / اوس بت کے کان تک نہ گئی پر صدائے دل
دیکھا جو روے یار کو تسکین ہوئی گہر / آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روائے دل
جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی / آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

رباعی

اک دن تہ خاک ہمکو جانا ہوگا	اور تہ مین کفن کے منہ چھپانا ہوگا
ایسے سو دینگے ہم وہان اے لائق	جانا ہوگا کہین نہ آنا ہوگا

لسان میر کلیم اللہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین انتقال کیا

جدا ہو تجھسے مرا یار یہ خدا نکرے	خدا کسی کے تئین یار سے جدا نہ کرے

لطافت تخلص سید حسن ولد و شاگرد امانت لکھنوی صاحب دیوان ہین

ذبح ہو کر جو کوئی یار مین تڑپا ٹھہرا	رقص بسمل مرے قاتل کا تماشا ٹھہرا
دل عشاق ہین مانند سکندر گمراہ	کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین	زنبور بہرہ مند ہوئی انگبین سے کب
جگھڑا روز حسینون کا رہا کرتا ہے	اے پریرو نہ مرے گھر کو پرستان ہونچے

لطف تخلص مرزا علی استرآبادی شاگرد مرزا رفیع سودا دہلی مین تربیت پائی تھی عظیم آباد کی اطراف مین سکونت کی تھی حیدرآباد کی بھی سیر کی تھی انسے ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار رہے صاحب گلشن بیخار نے جو انکو شاگرد میر تقی لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا وگرنہ ملا	در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
کبھو اوس زلف مین شانہ سمجھکر شانہ	لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا
ہوگئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پرشکن	ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ساقی لگادے خم مرے منہ سے کہ بار بار	احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا	سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
ہے یہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو بار	پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم
خاموشی ہماری کی تئین سحر ہی جانو	گو ہمکو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہین معلوم
اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا	گو اور طرح اوسکی ہو چولی مسک گئی

لطف تخلص لطف علی خان باشندۂ بریلی انکا دیوان حضرت سرور انبیا

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین گزرا

اچھا نہ ہو یارب کبھی بیمار محمد
کم ہو نہ کبھی خواہش دیدار محمد

مومن ہوا جسنے کیا اقرار محمد
کافر ہوا جسنے کیا انکار محمد

ہے سر مین ازل سے سر سودائے محمد
ہے دل مین خیال رخ زیبائے محمد

ہے شوق فزائے دل وجان روے محمد
روے دل وجان کیون نہ رہی سوے محمد

لطیف تخلص میر شمس الدین صوفی مقیم لکھنؤ

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے جو لطفے مین
جو ہے دلسوز مرا وہ ہی جلاتا ہے مجھے

گھر مین جا بیٹھ رہا اوس پہ خفا ہو تو لطیف
کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی باشندۂ دہلی شاگرد میر درد جواہرات پہچاننے مین اچھا دخل رکھتے تھے

روتے ہین شیخ و برہمن سبھی دلکو اشکون
گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا

رہتا ہے درد روز دل ناتوان مین
کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان مین

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے
تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطیف تخلص حفیظ اللہ باشندۂ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

وہ پڑھ کے سطر کونسی چین بر جبین نہین
ہر چند خط مین حرف شکایت کہین نہین

لطیف تخلص دولت سنگھ کھتری باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی چودہ۱۴ پندرہ۱۵ برس کا عرصہ ہوا کہ فوت کی

کوئی کہتا تھا قصہ مجنون کا
مین اوسے اپنا ماجرا سمجھا

لطیف تخلص لالہ شیو سہاے خلف لالہ دیبی پرشاد باشندۂ فرخ آباد

دیوانہ عشق کا نہین سنتا کسیکی بات
ناصح کی پند خاک اوسے سود مند ہے

لطیف تخلص منشی عبد الحق خلف منشی شرافت اللہ باشندۂ کمرلہ مدت تک لکھنؤ مین تھے دس یا بارہ۱۲ برس ہوئے وہانسے پھر آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین اشعار انکے عاشقانہ ہوتے ہین

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا — کہان سے تیری محبت مین کہان آیا
لطیف اثر ہے قیامت کا میرے نالون مین — زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

لگنت تخلص محمد بشیر خان برادر عم زاد و شاگرد مستقیم خان وسعت

لیسی بلا سے بد ہے یہ تاثیر زلف کی — پھرتی ہے اپنی آنکھون مین تصویر زلف کی

لعلن تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمھارے ادھر سے ادھر گئے — تم نے نہ پوچھا آئے کہان اور کدھر گئے

لییق تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

پھر پیدا جب وہ تند خو ہو جائے گا — حشر برپا دس گھڑی پھر چارسو ہو جائیگا

حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ مصاحب راجہ بلوان سنگہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر تخلص باشندہ لکھنؤ مقیم اکبر آباد شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہین

نہین ہے جبر اوٹھانے یہ اختیار مین روح — بشر کا جسم نہ دیکھی کبھی قرار مین روح
کیا ہے حسرت بوس و کنار نے آخر — رہیگی تا بقیامت غم فشار مین روح
جب مین کہتا ہون کہ اب جان نکلتی ہے مری — ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا جانے دو
ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر — بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری حسن انکا شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین معقول دخل رکھتے تھے

مدہ مین جو بن کے جو ہے وہ بت بیباک چھلا — گل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو ناک چھلا
بنی سہیل آنکھین ہین زہرہ و مشتری — قطب سپہر حسن ہے تل تیرے گال کا

ماہر تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

بیچ مین لا کے مجھکو یہ سر اسر گیسو — اے پری دیکھ تو چہرے سے اوٹھا کر گیسو

ماہر تخلص فخر الدین خان دہلوی مقیم لکھنؤ خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

نہ اتنی بھی ملی فرصت کہ اوٹھکر مانگتے پانی ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا
ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل بلا سے گر بلا مین پڑ گیا دل

ماہر تخلص مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا زور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم پادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا
ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا
اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین اک پارسا سنا ہے کہ میخوار ہو گیا
ملے یہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا
ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے یار نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا
جو اشارا تھا حریفون سے سو تیر قتل کا ترک چشم یار تھا تو مست پر ہشیار تھا
بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان پہ کس کافر کی دزدیدہ نگہ کا وار تھا
خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا کہ دلمین ہوتی تھی رہ رہ کے بیقراری رات
کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین نہ تھا بت اسکو اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکھکر
وصل کی رات ہر اک بات پہ منہ پھیر کے وہ بے مزہ یون ہین کہ گویا انھین منظور نہین
رگڑا ہے اک عالم در پر ترے جبین کو کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو
جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے چھاتی کی سل موئے پہ پاتا ہون اب زمین کو
ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل باد گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو
اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے ماہر کسقدر سہل ہوا عقدۂ دشوار مجھے
باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام پر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے
مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین ملے رکھتا ہے حسن شوخ ترا بدگمان مجھے
لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین توبہ ڈبوے دیتی ہے پیر مغان مجھے
کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم ہوئے شرمندہ برہمن سے صنم سے چھوٹے

مائل تخلص میر محمدی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم شاہ عالم پادشاہ کے عہد مین

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس ... مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یارخان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے دو اثر بھی نالۂ و فریاد کا ... حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا
ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا ... خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مری دل سے
پاس سیر ابھی ہے اونکو پاس سوالی بھی ہے ... منہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا آقا در بیگ باشندۂ بریلی

دماغ دوستو جو سیر کج کلاہ کا ہے ... نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین ... سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا یہان مجھے ... پھینکا فلک نے لاکے کہان ہے کہان مجھے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کہیگا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو ... اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا ... مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا
یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے ... بالا ہے نہ ہیکل ہے تنبہ ا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف ... لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد عبداللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا ... جسم بھر مین ہے فقط تجھو ار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح ... اتنا پتھر نے دیا ہے ہم کھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل پھرا مجھ سے میرے دلبر کا | تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ جنڈی سہائے باشندہ پرتاب گڈہ سررشتہ دار سررشتہ انگریزی الہ آباد

عاشق رخ ہوں سر زلف گرہ گیر نہیں | پائے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہیں
اوڑ گیا ہے اثر جذب محبت یارب | یا مرے نالۂ جانکاہ میں تاثیر نہیں

مبتلا تخلص صفدر العلیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس معاصر سودا نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار میں بڑا اقتدار رکھتے تھے
صاحب دیوان تذکرہ اردو فارسی گزرے

جسطرح جوش پہ ہے دیدۂ گریاں میرا | نوح کو آنکھیں دکھاتا ہے یہ طوفاں میرا
عکس ہے جب سے کہ اوس رخ کی تاب آنکھوں میں | نہیں ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھوں میں
شیشۂ دل پٹک دیا تو نے | سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو ترے داغوں سے اب آگ لگی ہے | جی کیونکہ بچے چاروں طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار میں پائے راحت | چاندنی رات کو اسے رشک قمر بھول گئے

مبہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا | نکل کے آنکھوں سے آنسو نے پاتراب کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی
کے مشاعرہ میں دیکھا تھا اور انکے اشعار بھی بہت سنے تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹے گی تمام عمر | کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کھیل کہیں سمجھے ہو | توڑنے آئے ہو کیوں خنجر بران اپنا
نکلا لاصنم سے لو کعبہ گیا | میں مفت میں پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہیں اور یاں وہ ادھر [illegible] | غیر کے جذبۂ الفت سے اثر کو دیکھو
علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے | کیے زخموں کے روزن بند ہر ناوک کو [illegible]

مشفق تخلص میر شفق خلف و شاگرد میر جواد علی خان بادہی شناوری اور تیر اندازی مین
اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہے حال پریشان میرا ‖ دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

مشتاق تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شایق ابن مولوی محمد مشائخ باشندہ
فرنگی محل شہر لکھنو شاگرد خواجہ وزیر وزیر دالطاف حسین الطاف

نامہ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور ‖ اے کبوتر آ بنا لے میرے سر پر آشیان
دل و جان دین و ایمان دست بکر سب لیتے مین ‖ غضب کی چھینیان جان ترو یر کرتے ہین

مشتاق تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دلی سے سلطنت کرتے ہین ہم ‖ بوریا ہے فقر ہے آل مسند شاہانہ آج

مشتاق تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلم ہے بات ہے ‖ شکر خدا کہ اب نظر التفات ہے

مثبت تخلص خواجہ قدا علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین ‖ مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا انداز ‖ کالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقہ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین ‖ ہاتھ مین اپنے لیے ہے شب دیجور چراغ
شب خوشی سے پاؤن پھیلا گھر مین تم سو گئے ‖ ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا سودا مقیم لکھنو
صاحب دیوان گزرے

مجذوب گل خون سے لگانا نہ زینہار ‖ خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمہارے کچھ اگر مر جاؤن تو مین جانون ‖ بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہوئے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو ‖ بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روو‌ینگے زار زار ‖ جنت مین تیرے سایہ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آمادہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل ہزارہ خلف خیالی لال

ترش ہو کر دیا بوسہ دہن کا
ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

مجرد تخلص محمد پناہ دہلوی

سجدہ کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے
ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل
جب کہ بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبرآبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت
کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت

کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئی مجھکو
وہ کلال جو نظر آئے کل آئے مجھکو

شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو
گر ہم ہین جفا جو تو کسی اور کو چاہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین فگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھیگا کون
مراد دل ہے بدر شب تار سے

کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہے سمجھو گلستان سے

نہ ہو ملنے سے ترے سب کام بگڑے
تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے

کوئی پیش آنا ہے روز سیاہ
شب ہجر کی جو سحر ہو گئی

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین
کھٹک ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید الغنی مرحوم باشندہ رامپور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید الغنی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آگئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے وہ بہا نہیں جاتا
یہ لال نشیمن سے اوڑایا نہیں جاتا

خط آنے سے بھی زلف کا سودا نہیں جاتا
کالا ترا کالے سے بھی کیلا نہیں جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی
یہان بوسہ لب کا کبھی لیکا نہیں جاتا

چال بجلی کی نہ گور شہدا پہ چلیے
کشتۂ ناز ہر اک قبر میں مضطر ہوگا

وادی شوق میں تنہا دلِ گمراہ نہیں خضر اور راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چٹنے سے نہیں داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال
ہے بجا شور لن ترانی کا

بوسہ لب پہ دیتے ہو دشنام
تمکو لپکا ہے بد زبانی کا

سودا اسے جعد یار کا ہے
پھر سر پہ مرے سایۂ ہما ہے

کیا فوج الم سے دغدغہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہیں یاد سب کے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہیں آہ تک بھی ہمدم
سنسان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکلون کا آزاد
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

کیا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوارے ہوئے نکلے

پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی
پھر آئے جو اس دیدۂ [illegible] مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے وائے عاشقون کہ ہم ہین وفا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری شتاب و رے لال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح | جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید انعام حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنؤ ولد سید احسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اس سبب سے نہیں بیقرار دل | صیاد و صید گہ میں کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہے ہجوم | آباد اندنوں ہی انھیں سے ہے دیار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا | رنگ لاتے ہیں وہ مہندی کا لگانا کیسا
ڈرنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھوں سے | مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھوں سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سوغات میں اوسکے نہ رو سے دیا | جو کدورت تھی گئی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوبندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی مل جا | تیری فرقت میں کہان تک وہ پریشان

مجنون تخلص ایک شخص مشہور ہے درویش برہنہ کا ہے وہ اوائل میں سرہند مقیم تھا نبیرۂ رائے بشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گزرے

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھ گیا | حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا
جب سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو | مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن میں سو بار اوسکے روبرو جاتا ہے مجھے | اسمیں سودائی سمجھے یا کوئی دیوانا مجھے

مجیب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین کی اوڑا لائے بو | آج میں ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین — بندہ پرور ہین کچھ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے — ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چھٹ کے بھی فریاد کرینگے — جب حسب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوشش قامتی یار کر گئے — سو بر استئے سرو پر ایراد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری جاہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی نہے درستی بات کہنی ہے — اثر اوس سنگدل کی ہزرہ باتین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — مینخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خندان لب اوسکی روسی قدح اور قدح سے ہم — بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سے ہم
اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آؤ — نذر ہی کرتے ہین تو جان جو ہم تک آؤ
بڑھ کچھ تو ایک بوسے پہ ای یار اور بھی — ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی
جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے — اوو ہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادہ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صفیر تخلص

دل مین ہر ایک کے مین کھٹکتا ہون رات دن — گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا
اے محب کوچے مین اوسکے اوڑ کر جاتا ہون سدا — پاسے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا — لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

سخن شعرا

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا — پھر تس پہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد ثناء الله خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو — سیاہ چشم بنیا ہمنے طوطیا باندھا
اگر حنا ترے ہاتھو نسے خون بہا دل کا — تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا
یون نمایان ہے خط عذار یار کے گرد — جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہو تالاب کے گرد
صبح شب باغ مین دو رنگ قمر پھرتا ہے — آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
متصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ تجھے — کس پری پیکر کا یارب ہو گیا سایہ تجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حضرت میر درد قدس سرہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی سنہ ۱۲۲۲ھ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا — بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد — مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین — یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا — منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت الله زرگر دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن — افسوس کہ جامۂ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود دست الٰہی قدرت سے تمہاری تصویر — ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

محبوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو — نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو ہم قتل تو کیسے — تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محتشم تخلص خواجہ محتشم علیخان باشندۂ عظیم آباد برادرزادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا / دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا
اے مژہ اتنی اشکباری / کھل جاے ہے ابر بھی برس کر
گل اوس گل تر کا رہا ہے / ہے ایک یہ دل ہزار دل مین
پیغام پیر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک / شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسہ خواجہ حسن باشندہ لکھنو شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین / شمشیر ہی پان کی تحریر گلے مین
چار تلوار مین چلین ہوگئے جو زنگ رقیب / میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوے چار ابرو
سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین باقی ہے فروغ / رشتہ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ
کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے / دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

مہجور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام براقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۱۸ اٹھارہ سو اٹھارہ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے / نہایت ہی اس قلب محزون کو صدمہ
جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا / تو مرگ جوان ہاتم سخت بولا
سنہ ۱۸۱۸ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑا ہوا / درمان سے اور درد ہمارا سوا ہوا
جانکاہی فراق مین بس ہوگیا وصال / آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا
حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کسلیے / آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا
باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا / گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا
پھول جائے جسم زار عندلیب / گل جو ہو شمع مزار عندلیب

ای مہر سنج لطف و کرم تیری فیض سے ۔۔۔ دیدۂ مکان حسن ہے اور دل سرای عشق
مجرور کو پہونچے نہین قیس و کوہکن ۔۔۔ پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدای عشق
شب وصلت مین چپ ہی تھی زبان و دہن تنگ شیرین کی ۔۔۔ بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان اسکا
سخت آہن سے ہے تمہارا دل ۔۔۔ موم سے نرم ہے ہمارا دل
اب تڑپتا ہے پارہ پارہ دل ۔۔۔ مثل سیماب ہے ہمارا دل
کب تک آئیگا میرا مصحف رو ۔۔۔ حافظو فال دیکھو قرآن مین

مجرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندۂ کاکوری شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن ۔۔۔ بدر مہ نو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن
بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدۂ وصل ۔۔۔ گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگد رای فرخ آبادی

سمجھ محروم الحذر دل مین ہوا عہد شباب آخر ۔۔۔ کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

محزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر سخن ریاضی مین کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف ۔۔۔ بات کرتے ہی مین جو تم ربط سخن بھول گئے
نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد ۔۔۔ حیف محزون تجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے جیت پور توابع کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا ۔۔۔ کیا دل دیوانہ محو صفت جانانہ تھا
صبر و شکیب عجز و تحمل سے کام رکھ ۔۔۔ محزون جہان مین خوب ہے غم کھانا یار کا
ہمیشہ غش پہ غش آیا اسے تمنا مین ۔۔۔ کہ اب چھڑکنے تو ہم پہ کوئی گلاب آیا
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش ۔۔۔ اقرار تو کیسا ہے انکار بھی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو محزون ہوا خیال ہا — آب رواں پہ کشتی عمر رواں ہے اب
مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہاں — رخ نگار کہاں روے آفتاب کہاں
بلاق کو کرتی ہے جفت و جفت کو کرتی ہے طاق — کسیلی ہے کیا تمہاری موتی نکلی کنکری

محزون تخلص مرزا امنگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالفتاح اوج

اوسکے منہ کون لگ سکے محزون — ہان مگر منہ پہ اوسکے آیا خط

محزون تخلص آغا علی دہلوی

اب ہے دزدیدہ نظر کیون مری جان ظالم — پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

محزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندہ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کے ہم — بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کے ہم

محزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

ہم اگرچہ مین بخت سیاہ رکھتا ہون — ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

محزون تخلص حکیم ابوالحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے یہان سے ورنہ عندلیب — خندہ گل ایک دن برق چمن ہو جاے گا
ہم جو چاہین بھی کچھ اوس سے تو وہ نہین کچھ چاہتا — ما سوا اسکے نہین کچھ کام گلعذارون کو
گر پڑے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ سکے — ہم تماشا ترا اسے دیدہ تر دیکھ چکے

محزون تخلص عالم شاہ شہزادہ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب — کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا
ہم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان وتذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن جونسہ باشندہ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہم — ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین ہم
کھلا نہ تو نشکین ہے وہ یا چشم غزال — بنگیا عقدہ لاحل ترا جوڑا سر پہ

ان سے کہتی ہیں وہ اکثر دکھا کر چھاتیاں — سنگدل جیسے ہیں ہم ویسی ہیں پتھر چھاتیاں
تم نے رکھے پھول انگیا میں ہوئی طرفہ بہار — گل کھلائے عاشقوں کے بھی جلا کر چھاتیاں
یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار — یہ نہیں ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیاں
وہی ہے داغ وہی جوش خون کا عالم ہے — شبیہ ہے گل لالہ میں ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انیح باشندہ مونگیر

ہوئی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے — جی جا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا
دل کی دیتا ہے خبر آٹھ پہر فرقت مین — کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبرآبادی مقیم دہلی برادر زادہ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزرے

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ — زندہ کرتا ہے نام عیسی کا
تنہا نہ کل شکست و درستی کعبہ کا سے — یہ سب کیا ہے شیخ نے دل مین نہ گھر کیا
ٹک آکے دیکھ نہین کچھ بھی حال آنکھون مین — پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندہ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت نہین جھگڑا — ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندہ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر — ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجہ آفتاب احمد نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوک مژگان سے تیرے منہ نہ موڑونگا کبھی — صورت غربال گر چھن کر تن ہو جائیگا
بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکے — پاس اغیار ہی سے تو ادھر دیکھ چکے

محقق تخلص عبد اللہ خان باشندہ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین۔ ریختی لکھنے مین اس طرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہروں میں رہتے ہیں اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہیں ان میں ایک بڑا عیب ہے کہ اوروں کے شعر اپنے نام سے پڑھتے ہیں راقم کے ملاقاتی ہیں ریختی میں خانمجان تخلص کرتے ہیں

ہجر میں تسکین دیتا ہیں کہ سر کو پیٹتا
ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محتشم تخلص اکرام اللہ خان باشندہ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے داماں کے تلے
فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگاں کے تلے

تھمی نہیں نالے سے گر کشمکش زبان میری
بہی ہے پھوٹ کے چشم خونفشان میری

محتشم تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی لطافت کو قتل کر کے دہلی میں گئے تھے جب پھر لکھنؤ کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا میں لے کے نعش کو میری بہا دیا
قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا

دو دن میں اوس چشم کے گردوں کو آسایش نہیں
کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی زیبایش نہیں

جان منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے
جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا
اور ہمیں دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہوں یہ دعا میں شب وصل اے محمود
نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر میں کیا کیجیئے سکا
قاتل جو ہمیں سر بگریباں نظر آیا

مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج
وہ شوخ جو انگشت بدنداں نظر آیا

گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا
نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا

دشمن کو مرے گور پہ لانا نہیں اچھا
مردے کو مسلمان کے جلانا نہیں اچھا

بیداد گذشتہ کی کریں کیونکہ شکایت
اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہیں اچھا

نہ ڈرانا ر جہنم سے عبث اے واعظ
ہے بہت تجہ ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل

جو یاسے زہر ہین یہ گران جانیون مین ہم
اعداسے گہر گئے تری مہمانیون مین ہم

اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تھا
دروازے ہی پر رہنے لگے آٹھ پہر ہم

جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو
شوق مرجاے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

خانۂ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ
لیک فرصت بہی ہوا اوس در کی جبین سائی کی

مرتکب ہم سوگند کے ہو چکے پر ہی خموش
کیا وہ خود بہی قدر دان لذت دشنام ہے

ایسا ہی تنگ زیست سے ہجران مین کیا ہے
گر جا ہے تو ان سے کوئی بیمار او ڑا دے

محنت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تہی

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا
مر جاؤنگا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

اوس بت سے جو غیر ون پہ کیا لطف تو یار
مجہ سے نہ کہہ پھر نہ امین نہین سنتا

احوال مرا دہیان سے سنتا تہا و لیکن
کچہ بات جو سمجہا تو کہا مین نہین سنتا

رحم آئے نہ کچہ اوس بت خونخوار کے دلمین
جب تک کہ اوسے وہ نہ دو چار کر دلین

وہ جنس زبون ہون مین کہ بیتے ہوے جسکے
سو سو سخن گذرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی والد عبد الا عزیز وکیل شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب
کھلتے ہی زلف دن شب دیجور ہو گیا

گویا ہو مرغ رنگ حنا فیض نطق سے
مہندی اگر ملو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبر آبادی سرکار انگریزی مین متعلق تہے

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے
اٹھا لیان دی ہوس مرگ بہی قتل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ میرٹھ

متاع دل گرانمایہ ہے اپنے پاس اے ہمدم
یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محو تخلص نواب غلام حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم مسرور تخلص شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تہے

سخت جان صحبت سے تیرے اتنی تنگ ہو گیا — بت پرستی کرتے کرتے میں بھی پتھر ہو گیا
قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی نہیں — آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں اب بام پہ وہ بھی — اتنا تو ہوا ہے مرے نالوں کی اثر سے
اظہار جنون کونسا ہم میں نہیں مجنون — پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے
گل کھانے کو دیتے ہیں مجھے غیر کا چھلا — ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہیں کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح — پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندۂ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اثر سے ضعف کے دامان یار تک نہ گیا — ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا
عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات — زاہد بھی وہین سبحہ بکف گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر کے
مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے — ملا یا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

دی دغا جاتا رہا دل ہای دل افسوس دل — مجھکو تڑپا تا رہا دل ہای دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الخلافہ جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کہتی ہو وہ لٹ — اسکے لیے ہم سے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نندرام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اودھر تیری برابری کو — کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادۂ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہیں زمانے میں اب خوبرو کوئی | عاشق کی چاہ جسکو ہو مدنظر کہیں
کوئی اپنے اسیروں سے تغافل یہ بھی کرتا ہے | قفس میں مرگئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد میں تھے

میں تو بندہ ہوں ترے جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار میں متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہیں ترا اعتبار ہے | پر شرط اس زمانے میں قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس بیٹے وہ شوخ حسین نہو | کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بھاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہیں

شرح جوش شوق پایاں کو نہ پہونچا سہی | لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہو گیا
صبر کا حکم ہے مصیبت میں | ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا
قیامت کیوں نہ ہو برپا جو مخلص | پکڑ لے حشر میں دامن تمہارا
درد و غم فراق میں ہوتی ہے یہاں بسر | کٹتی ہے اونکی نغمہ و چنگ رباب میں
قتل پھر عاشق نئے انداز سے کرتا ہے وہ | ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑوں
ہے بس مکیش کی ساقی آمد آمد آج محفل میں | کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش میں پیمانہ
نالے کی اجازت جو نہیں ہے تو نہیں ہے | مرجاینگے پر خاطر صیاد سے نکلے
آتش فرقت سے میں جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا | سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی
جو ہے اس دنیا میں وہ منعم رہے پیراہن میں ہے | جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن میں ہے
بادہ ساغر میں ہے یا اوتری ہی شیشے میں پری | جسم میں ہے جان یا وہ حور پیراہن میں ہے
سن کے پیغام لب اے مخلص | دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا — کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دہونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن — موج سان کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پاؤن
ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی — اسقدر جوش جنون مین ہم نے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فرید آباد فی ابتدا ار مولوی ابو الحسن شیدائی

گلزار کھلا لی ہے یہ داغ جگر ہی کا — رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کچہ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا — عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مراد آباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب — روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۸۹ھ بارہ سو اونواسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج فوت مولوی مخمور — گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا — داخل جنت نعیم ہوئے

۱۲۸۹ ہجری

اشعار

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہوگیا — دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا
تشریف لائے گھر مین سحر صاف ہوگئی — حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا
چھوٹی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار — واللہ بال بال گنہگار ہوگیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے — جا کے میزان مین ترازو ہوگیا
خواب مین پہونچا جو وہان دست خیال — نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار — کاہش جان درد پہلو ہوگیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے — چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا — کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
یا چشم مست سے زندان مین آج — چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
قتل اغیار نہ جھپکی اپنی آنکھ — آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بھر آہ و زاری ہے — راتون کو بیداری ہے
عشاق کبھو خون مین ہوا غرق کبھی ہے — خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پھبتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار پالن پور

زبان شعلہ جا گر شعلہ کہون رخسار تابان کو — قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروے جانان کو

مخبر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دہلی مقیم کیمپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو — ہمین حیرت ہے جنے کیا لگا کر اتھا سکندر کا
جو اعلی حسد کی سے تو پی جاتا ہون مین — میرے لب تک گر کبھی آتی ہے میخانہ کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو مخبر جا چکا — رہ گیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ ہوگا کہ مرتے قتل سے در گزرینگے — جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کیسے پہلو مین مچائی ہے دھوم — حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ہان دل پہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی — دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا
اوستاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا تو ہے لطف تب ہو دل آ گئے — ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
ایسا نہو کہ ظلم سے بھی ہاتھ اوٹھائے یار — کیون کیجیے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دیکھا مجھے غش آ گیا — جون کتان ٹکڑے گریبان شکیبائی ہوا

مرحمت تخلص ایک شخص لکھنؤی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

لیگیا تجھ کو گور مین یار آخر کار — روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرۂ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل — خدا جانے ہے اوسکو یا ترا دل

نذر تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا مرثیہ گو لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل — ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا — کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا

نرگسی چشم نے جب اپنی چھپائین آنکھین — روتے روتے مرے پھر لال ہوئین اپنی آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین — تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندہ ٹانڈہ مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ افسح تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب — غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین

کوچۂ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہو دل — خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا احمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندۂ دہلی

کیا ہی دل جور و رو کے سہے ہی مرحوم — ملک الموت کے اب ہاتھ سہے درد ان پھر

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندۂ پانی پت شعر فارسی اچھا کہتے تو طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر — کون ہے سنگ مین شرار نہین

سخت مشکل ہے ہجر مین جینا — زندگی اپنے اختیار نہین

مرزا تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن اوسکا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی تب آنکھ — مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اسکی آنکھ سے جی ہی چلا ہے — اے واے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا عرصہ تک بنارس مین نواب حسین الدین خان نائب جہانگیر نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھ گئے سب عیش و بیگانے
نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو

کوئی حسرت مرے جی کی نہیں بر آتی ہے
سفت باتوں میں مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے
ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات

بجھائے تیر بھی آب حیات میں تم نے
نکل نکل کے پھر آئی تن نزار میں روح

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوتوں میں کس طرح ان آنکھوں میں کب آتی ہے نیند
دور سے صورت کو میری دیکھ اڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا اکو جاک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہوں ہوں گہ زخم چھیلتا ہوں
مرزا ستا رہا ہے ذوق جفا یہ مجھ کو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی سوز میں اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش
آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا

اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے
ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندہ دہلی

نہ وہ لب اور نہ وہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ
چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا

صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ مہر
آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار میں ہے صد گرہ مرزا
دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہیں

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو یار کل پائے گا
یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائے گا

اس دور مکافات میں ناحق غافل
بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون — دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف ناتھو جی پنڈت کشمیری ولد پنڈت لبھی رام دھنی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ — مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون ہین زمانے مین معتقد — توڑے ہین جسنے لات گھر مین خدا کی ہاتھ
بچتا نہ ان بتون سے مروت لگا کے دل — عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا — چین برجبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین — پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا اوسو نچا — ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہنچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد میر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین رہے تھے

ہر آرزو سے دل کو حرمان نے خون کیا ہے — گردن پہ یاس کی ہے خون لہی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین دہن کان ملاحت کا — سہیان ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل گل او سنے — کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
خبر اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین — قسمت تو دیکھو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مرتج تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے — اور پریزاد نرالی ہین فسون کار آنکھین

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم — دردمندون کے پیشوا ہین ہم

شغل سیماب کیون نہ دل تڑپے
آئینہ روسے اب جدا ہین ہم

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا
ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہووے

غزل تخلص و نام شاہ محمد غزل معاصر ابر و دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا غزل دل نہ دے
نقد ایسا رائگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالۂ ترکیب الصلوٰۃ و رسالۂ تصویر غم و رسالۂ ہیضہ و طاعون و رسالۂ چیچک و رسالۂ دافع السموم و رسالۂ کشتی تصنیف انکی احمد علی مجموعہ دار نکلسید حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سامٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا
قاتل کو اب جوہر ہے ابھی قتل تری شمشیر کا

عجز نے میرے اوڑایا آسمان کے دل کا غبار
خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا

جا در مہتاب سے گر بیٹھ گیا انکا قدم
پھر د ملع ماہ تابان عرش پہ ہو جائے گا

رات دن یون ہی پڑا رہتا ہے نالان بسمل
کہنے مارا سکے ہے سست کمان ہمارا

الٰہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہون مین
یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلۂ ترازو کا

کیا نجابت وانکو نسبت ہوا لقب ماہیت
دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست

رکھتے ہین کھولکر وہ گرا سے ہاتھ پاؤن کے
رہتے ہین وصل مین سر بستہ لال یار

کیا سچ شغل ہے وحشت کا یہ بیکار رہی
آخر نہ کام آگئے شبہا سے تار دانت

اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین
سنبالی ہے کیا آگے کو قید پر گلے مین

وہان پاؤن دھرنا پڑتا ہے آ تا تر اہل علم
ہم جا نہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین

پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت
ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین

کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون
ہیکل ہے نہ تکفو ہے نہ زنجیر گلے مین

تا مرگ نہ چھوٹے فلک پیر سے جیسے
ہم کٹ گئے تیغ جور زنجیر سے چھوٹے

شاید کہ اضطراب نے تیرے اثر کیا
ہین اندھون تو آپ ہی کچھ بے خبر اسے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا برا ہو — دل اوس بت بیدین کو دیا جان گئی ہے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار — ٹھہرا ہے یہ جو دل میں سو کر جاتے ہیں
دھڑکا نہ رقیبوں کا نہ دربان کا کھٹکا — اوس کوچے میں بے خوف و خطر جاتے ہیں
یا مست کو سینہ وصل تھی یک آن قیامت — یا برسوں جدائی میں گذر جاتے ہیں

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات میں ملنا — یہ تماشا حباب میں دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آٹھ برس ہوئے لکھنؤ میں جا کر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیوں میں تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انکھیا کے پان کا — کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص مست خان افغان

نہ وہ بانکوں میں گنا جاوے نہ شہدوں میں یہ کیوں — خانہ جنگی تمہیں رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا محمد فدوی تھے

شب تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روزوں تک کلکتہ میں تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا — جس نے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمہارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند — ہزاروں کروٹیں بدلیں مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تنگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہیں دل سے رواں و تاب سمیت — کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد حضرت امداد خان مشتاق

ہاتھ آجاوے نصیبوں سے تو پھر آنکھ بھر — رکھوں چھپا کے سینے میں دلدار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئیں آنکھیں — نہ رکھا دیدۂ خونبار پر یار تجھے

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی میں کمال رکھتے تھے

ماہ پر بیری ہی سیہ بختی کا گر سایہ پڑے / چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا / اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی / دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندہ بہانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین / کبک و طاؤس لیے جاتے ہین رفتارون کے

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندہ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا / مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل

ہو نہ یہ جرم کہین اونکے وبال گردن / گردن شیشہ سے جو دین ہین مثال گردن

دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کافر ہمارا / شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی / ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھون کنے

گر پھر سیر لیلی محمل سوار جاے / مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا اسنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل استانہ رکھتے ہین / صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندہ میرٹھ

ہے نصیب کے گھر وہ شمع محفل / دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طبا طبائی نواسئہ میر شیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ نہبت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اوبہ گیا ہے اوس یار بدگمان کا / تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا

مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی / احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے — تنہا کی نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا
جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو — اوسکی خوشبو سے مکان سارا معنبر ہوگیا
اندنون شکل عروسی صنم سے ہجر مین — صورت عکس مثلث جسم لاغر ہوگیا
بزم مے مین یاد ساقی نے یہ کیفیت دکھائی — دیدۂ جام سے گلگون بھی گریان ہوگیا
پھونکتی ہے گوش گل مین وہ نہ کچھ آکے وہ — کیون نہو صیاد پر ثابت خطائے عندلیب
عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار — کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائے عندلیب
لب رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین — جگر خون ہوگیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین
کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین — بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین
ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے — کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین
کیسلئے اوڑنے کو طیار رہے تو عاشق سے — تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین
دل کو ہے میرے یار کی تحریر کا خیال — شنجرف کا ہے خط ورق آفتاب مین
مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل — ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین
مسرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے — یہ عرض ہے جناب رسالتمآب مین
نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر — باغ عالم کی ہوا ای گل رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبدالواحد خان خیرآبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا اوس مخمور کا — جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا
لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ — آگئی دیکھ جیسے نرگس بیمار کی آنکھ
سر بسر لاتی ہے میری جان پر لاکھون وبال — خواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھیے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زاہر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارۂ دل نہین تری زلف سیاہ مین — ہے رحل آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرت دل مرحوم کا جو حال ۔ ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا

خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل ۔ کہینگے وہ زبان سے انہیں ہان کب

آنکھوں مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ ۔ عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ

بوسے لیے مانگے عدو کو دین رہے نیرنگ شعر ۔ ایک بوسہ کی طلب پر مجھ سے یون جھنجھلا گئین آپ

خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے ۔ حضرت ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ

اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ ۔ جب پاؤن تھک گئے تو پھرا سر تمام رات

لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی ۔ دیکھے جو قیس آپکو میری نظر سے آج

دل اوسکا ہے اگر رخ اغیار کی طرح ۔ ملتی ہے میرے دل سے رخ یار کی طرح

دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے ۔ دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح

دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخ گل پہ ۔ فصل گل رہ گئے صیاد جو پہونچے تک

آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین ۔ سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک

کہان حور اور کہان زاہد ہے عقل ۔ محبت بیدار رہتا ہے سحر تک

ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف ۔ وہ دیکھے گا جیئے گا جو سحر تک

شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب ۔ آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ

جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے ۔ جھنجھلا کے خفا ہوکے وہ بولا نہین تو

کیا جانیے کیا دل مین ہے اب ذکر سمایا ۔ وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے

اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا ۔ ہم راز شب وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی مفتی عدالت دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ فصیح شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چہتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے ۔ ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے — مسلم سے ہے آباد اخل جنت

اشعار

۱۲۷۶ ہجری

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا — کیا منہ دکھائینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر — مسلم کو مار اا و بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی — محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا — خلاف عقل ہے ہو شاخ بار ور رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبھی زانو پہ اوس دل یار کی — اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسۂ خال — اے صنم مجھکو پہونچی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے — جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان براتی ہمشیرہ زادہ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موسے زلف کا شانہ تھا دست غیر — بڑھ بڑھ رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب آج

مسیح تخلص میر ہاشم علی قاضی زادہ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ گھٹتی ہے مر مر کے زندگی — بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا — اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ملی اللہ خان باشندہ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی سے یہ آلودہ ناخن پہ — ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب ناخن پہ

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہوگیا جگر کے پار — تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار — عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفےٰ خان باشندۂ لکہنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف ہے ۔ سو سر مو ہین اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین ۔ ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اوٹھاکے ہاتھ
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی ۔ ان روز ون ہوگئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ
راحت کبھی اس جہان مین ایذا اسکے تو ہے ۔ موسیٰ کو ملگیا ید بیضا جلاکے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادہ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر قیصر تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن اِنکا دہلی مولد و مسکن لکہنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم ۔ شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبرآبادی مرید ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات ۔ تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات
سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہے پہاڑ اس میں کہو ۔ پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہوگئین
سن لیا جسکو حسین اس سے وہان لگا ہے تاک جھانک ۔ سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہوگئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر میر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے ۔ پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندۂ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت سے ہے کیوں گردش مین ۔ نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پر اوڑ گئے ہین ہوش بھی ۔ ہوویگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا
ہو جائین سے اوسکے ٹھکانے نہین ہے دل ۔ پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابو القاسم مرشد آبادی

ہم بہی کرینگے جنون کا سر و سامان پیدا
کچھ تو وسعت کرے اے خضر بیابان پیدا

دل خود بین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا
آئینہ دیکھیں تو ہو صورت جانان پیدا

کچھ دہی سے نہین ساقی کے عجب ہو گردون
گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لاله بہاری لال ابن لاله دلسکھ راے شاگرد مجذوب مقیم فتحگڈھ

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے
آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے

جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ
زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے

جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق
چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لاله بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لاله من بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب اُنسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

یون تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا
وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا

ہوگا اثر جو دل مین تو خود جان لینگے وہ
مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جائے گا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو
یہان پھیلائی ہے مستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجر شہر لندن کی بہی سیر کی تھی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر
رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا

رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہین
خط پر نہو جو مُہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداؤن

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھیرے
تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو ان پھیرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

کوہکن پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانے دو
یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دکھلانے دو

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے
شعرا سے پاے تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کبھی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پہ
سو برچھیان لگین دل امیدوار پہ
ابھی چند ہو نکل ہی گیا تو کھلی رہے
اے چشم آخرین ہی ترے انتظار پہ
کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم
کہ تہ نظر آہی وہ تھی کسی کی
رنگ کیون سبز ہے چمن کیا ترے اے مشتاق
کس نے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندہ لاڑ مسلق کا نپور

صراحی سے کیا تھا اوسکی گردن کہین دیکھے
سو کل یارون نے بزم می مین اوسکی جورگی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہوا
ہم نے دل وسکو دیا اوس سے یہی سود ہوا
نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا
اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہو گے حشر مین ہم کس سے ستم کا انصاف
ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہوگی

مشتہر تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد یار آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کیونکر نہ کوے یار مین ہم جا کے دو چلو
ناموس ننگ وغیرت وصبر وقرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبرآبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت
تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح
صبا سے آنے کا اوسکے دہیان جو آجاتا ہے
اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادو بکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون
تخلص دیوان اونکا نظر سے گزرا

خط سبزان خاک مین قربان اوس رفتار پر
ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر
نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے
حیف آتا ہے مجھے اس دیدہ بیدار پر

مشتاک تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا اباقر ادراک مرثیہ گو

یہی ہے جان جہان اب تو حوصلہ دل کا
گلے لگا لو تو جاتا رہیگا دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین
او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبرآبادی شاگرد غافل اکبرآبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح
نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے
سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے
جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین
دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین
تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین
اگر یونہین بہا ہے زور رونے پہ موج چشم طوفانزا
حباب آسا بہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھاکشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزر اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب
نہ پایا تجھسا گلرو سروقد نسرین بدن بانکا
کسی سے ہے عیادت کی تمنا تمہین مشہور
جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام [illegible]

مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اب مشہور اپنی بغلین بجائین ہم
ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا
اے بتو میری طرف میرا خدا ہو جائیگا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا
کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نہ رہا قابو مین
ہوگئی یار کے آنیکی خبر آپ سے آپ
اوس بت جفا کو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر
بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنبش سے ہے سبب شور رسن — کہاں لیجاؤنگا اوس بد گمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پاؤں نکالے — پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا تھا

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

راز دل صاف ہو گیا ظالم — آہ سوزان و چشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندہ قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد مانی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز دن مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین + اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جو ستی کی وہ اواز سے نکلا — نکلا تو و لیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا — کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ اوسکا آج — پنجۂ خورشید محشر سے بھی بیعت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت — کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا — تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا — تو نے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر ڈھانپ لیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم — تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
زلفین جو منہ مین لین تو کہا مار کھایگا — چومین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا
دامن ترا سینے لگا گریبان عاشقان — گر یونہین ٹھوکرین دم رفتار کھایگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑ ہی مین لیا ہے — زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے ازبس جہان سے جاتا ہون — جنازہ دوش پہ یارون کے ہے گران میرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر ترا — ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہو جائینگے لاکھون کے گریبان ظالم — چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
درد و غم کو بھی ہے نصیب نشاط
اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
ترے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا
ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ ملہ قسمت
اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
پانی مین کتنے گرم ہین یہ ہائے دیکھیو
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
حصہ مین ہمارے بھی کبھی آوگے صاحب
لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پرفن سرخ
گلے مین جا ہے کیا تجھکو کس سبب تعویذ
دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگاکر
کچھ بھا جو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
بھی قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
گال اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
عکس کو اپنے وہ جب دیکھ کے آئینے مین

روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا
جا کہین تو ہی مرے در پئے رسوائی کیا
کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤ گے صاحب
کہ ہو نہ خون شہید ان سے اوسکا دامن سرخ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ
آئے تھے جو کل سر پہ تسخیر لگاکر
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلاکر
اپنا دیدار ہمین روز جدا دکھلاکر
سیر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی محظوظ
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا حریف
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرزِ خرام کو
ماتم میں کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مرا ہے ہووے گر چکے ہی چکے بدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجاوے وہیں کیا مرے دلمین
صرف مشتاق ہیں اک تیری ملاقات کو ہم
چھیڑ مت بیدرد مہ رو آئینہ دکھا
پاس خاطر ہے ضرور اوسکی بھی اے دست جنون
لینا بزور بوسہ مرا دیکھنا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کی موتی
دلا تو مستعد مت ہو وصل سے اوسکی کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
چھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
مین مرگیا ملے مرے چھاتی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل چین پہ چین
بن دیکھیے جسکے پل مین آنکھین پھرائیان ہون
کس پر ہے یہ تلوار سجی پھر کے تو دیکھو
ہے سینہ تک اسطرف کو اجی پھر کے دیکھلو
تم کسی کو چھوڑ کے لیجل چلے گئے
سو تجھے شب وصل مین تم لات چلاؤ

موجِ نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آزردہ منہ نہین اور کسی بات کے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا نتیجہ پھرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مرے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کی خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہون
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جاے ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت حیا نے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
پر تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
جائے خلخال پا ہوئے تجھے جورات
مرتا ہے کوئی پھر کے نظر دیکھتے جاؤ
لیا جو بوسہ ترا پر یہ ہم سنے کام کیا
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
بات کو میری الگ ہوکے نہ شرماؤ سنو
وہ پیچھے پھر سکے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کیا خوب بڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بیست و
لاف گرمی تری عارض یہ جو گلشن مارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی
مین وہ نہین ہون کہ اوس بت سے دل مرا پھرجا
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکو چہ سے
ہے سیر کو اک بین تجھے وصل تو کہدے
یا شانہ تک اون گیسوؤن کو بھی نہ رسائی
او دامن اوٹھا کے جانے والے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
رکھ کے ہم نانو یہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
کل اوٹھ آیا وہ ہاتھ چھڑا اسیر کے ہاتھ سے
حیران سب کے کیا جو تصدر

آفت روزگار رہین دونون
میرے شانے لگا رہین دونون
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
کچھ کہا چاہتا ہون مین تم سے ادھر او سنو
سکنے ہے ہاے یہ کیسی بلا ہے جسکے ساتھ
دیکھا جب اچھی چیز کو اوسپر مچل گئے
ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
آتش گل یہ صبا طیش سے دامن مارے
احسان کسکا مری گردن یہ نہووے
پھرون مین اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھر جاوے
کافر نے کس بلا کو تجھے لگا دیا ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے نالہ آلی ہو
عجب ہے یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یاد ڈرے ہوئے تا بکمر جاتے ہین گیسے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
یہ سمجھ لیجو کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے
مدت سے رکھا ہوا اکھڑا سے

تری زلفوں کی لیتا ہے بلائیں
کٹے ہاتھوں سے بھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس نے بھی آہ
کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے ہر چند اثر کچھ نہیں رکھتے
لیکن جو سنو تم تو ضرر کچھ نہیں رکھتے

وہ جی میں یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی ہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے
آپ اتنی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

مصحفی دل پہ شکست آئی مرے بر لب جو
دو ببولے کبھی باہم جو لڑے پانی کے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل پڑا [illegible]
کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے

بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اونسے
ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے کسیکی ملاقات کے لیئے
ہم یہان تڑپ کے مر گئے اک بات کے لیئے

ہر روز کا آنا جو ہے دشوار تو پیارے
اتنا تو کرو قصد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہووے گی نہ بسمل کی تسلی
اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی

خنجر سے گر ملو ہم پہ یہ بیداد رہے
اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی
تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی

مہندی کے نہ چھلے رہین کیون پورون مین اوسکے
ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی

جائے گا نہ لے نام کہ سر جائے گا کوئی
بیدرد ابھی جی سے گزر جائے گا کوئی

حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر انشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھائے تجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا تجھسے مہربان نہ پھرے
پھرے جہان تو پھرے پر وہ جانجان نہ پھرے

معروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان
صوبہ دار کٹھیر باشندہ بریلی صاحب دیوان ریختہ

تا حشر اب خیال نہ میرا کریگا دل ۔۔۔ تو او سکو مل گیا تو تجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادا ے حج ۱۱۸۷ھ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم ۔۔۔ ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ بے اثر ۔۔۔ تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد سے فولاد کا ۔۔۔ سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا اختر و شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال مین کس سے کہون اے دل نالان اپنا ۔۔۔ تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ ۔۔۔ ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ داماں اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار اڑدبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ تر تم کو دیکھیے ۔۔۔ ان آنسوؤن کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے ۔۔۔ دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے ۔۔۔ گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہمسے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدرآبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بہی خوب ہے ۔۔۔ یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ ۔۔۔ یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کٹھیر باشندہ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت میں ہائے دل
اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برائے دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عبید و متوطن کانپور

نکالا تو نے کیسی ذلتوں سے ہائے مضطر کو
کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لچھمی پرشاد ابن بنسی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

ابھی آئے ہوا بھی کہتے ہو رخصت رخصت
اور اسے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو میں نہیں یار تو کب جان ہے تن میں
کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم ببر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ میں دیکھا ہے

فریاد میں وہ زور نہیں ضعف سے نہو
کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جائے گا

یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہیں
کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جائے گا

اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو
دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جائے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیوں اے قاتل
مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہیں

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو
مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندہ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے مجھسے حجاب نہ کر تجھے اے صنم اپنے خدا کی قسم
یہ تھا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
ترے کوچے سے او ستمگر بھلا مری جان دل مضطرب مرا جائے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھ کر میری نگاہ — رو دیا جلاد نے جب چار آنکھیں ہو گئیں

مضطرب تخلص محمد حاجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسی طرح سے نہیں شب فراق — شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہیں

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسیٰ تنہا

ترے وعدوں پہ ہے اب وہم شماری — بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمو متعلق اکبرآباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد میں تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
کرے ہے دار بھی حق گو کو سر تاج — ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہیں تھمتا — دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و مرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ ہو — کس کو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ ہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

تجھکو ہے پوچھتا تھا کل شیخ میں مظفر — آیا بہت ہی رونا ہم کو بھی تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہیں چلنے کا مرے سلسلۂ پا — بیڑی رکھنے نہیں دیتا ہمیں آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا اقا دبخش صاحب

اللہ تو نہیں ہی میں ہمیں تم نے — جب کبھی وصل کا سوال کیا
کیا گزرتی ہے رفتگان پہ یاں — کوئی کہتا نہیں عدم کی بات

منظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت بہا ئی نہین / عاشق کا کل ہون سودائی نہین

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندہ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین الہ آباد مین سکونت کی تھی

جلاتا ہون ازبس مین شب ہجر مین مظلوم / دم بند کیا ہے مرے نالون نے عسس کا
نظر انگن ہے کسکے عارض پر نور پہ تجلی / کر سکے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ بجلی
سامنے آتا ہے جب موہو میان کا مضمون / کمر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندہ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی اچھا کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا عاش حمیداً مات شہیداً حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین ہیہات کسل میرا / کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر یکدل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا / لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس / کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
بہنے کی ہے تو پہ اور دھومین مچاتی ہے بہار / ہائے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے / آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو / یہ شیشہ بچا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملیے تو خفت ہے نہ ملیے گر قیامت ہے / غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
شہر اسکے واسطے اسکو نہ ٹوکو / یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل کج ملے لب اور چشم سے چشم / یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا عید کا چاند

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام | تیرے نظارہ کے خاطر ہو چڑھا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ | ٹلتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

کیون نہ شیرین کلام کہلائین | جو ستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ

دم تقریر پھول جھڑتے ہین | شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شمس الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا سنہ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار اسکے با مزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا | مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے | سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا

غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا | دیکھکر گھبتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا

کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات | سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر | چونک پڑتا تھا کہ اب ہی تو سحر آیا

بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز | قیامت سے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا

جو بھیجا مرے خط لکھا وہ دلفریب جواب | تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب

باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد | غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد

ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ انہین کرے | اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ

وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف | یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین

آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین | ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین

یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا | کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین

نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے | رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہوتا

مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ — پیر جہل وہ ہون مغان سے کہ الٰہی توبہ

(ذو بحرین) ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ — ہر شرہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ

دیکھی جو شب کی شدت وہان بھی مری لکالی — کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ نکے ہم وہانسے ولے — مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

کسکی چشم سرمگین نے بے اجل مارا مجھے — سرمہ سیر سے جو قضا آئی تو سرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد — نعش کے ہمراہ تھا وہ موے سر کھولے ہوے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لڑی ہمیں — سبزہ رنگون سے چھنا کرتی ہے گہری ہمیں

شب جو سوتا تھا تصور مین تیرا الفت دیکھنا — صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے — ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ موئے اوسپر خلق — مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی — بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ — جسطرف کو وہ چلے پتھر سے چلے

مضطر تخلص سید محمد علی ملازم راجہ پٹیالہ باشندہ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اوڑ کے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے — شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہوگیا

ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل — کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معجز تخلص میر معز الدین باشندہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم پہ غم صدمہ پہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے — سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی — وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندہ الہ آباد

یہ فیض اوسی زلف معنبر کا ہے سارا — ڈوبی تھی کبھی عطر مین باد صبا ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پہ غضب ٹوٹے ہم سے گئے ہین — ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا انکے مرید ہوتے ہین

مرگیا آج خدا بخشے معین خستہ بھی — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا
لخت دل آنکھون مین کھینچ آتے ہین کس شوخ سے — میری مژگان پہ گمان کرکے تمھارے تیر کا
نہ چاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا ظرف تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو
کھینچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہو ئی — یہ عقدہ اسے دل ترے بند قبا ہوئی
تمھاری بات ہے کیا ہے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
دیکھ کر بخیہ یہ کہیے نا صح — بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بد اونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہین اے سرو روان تیرے اگر کر
اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار — دامن ترا اس آگ کے شعلے سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص لالہ رام جس لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو
زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر — یا وہان اپنا ہی گزارا ہو
جھوم کر بادل اڑاتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کا بچنا سا تھا اسوقت نہیں ہوتا ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندہ دہلی

خیال چشم سیگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دوا سے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جا کے ساقی ہمان شکن کے پاس
کج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف — دیکھتے ہین ہم ہو اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن الفاعرب مولد لکھنؤ

اس درد سے آگاہ ہون بے حسرت بلبل — لیکن نہ کوئی پھول مرے خاک پہ اوگے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی انسے دیوان اردو و مثنوی گنجینۂ محبت

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبہ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ	فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہرو مین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا	میرے ہی کہنے سے صاحب حسن کے ناز ہو
تا صبح نہ چھٹینگے لب نوشین کی قسم ہے	شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

ساحری آخر اسیر دام الفت ہو گیا	چشم فتان مین ترے جادو کا سحر یاد دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کب بعد مرگ آ کے جنازہ اوٹھا ئینگے	جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون دل لا ابالی ہے	سمجھتا ہے نہین کچھ نیک و بد وہ خیرہ دل ہے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

سرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا	شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو	میمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

یاد مین اس گل کے رویا صبح جو گلشن مین مین	بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا دامن چاک تھا	چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بانسی والی باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہاتھ مین تیغ ہے اور خواہش صیاد دل مین	یا الٰہی یہ سبب ہے یاد محبت ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہیں اسے غیرت حور	تیرے کوچے میں رہیں ہم یہ تمنا دل میں

مفتون تخلص مسٹر اگسٹین ڈیسلوا صاحب قوم پرتگیز باشندہ اکبرآباد شاگرد مرزا آغا علی

کھاؤں کس طرح پہلو سے لگا اوسکے پیکان کا	کہ مدت میں گزر دل میں ہوا ہے کج مہمان کا
سنگ در داغ پشت سینے گاہ دل میں گہ لب پر	سٹیلتی پھیرتی ہے گھبرا کے جسم زار میں روح
محب تیرے کشتے کا دیوانہ پن سہے	نہ تابوت لحد ہے نہ تار کفن ہے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤں تو لالہ زار یہ ویرانہ ترے کہیں	مفلس سمجھ کے مجھکو نہ سب لے آبرو کریں

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندہ بہار شاگرد مقصود عالم مقصود

باغ سے ایک تازہ شگوفہ وہ کھلا جاتا ہیں	غنچہ گل ہو گئے ہیں گل شرم سے کھلاتے ہیں

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد ثنار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو پائے حنائی تک جیب	یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہووے شانہ سے جدا
خوش خرامی کا جب خیال کیا	ایک عالم کو پایمال کیا
نہ لگا تو گلے سے یار افسوس	آہ افسوس صد ہزار افسوس
ہر بات میں رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو	ہر آن میں بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیسکر راے ولد چنی لال مرادآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی منیڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

غرق ہو یوسف کنعان کی چاہ میں اب تو	کنوئے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا
لوگ روتے ہیں قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے	زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن اکثر اصفاہان مولد دہلی

میں یہاں خون روتا ہوں ہاتھوں اوسکے	جو پاؤں میں اوسکے حنا باندھے ہیں
کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک میں نکلے	سو طرح سے اوسمیں بھی بسیاختہ پن نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندہ ڈھاکہ مقیم مرشد آباد شاگرد ابوعلی برق جاہل شخص ہے کلکتہ میں بھی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشد آباد میں دیکھا تھا

اُس چھلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین ۔۔۔ جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

مسعود تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نعیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ ٹھٹر نگر شاعر نامی چینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے اُنکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ پہلے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر رنگ پا ۔۔۔ شرم سے آوے قرص خورشید قیامت سنگ پا

مسعود تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید ولے لب پہ مرے آہ نہین ہے ۔۔۔ دیوانہ ہون کوئی مری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق لقا ہون ۔۔۔ مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من ۔۔۔ بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بہاتی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اردو فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ ۔۔۔ جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک ۔۔۔ مجھسے فرقت مین نہ ہوا یہ دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کر کیسے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم ۔۔۔ ملک ہستی سے تجھے بھی ہے سفر رہا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی پہنی کی اوڑھی اوسنے دہانی لاہی سر ۔۔۔ سیکڑا دن گرنے لگین یہان بجلیان بالا سر

ملک تخلص بابو جگبنا تھ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی راقم کردہ ستودہ نگار

دل یہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک ۔۔۔ زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بچھڑاؤن مقیم دہلی

کسکی مژگان کی چھیڑ ہے کہ ملول ۔۔۔ دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندهٔ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا | جان کے دشمن سے تجھے کیا ہو گیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندهٔ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین | وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار | بھولے ہو کے یاد میری بھی دلایا چاہیے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک | وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا
ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے | کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف میں رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا | ہو بہو نام خدا محرم اسرار ہوا
صاف آئینہ سے ہوا روشن | منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے | قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت کا ملقب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جائے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدہ صدر الصدوری پہ مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانے کا | جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا
کسیکے منہ تھکے ہلتے ہی بس تمام ہوئے | مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ | اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
کیا فریفتہ کہہ کہہ کے حال دل اوسکو | اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاندنی مار گئی اس دل زخمی کو رات
کسقدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے

گئے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
بخدا بندہ کو وہی خط آزادی سے

الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہوونگے
سجدہ ہے ان حسن صورت عشق مجاز کا

شغل شب فراق یہی تھا کہ دہیان مین
تجھے کچھ یاد ہے بھلا وہ عالم عشق نہان کا

بتالی ذل تیرے شہیدون کی کہان جا
کبھی ہو دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو

لے لیا بوسہ تو اوسنے وہین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مردو کبھی کب پہونچی خزان

شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
پھر بھی رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف

خاک پر آ کر مرے کہنے لگا وہ پیر غرور
ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز

دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بولے کہ خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس پھر نگہ مین سے

یون کرے چارہ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین لیجیے

مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
بے چین شب وعدہ رکھے ہے خلش دل

پوچھینگے گر آرزو دم ذبح

ہے تو اندازہ گنہگار رخ پرنور را
کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا

پژمردہ جو پھولون کا سحر بار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرانی کی رقم ہووے گا

نہ وہان خود یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا

ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا

کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
خنجر ہی سے ہون قربان اس تجاہل کا

بیان گتہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا
سبزۂ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا

جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا

معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا

آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کر خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب

یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
آئینہ مین زلف چھوٹا اپنے منہ پر دیکھکر

مضمون کیا بیان کرون ماجرا سے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ ورنہ طپش دل

بھلا دہی کو بتائینگے ہم

اوس

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
گھبرا کے کہے تو کہ لب اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو
جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دودے رنگین نشان آہ کبھی
دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر سیماب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا
یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی
گو یہ نالے تو مین سوتون کے جگانیوالے

مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سے مرے
یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوید میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آ کر سنہ ۱۲ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جائینگے ہم

گر اوس لب جانبخش کی کچھ بات سناؤن
عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام
صفحہ سینہ پر از جلوہ طاؤسی ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے
اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا

ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا
ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید
شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا	یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا
گر پردہ فاش نالے نے گہ آہ نے کیا	رسوا اسے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم	بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
چاہت مری دل کی آزما دیکھ	ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ
تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے	وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا تجھکو نباہ ہے
تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے	ہم ہین اور عشق ہے اور کوچۂ رسوائی ہے
ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا	ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے
تم نے کہا زبان سے ابہی جو چل ہوے	گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل ہوئے
جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت	کہتے ہو اوہی رات کو گھر سے نکل ہوئے
رہے منتظر منتظر یار کے	یہ دیدے نہ دیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندہ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا	قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندہ کوٹلہ ڈھولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مر نہ گیا ہاے شب ہجر مین تو	سامنے اوسکے بڑا اچھا و پشیمان ہوا

منتظر تخلص شیخ ناصر الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے	ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر
اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار پریزاد مجھے	تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
خاک ہوکر ترے دامن تلک آیا ہون نہین	اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندہ لکھنؤ شاگرد آتش
صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان	زلفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

مخمور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چھپڑہ متصل ہوگلی انکا مولد چھپڑہ جاے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال اونکو ہو گیا کسی کا
بس اندنون سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
ہین بدگمان جنگجو کینہ پرور وہ بیوفا تندخو ستمگر
نبھے گی مخمور اونسے کیونکر وصال مین بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم الجھا
قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
لا سکا کہان سے کوئی تیغ قضا کا کلیجہ
شرما کے منہ چھپاتے ہین کس کس ادا سے آنکھ
کیا ہوا حضرت مخمور کہو خیر ہے کچھ
بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
فسانہ اپنے رونے کا جہان مین مشتہر ہوگا
آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
کب راستی سے ہوویں نہ یک وضع آشنا
بتون سے کہ نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
آنکھون وصل مین ہوا ہے برشکالی مین مجھے
جام سے سینچتے ہی زاہد کیون نہ بہکے شیشہ
چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل رو و دست

منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہوگیا
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجران کا
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرا اوترا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو جلوہ بہار
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل ہے گیسو

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوئے
ہزار شوق رہائی نثار پابند ہی
لیا مستی مین بوسہ تو کہا
کون کہتا ہے غم عاشق نہین معشوق کو
نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
حلق منحور پہ رگ رگ کی نہ چل غمزے سے
خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی شے
ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
تا کے جامہ دری دشت نوردی کب تک
زاہد و نہین زاہد اور میخوار و نہین ہون
اگر یو نہین رہا جوش سرشک دیدۂ نم
تو بہ سے توبہ کرتے ہین انسان اس جگہ
چڑھا خنجر بکف منحور جب وہ ترک سینے پر
رندون کی خوش گزرتی ہے بزم شراب مین

بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بیتابانہ شمع
دیکھیے چلکر ذرا کل کے گریبان کی طرف
اتنی اٹھکھیلیان اے خنجر تبران کب تک
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم
غافلون مین غافل اور ہشیار ہشیار و نہین ہون
حباب آسا ہے گا گنبد افلاک پانی مین
دیر صنمان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین
سراسر کھنچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا ہے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل صافی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو ہے
ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
پیش حق ہے کسی طور سے باطل کو فروغ
کرم ہے ساقی رحمت کا ستون کی بن آئی ہے

آئینہ کا ہوگیا ہے عاشق زار آئینہ
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی
لاکھ پوجے کوئی یہ بت بھی خدا ہوتا ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یادِ رخِ پر نور نے پھونکا مرے دل کو
کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے

کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین ہاے ہاے
آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے

باندھو عبث نہ قتل پہ مخمور کے کمر
کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے

خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی
پامال کیجیے خاک مین اوسکو ملائیے

ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ
نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی

ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا
خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی

جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے
پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے

منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین
مانگ اے زاہد دعا بہر خدا برسات کی

فراقِ یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے
لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لا کہ مشکل سے

ہمارے ساتھ جب اوس شوخ کی گرمیان دیکھین
رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شمع محفل سے

ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا
پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی

مجھ سے پڑھواے وہ خط غیر کا ای وای نصیب
یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی

ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی
شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی

بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا
آج سنتا ہے کہان وعدہ فردا کوئی

بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے
عرش اعلی تک زمین سے شور نوشا نوش ہے

فصل گل مین بادہ گلرنگ سے انکار کیا
زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

نفسی تخلص میر محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

نہ کھینچے دیر سے مطلب نہ اطواف حرم کھینچے
بتنگ آیا ہے جی ہستی سے تا سیر عدم کھینچے

نفسی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ دادری متعلقہ نارنول پیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین
خدا اسکے واسطے تک کر حیا کو پاسبان کیا

منشی تخلص مولچند کایستھ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۶ع اٹھارہ سو چھتیس عیسوی مین انتقال کیا
انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا	ہر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا
کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اسیر عشق ہین ہم	تمہارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت	اسلیے لوگ تمہین آفت جان کہتے ہین
خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے	یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے
زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا	کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب راے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے	غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا انجمن بخت بہادر شاگرد حافظ
عبدالرحمن خان احسان

نہ کر یاد زلف سیہ فام اے دل	یہ لا دینگی سر پر بلا یاد رکھنا
ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے	یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان
معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا ہے تو پھر دست جنون سے	دامان رہےگا نہ گریبان رہےگا
خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے	جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے
مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف	ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص
داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف
طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اڑا اسکے خط کے پرزے کھولکر دیکھا جو نامہ	ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر سلام اپنا
خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج کافر نے	کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہو کر

سکہ داغِ جنون سے دل تو مالا مال ہے — اور ہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے
ہو رہی ہو سانپ کی بانبی ہے یا زلف مین — ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صفا — جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا اب جو سہا اوٹھ نہین سکتا — الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستار بند ولد شاگرد خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندہ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے — کب آسے بوسے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندہ پھانی ہمشیرزادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کیف پا کو رہین ہے لفتین صحرا نوردی سے — نشا مژگانِ چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منعم تخلص کنہیا لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندہ دہلی

ہوا جسدم خزان ان دو پری پیکر گلستان مین — ہر اک گل آنکھ نیچے کر رہا تھا جو چمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

کہین آیا ہے والا آج قدِ یار نظر — کچھ قیامت کے سے آتے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سجانی طوائف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو — جا لگا موتی تمہارے کان سے

منصف تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوکِ مژہ جب سے مرے دل مین گڑی ہے — ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص مسمی منور حسین ساکن ترچناپلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون بشکل — کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین — ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — عیش جاتا رہا جوانی کا

منیرؔ تخلص میر نظام الدین خلف شاہ نصیر علی

یون تو خط اوسکو مین اسے بیک صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیرؔ تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جہان جا کے گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیرؔ تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچھ وصف خط کر نہ سکے گا رقم — کیسا ہی گو آپ کو آپ تراشتے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین — کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منیرؔ تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے پہ یہان ہمسے طلبگارون کا — اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارون کا
فرہاد سے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہردم — مغموم نہ ہو ناوان سنگ آمد و سخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم — جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیز و ذقن یار سے کیا چاہتے ہو — چاہ مین دیدہ و دانستہ گرا چاہتے ہو
ہنا سر پہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے — زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیرؔ تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندہ لکھنؤ صاحب دو دیوان ور سالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تھی

ہم حسینونکی بھوؤن پر رکھتے ہین پائے نگاہ — روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پانون سے
ساون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے — باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے گھٹتا نہین کرتے — تم اپنی ترشروئی سے جو کا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لئے دیتے ہین چھینٹے — خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بہشت اوسکی نزاکت کو نہایت — کب بوجھ سے کرتی کے وہ ہلکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان — چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

مواج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ دفتر داوریگاہ ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا — ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا
ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو — چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا
خاک ہو عیسی مرہم سے مرے دل کا علاج — یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا
سو ٹکڑے اگر دل ہے تو سینہ مرا صد چاک — احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا
بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین — معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا
جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف رسوائی کہان — سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع
لب بلب مے نے سے رندونکے ہی کیون چین بجبین — دختر رز ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین
اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ — ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی
کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر — تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جا کر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے — اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین — تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھاری گال
نہ کسطرح سے کہون آسمان حسن تجھے — چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے پیاری گال
وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج — بن گیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خود کام کا — نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا
نوجوانی مین بھی جھک کر چلتے ہین پیر فلک کی طرح — ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا
بام گردون پھاند جا فکر عالی تو سہی — ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھاری بام کا

چھتی ہو پر کا پڑ جائے اسے ہین	پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین
مسی وہ مین بوسہ سے بے محل مانگا	سیاہ کار ہوئے لب گنہگار زبان
لپٹینگے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بہی	سہتے اگرچہ چھینگے وہ پیاری کلائیان
گل کیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان	تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان پانون مین
کسطرح ترا گل تر لب ہے	سخت باتون سے یقین ہوتا ہے پتھر لب ہے
قطرے چھلک کے کرتے ہین جام شراب سے	ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھترپت ملازم مہاراجہ الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا لیکے سوے بیستون اگر	ٹھہر سکینگے سامنے مرے کب کوہکن کے پانون

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا	ایک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا
پاے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز	لکھا ہے جو مٹیگا وہ لوح جبین
بے مدد ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین	ڈھونڈھتے پیری مین ہین کیا کیا سہارا ہاتھ پانون
جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار	نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین
مجھ تیرہ روزگار سے اتنی لطف مت الجھ	دیکھی ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے

موزون تخلص میر فرزند علی باشندہ ساسانیہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی سنہ ۱۲۳۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

شمع ہر بزم نہ ہونا ہرگز	دل جلونکا بھی کہا کیجیے گا
جب رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر	تو بھی نہ لائے ہم ترا شکوہ زبان پر
اپنے کوچہ کو خار بست کیا	یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم
نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو	معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

پھول جھڑتے ہین ترے مُنہ سے مری آنکھون سے
حُسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے

وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر
دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی
لست مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلائے زلف
یارب کوئی نہ ہووے اسیر بلائے زلف

خموش ہوکے بھی گویا کہ ہم نہین خاموش
یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگھ کایتھ دہلوی نبیرۂ مادھو رام صاحب انشائے مادھو رام

بیت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن
جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یا دو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی اصلاح پسند نہ آئی ۱۲۶۸ھ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و نمکین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین کم گزرا انہین کلیات الکا نظر سے گزرا

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے
نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا

اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا
اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

اوسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر میں جینا مشکل
تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے میں ساری
چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درمان ہوگا

بات کرنے میں رقیبوں سے ابھی لوٹ گیا
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا پیمان ہوگا

دیدۂ حیران نے تماشا کیا
دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا

مر گئے اوسکے لب جانبخش پر
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع میں احباب
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا

دیت میں روز جزا لینگے قاتل کو
ہمارا جان کے جانے میں بھی زیان نہ ہوا

ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہیں ہی
کچھ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا

وصل کی شب شام سے میں سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

ہائے صنم ہائے صنم لب پہ کیوں
خیر ہے مومن تمہیں کیا ہو گیا

کچھ سنکے جو میں چپ ہوں تو تم کہتے ہو بولو
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

تیرے پردہ نشینی کی یہ پردہ دری
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا

مرے کوچے میں عدو مضطر و ناشاد رہا
شب خدا جانے کہاں وہ ستم ایجاد رہا

غرض ایمان سے صفا اوس غارتگر دین کو بڑی
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تونے کیا کیا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہریگا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار میں عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

کیا مرتے وصل کے لطف میں پنہان ستم نہ تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ میں دم نہ تھا

موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا

واعظ بتوں کو خلد میں لیجائینگے کہیں
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا

کسدن تھی اوسکے دل میں محبت جو اب نہیں
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا

زخم نو بھی مرہم زخم کہن ہے چارہ گر
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہو گیا

رازِ نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
اللہ رے ناتوانی جب شدتِ قلق مین
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
سیر اگلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
بیوفا کہنے کی شکایت ہے
روز کا لگاڑ آخر جان پر بنا دیگا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
سنکے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
مومن مین اپنے نالون کے صدقے کہ کہتے ہین
جذبِ دل نے غیر کے بھی کیا کمین تاثیر کی
اوڑ گیا رخ پر غبار اپنا
خوش رنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
کہنا پڑا درست کہ اعتبار ہے لحاظ
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
وصل مین احتمال شادی مرگ

کیا ایک بھی ہمارا خطِ یار تک نہ پہونچا
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جلانا
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اپنے نالے نے جگایا یہ اثر آخر شب
مومن ہلاک خنجر نار تتان ہے اب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
آج کیون آتے ہوئے ہر کام پر رکتے ہین آپ
ہو گئی خاک خاکساری آج
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
ہر چند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
چارہ گر درد یے دوا ہے عشق

مجھہ یہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل
لگائی آہ لے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو وہی کعبہ سے نسبت کیا گناہ
وصل تبان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
تجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
اوس کو ہین جامہ سے نکلے مدوائی ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کہان کھنچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی سے
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب و ہوا ہے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی بت کو دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور بلا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جون بہار
دعوی حسن جہانسوز اِس قدر
مومن اِنکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح
سے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

صبر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور ترک کرتے ہین بیٹھا تھی سے ہم
تو تیرے لیے جلائینگے اسے ہم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکو شہر اکہم
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہوگئے ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتے ہین
بد دعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کہوگے تم مین ہرجائی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو تمسے کیا ہین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین جانتے کمی اپنی شب دراز مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
آشنا رہا ہون دو سے کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے بغل مین تو بھی تو ہیہات نیند اوڑ گئی
ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ حیرت تری پانی چوانے سے ہے غیر
دکھاتے تم اپنے ہاؤ بھاؤ ہین جان نہین
ہین غیر مرے گھٹانے سے خوش
اس نامہ سیہ کے صدقے جسکی دولت
جز شیشہ سہو ہر بار مرے دشمن تو اور ہی
کہیے کہ گلۂ رقیب سے کیا طعن اقربا
لگ جا گلے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین توبہ کا ملتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر ہے شب بچھاؤن کیونکر
دے دیا ہے تجکو یہ مطلب اول ہے
سر گئین آنکھ سے ہم نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوادی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی سے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جا بیٹھے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آپ مین
کھو گئے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب ہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی نچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح سے کوسنے آؤ گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر مین نہین
خاک مین ناصح کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مر گئے ہم دیکھکر چین نالے بستر راحت کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
وہ ہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلہ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
وثراست فکر جور مین یون رنج اوٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہوگیا
شب غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
ہین کہنے سے بھی خوش ہین کہ سب یہ تو کہیں پر
اندر رہی گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ بولو لگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
سمجھے کے اور ہے کچھ مرحلا بین ای ناصح
باندھو اب چارہ گر دیجئے کہ وہ بھی شاید
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
پونچھے آنسو وارثون کے کیا کرون اب بیکسی کی
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
اب تو جینا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کام لو
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھسے بیان نہ کیجئے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور دلکا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہین جان جائیگے آنیکی
وصل دشمن کے لیے سو سو مزار آجائے
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے
ضعف کے باعث کہان دنیا اوٹھایا جائے ہے
اور بنجاینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیکے اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

کہتا ہے مرے آگے وہ مجھہ پہ عدو غش ہے
ہے مری الفت سے ہی بیخبری اتنی

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی ہم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

ذکر کر بیٹھے پیرا ہی ہی ہے شاید مرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے

نکرلے تجھے نصیحت اوسکے بیٹھے پر قیامت کی
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جبا سے

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیئے

عدو کے وہم سے نکلتا ہون بزم غیر مین سحر
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گمان کیجے

تسلی دم واپسین ہو چکی
ہین ہو چکی جب نہین ہو چکی

جان بلب ہون خبر وصل سنا دو قاصد
لب ہلاتے مین ترے کام مرا ہوتا ہے

مر گئے پر بھی ہے بے خبر صیاد
اب توقع نہین رہائی کی

کوچۂ غیر مین بلا وہ ہین
ہرزہ بازی نے رہنمائی کی

مومن آؤ تمھین بھی دکھلا دون
سیر بتخانہ مین خدائی کی

وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے

وہ جو کہتے ہین تجھے آگ لگے
مژدۂ وصل سناتے ہین مجھے

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے

ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
مجھ سے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

یون بناکر حال دل کہنا نہ تہا
بات بگڑی ہی مری سے ہے تقریر سے

اونکو جلدی جانیکی مجہکو عذاب جانکنی
دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے

ہاے پہر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
اسکا دم بہی کم نہ تہا ہرگز دم شمشیر سے

مین بہی کچہہ خوش نہین دغا کرکے
تم نے اچہا کیا نباہ نہ کی

گریہ و آہ بے اثر دونون
کسنے کشتی مری تباہ نہ کی

پردہ پوشی ضرور تہی اے چرخ
کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی

دل کہول کے مل لیجیے ہم مضمون سے
اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے

بقدر جوشش تڑپنے کو تہا دل بسمل
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجہے

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بہی ظالم نے تو کیا

شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون
حقیقت کہل گئی روز جزا کی

مجہے اے دل تری جلدی نے مارا
نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی

کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین
کہ سخت چاہیے دل اپنے راز دان کے لیے

نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے
جفا بہر عدو لاؤن کہان سے

وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب
تجہے اے زندگی لاؤن کہان سے

خدا کی بے نیازی ہاے مومن
ہم ایمان لائے تہے ناز بتان سے

مونس تخلص میر سعادت علی بنارسی

زمان جوشش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس
خلل انداز ہے اب نالہ شبگیر مین اکثر

مونس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندہ لکہنو بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تہی

تار نظر کے ٹوٹنے کی جو سیر اوسکو بہا گئی
افشان لگا لگا کے چہڑائی تمام رات

رخ کے جبین کے ہونٹہونکے بوسے دئے ہمین
اوسنے زکواۃ حسن لٹائی تمام رات

مونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا ۔ موت ایسی ہو گئی کہ نہ آئی تمام رات

حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہیں پیچ یا نصیب ۔ کا ہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف

میں جان بلب ہوں جلد کوئی ڈھونڈ لا دل ۔ یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہائے دل

شکوۂ جور و جفائے آسمان کرتا نہیں ۔ میں زمین پر نقش حیرت ہوں فغان کرتا نہیں

کیوں نالے کر رہا ہے جرس ٹھہر و ٹھہر ذرا ۔ کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہیں

مہاراج تخلص راجہ سلاس رائے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

کھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے ۔ رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر

مہجور تخلص مہجور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو ۔ چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو

مہجور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اسے شانہ پہنچے تو ذرا کھوج سراغ ۔ دلربا کے کاکل پر پیچ میں دل رہ گیا

مہجور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پا سے نگارین یار کی ۔ مثل عقیق ہو گئی لوح مزار سرخ

کب چین خاک میں ہے دل بیقرار سے ۔ ہے برق جلوہ گرمی مشت غبار سے

مہجور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا مولد ومسکن لکھنو ایک دیوان اور ایک مثنوی موسومی باغ کی تعریف میں اور نور تن اور چار چمن علم حکمت میں انسے یادگار ہیں سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری میں بیت اللہ کو گئے وہاں سے مدینہ میں جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

میں سر بہم اسلیئے بلبل صفت و زار نالان ہوں ۔ کہ باغ دہر میں گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہوں

مہجور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل ۔ یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر دل

مہجور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو ۔ کہا ہو گیا ہے کچھ آزار دیکھو

مہجور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

پھڑکا کے دل صدا مین زتیلون کو لے گئے
وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اوڑاتے ہین
کل جو پہلو مین رہا تو نہ دکھائی مجھ کو
آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو
بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت
صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا
ہر شرر سے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا
جب شگفتہ لالہ خونین کفن ہو جائے گا
بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا
پنجہ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید
پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشد آبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب
استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب
جون گل خزان سے غنچہ دل خشک ہو گیا
کسکو ہوائے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندہ الہ آباد

تیر سے مژگان کے مقابل مین کوئی تیر نہین
تیز تر ابروے خمدار سے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آرائے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے
کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے
کچھ بھی ترس آیا تجھے اے عشق ہے یہ کیا غضب
گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیری ہاتھ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

مین جان بلب ہون رونہ دو ای نکتہ چین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص محمد عمر باشندہ میرٹھ

جو ہم مرے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب
اوپر ترا عتاب تو اے جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہونے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی / نہ تو سرمہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون ان تیر افگن / ہونچتا ہے اکدم مین پاس میرے پر لگا

سرمگین چشم کو بیمار کی سے جلد خبر / بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی

یہ تو اپنی خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو / ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب مطبع مصطفائی باشندۂ لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین صاحب دیوان ہین انکا دیوان چھپا نظر سے گزرا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے / بھلا بے مروت بھلا جیسے مروت

معنی یہی ہین حسن ولطافت کے اے پری / پوشاک مین بدن نظر آہے بدنمین روح

مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی / جکڑی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح

محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری / یون مدعی لگا لا کرین مدعاے دل

اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین / کیسی افتاد مین پڑا ہون مین

نہ گیا اے فلک غبار ترا / خاک مین گو کہ ملگیا ہون مین

جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون / قیامت سر بھٹول ہوگی مالک اور رضوان مین

ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے / چھوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین

مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے / تیز قدرے قاتلون پر کب مین ڈال آتا نہین

بہاگے تو مست بنت عنب کو لگاکے ہاتھ / ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاکی ہاتھ

سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے / قدر روئے آئینہ توقیر پشت آئینہ

آپ آئے نہ اجل آتی ہے / آرزو دل مین رہی جاتی ہے

قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر / مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے

ستم جا ہو کرو ہمیں نواز دیا ترحم سے / قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تمسے

شراب کہنہ لا ساقی یہی کہہ کہکے جیتے ہین / نہین کم قلقل مینا ہمین عیسی کے قم قم سے

مهر تخلص نواب امین الدوله سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدوله مولد انکا لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انھون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے قصون سے یہ ہاتھ آیا ہے
رکھتا ہے ایک کہانی چھلا

فانوس مین اوس شمع صباحت کے سبب فلک
جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہوا اوسکا

ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب
نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب بکا طلب

جتنے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیرے ذوق مین
رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب

اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین
جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین

دیکھ لطف عتاب یار اے دل
دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین

ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق
ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین

تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین
زہر منہ مین نبات آنکھون مین

حسن وہ شے ہے کہ بے جانون مین بھی تاثیر ہے
دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ

بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے
سب سمجھے جو کچھہ تجھے سمجھے

ہے نام خدا سحر مجسم صنم اپنا
افسون کی جو باتین ہین تو جادو کے اشارے

رکھتے ہین خار دشت نوک زبان
شرح میری برہنہ پائی کی

مهر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ
شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ
نشۂ عشق نہووے جسے پھوڑو وہ آنکھ

مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی
خورشید قیامت ہے نشانی مرے دل کی

افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور
دشمن ہے یہ شبہاے جوانی مرے دل کی

مهر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبر آباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالۂ نخچۂ مہر ہین ؛

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب
بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین دم

نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین
مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرنا غضب اتنک تو ہمارا دل بیتاب — مردے کے ہوئے ڈانٹی ہوئی دھمکائی ہوئی ہین
کیا بات تری ای لب جان بخش ہے کیا بات — عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص میرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش — آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین استاد مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرہ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا — پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا
نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو کے — خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا
کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے — اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا — جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان — لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے — دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
کہتے جاناتھا لکھے گا تو کوئی حرف امیر — پر تیرا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھ سے — شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہو نکا
جیتے تو مراد سے نے مجھے داغ ہی رکھا — پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا
اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سو اوسکے سبب — میر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا
خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا
سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا
میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا
میر گئے ہوش سے ہین ہم عاشق
بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اٹھکی رہو
ہر چند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور
صبر تھا ایک مونس ہجران
میر کے نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر
دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین اونھین
شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہوئین
ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی
تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
دل میر حرم گیا شیخ لیئے تہ زیر زمین
ہوتا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے
دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
گذرے مدام اوسکی جوانان مست مین
عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے

دشمن کے بھی دشمن پہ ایسا نہ ہوا ہوگا
رہے ہے خوف مجھے وانکی بےنیازی کا
تیوری چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا
مذہب عشق اختیار کیا
جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا
کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی مست رہا
محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا
پہلے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا
سو وہ مدت سے اب نہین آتا
آج کی رات نہ بچا نہین جینے کا
پھر ملینگے اگر خدا لایا
تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا
زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو رنجور تھا
دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا
بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا
سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا
مرگیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا
ہشیار زینہار خبردار دیکھنا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا
پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا
دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
نے چاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
ہے میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پہ تھے میر باغ کہ ابرو بہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
اس طور سے تمہارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہرگام سد رہ تھی تنہائی کی محبت
ہین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم میر جفا کار اس قدر
اپنی طرح مین بھی ہے میر خند نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جانا مرا ادھر کو بشرط طلب ہے اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانئے یہ کب کی بات
ہو سکے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
کہو یا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اوسنے ہمین زہر دیا پان کے بیچ
ساہت روتے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتقاد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے کیا لوچنا کچھ اور
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین تیرے کوئی گرو یا پکار کر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کہے تک تو سوچا لیکن خدا خدا کر
آنکھوں نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک پینہ خنجر سے یکدن اک جا لی گئے آزاد اوس
پھر مری گراوٹ گئے بیٹھینگے ہم جو اٹھ کر
ہیان کی بھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہ کر
ہے بیا رہے جنون ورد

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میر
ضعف ہیانتک کھنچا کہ صور تگر
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھودیے
آزار دیکھے کیا کیا اون پلکون سی اٹک کر
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
کیا کیسے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین
پان لیتا تو جا بجا نقیر دن کے
سب سے آئینہ منظر رکھتے ہین خوبان اختلاط
غلط غلط کر رہون تمسے مین ذرا غافل
کیسکے کہنے سے مت بدگمان میرسے ہو
عشق ہے عشق ہے جہان دیکھو
ہم گرے اوسکے در ہی پہ مر کر
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جا نہین ہین فرش رہ تری مت پامال جا
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
میر لین شاید اوسکی زلف سے کام
ہے تہِ دل بتون کا کیا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
ترشرو بہت ہے وہ زر گر پسر
نہ ملا سیراب کی اسیرون سے تو
مستی مین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا

اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
رہ گئے ہاتھ مین قلم لے کر
پیدا کیئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار رہنو نہ
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش
برگ سبز است تحفۂ درویش
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
اور کوئی کرے وفا کیا خاک
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہائے گل
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل
برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم
مدعی کا ہے مدعا معلوم
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
گلکشت مین آئینڈ لے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اسقدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اللہ میرا
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین
تیری نے سے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک مین
باغ گو سبز ہوا اب سر گلزار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دونو ہنر عشق
نامہ کو چاک کرکے کرے نامہ بر کو قتل
چاہو ہی جی نجات کے غم مین
آگئے تو لعل نو خط خوبان کے دم نہ مار
خال و خط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کر کیا کیا
بوے گل اور رنگ گل لند ہو اللہ اے نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہ مان
نالہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندہ خدا ہین ہم
گویا جنس ناروا ہین ہم
لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یارب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے ابتو بہت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے ہی ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل ہین پتھر کے انھون سے وفا کرتے ہین
رونے کے تئین آندھی ہون کڑھنے کو بلا ہون
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گو اسے سچ اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
مجھ بلاکشیدہ انکھو اسقدر ستم سے تو کچھ گلا نہین
باتین بات عجب ہی مین نے تجھے کہا نہین

سخن شعرا

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
عام ہے یار کی تجلی میر
تیری آنکھون کو آدن دیکھے تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
خدنگ نے جا مے و عہد
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہو گا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاو
اب ہے کہو گے کچھ تو ہم بکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گے
کب شرح شوق ہو سکے پر توبھی میر جی
ہر چند ساتھ یہان کے ہے عشق میر لیکن
ظالم ہو میری جان پہ نا آشنا نہ ہو
کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
ملتفت ہوتا نہین ہے نگاہ تو
خط لے کے جب ہین میر صاحب خط ہین
زمانہ یار مین اپنے بخت ہے اتنا
رنگ زرد اشکون سے اوسکی ہو رہی کوشش میر
سوہان جسم گھٹتے اد لگا پ نکلے سٹ کر

لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
سبھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ڈلی ہین لیلا
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
گریہ سنت ہے عبادت اور انھین بیمار کو بھی ہین
پاتا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین
یون نکرتا تھا پامال ہمین پہ
جب وقت ملنے کا نہ گذرا خلل ایام نہین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
پھر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لا علاج کی کچھ تو دوا کرو
میر جی اتنا عیب نہین ہے وفا نہ ہوا
اسی پردہ مین خیال تو کیا کب گذرا ایسا
کس کا رہ غرور ہے اللہ تو
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ چی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگہ بنائی ہو
وہان کس طرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھینچے ہے جس وقت تو ہے طرفہ بلا تو
نامرادانہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہائے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بھی پایا ہیں اوسی شام کو تشنہ
طشت و تیغ ہے اب یہ ہیں ہون اور یہ تیغ
میر کو کیون نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے یاس جس میں سو عاشقی ہے وہ تو
دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار میں
لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
ادھر توبہ کرے ہے میر ادھر لگتا ہے مے پینے
جاتا نہیں اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو تجھ آتش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہیں اشک دمادم سے بھی
یہ حکم بھی دیتا تھا شور آیا اس خرابی کے ساتھ
آج پھرتا ہے حشمت میر وہاں
گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
آئی جو بولا کہا کہ یہ آواز نہ

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہے کیا تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگا وسکے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
در پہ لگوا بیٹھے جو ناچار چھپا یہ کہتا ہو
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا ست تو ہو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ
اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ
ہائے ہنر شمع ہے مجلس میں ہر پروانہ
ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
افسوس تمکو میر سے صحبت نہیں رہی
کہاں تک اب تو اپنا اٹھگیا ہے اختفا اوس
پھر شب جمعہ کی شب درود پھر کہاں ہے
ہمیں جی سے مارا تری آنکھ نے
ایسی ادائیں گئی ہے برکت ہم سے ہی
تجھے کیا کل گفتگو داور محشر سے ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

سیر اون نیم باز آنکھون مین
اب جو اک حسرت جوانی ہے
وہ سکالا جو رہے خال رخ یار
اوسکے ایفاے عہد تک نہ جئے
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
ہمین آمد میر کل سبا گئے
شرمندہ ہووین طالع خورشید و ماہ دونون
سمجھے ہے نہ سیر و انہ نہ تھا بنی ہے زبان شمع
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یارا ہے
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
تاعہد تیرے ظلم مین یون زار ہوکے کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اوس بے سلیقگی سے
قرار دل کا یہ کاہکو ڈھنگ تھا آگے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
لیتے کروٹ بل گئے جو کان کے موتی ترے
تمناے دل کے لیے جان دے
بہت سعی کریے تو مر رہیے میر
نکلے ہی آنکھون سے تو گرد کدورت جاے گی
یا قوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ
اب خدا مغفرت کرے اوسکو
وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوئی قبول
بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین
اور اسباب تہین مری خانقہ مین قابل سیر

ساری مستی شراب کی سی ہے
عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
کہ سو آنکھون مین دل ہو تو حیرانی ہے
عمر نے ہم سے بیوفائی کی
کس بھروسے پہ آشنائی کی
طرح اوس مین مجنون کی سب آگئی
خوبی نے تیرے مُنہ کی ملاّ قرآن کیا ہے
وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے
اس کتنے نے کرکے دلیری
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
امید عیادت پہ بیمار رہا ہے
دامن تمام تیرا لوہو مین بہر رہا ہے
ہمارے چہرے کے اوپر بھی رنگ تھا آگے
کاہکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
شرم سے سر در گریبان صبح کی ہوئی
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجیے
ٹک منہ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جاے
صبر مرحوم تھا عجب کوئی
شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا ہی ہے

رکھو آرزو مے خام کی کرو گفتگو خط جام کی
کہ سیاہ کاروں سے حشر میں نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

لب نہ جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر
ایسا بتوں کے بیچ میں اللہ کون ہے

جی میں ہماری بھی تھا پیویں خمر اب
پیر مغان تو نے کرامات کی

ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی
ہے حق بطرف اوسکے جسکے تو مزا جانے

غربت کی کوئی صورت دکھلائی نہیں دیتی
چپ رہیے تو ہنستا ہے کچھ کہیے تو گالی ہے

از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر
کرتے ہو بات کس سے وہ آپ میں کہاں ہے

حال بد گفتنی نہیں میرا
تم نے پوچھا تو مہربانی کی

پھر نہ شیطان سجود آدم سے
شاید اوس پردے میں خدا ہووے

روز آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے

میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد میں میر
ہو نہ لغزش کہیں صحبت ہے یہ بیگانوں کے

دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا
اور بھی وقت تھے بہانے کے

بلبلوں نے تجھ نیکی مرگ عاشق
مناسب مرض کے دوا کیا لگا لی

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہیں
القصہ خوش گزرتی ہے اوس بد گمان سے

اخیر الفت یہی نہیں ہے کہ جلکر آخر ہوئے تنکے
ہوا ہو ہانکی یہ ہے تو یارو غبار ہو کر اوڑ گئے

عدم میں ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم ہونگا
تمھیں قبولیت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا ہو

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد نثار اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک آتا ہے
ہاتھ سے ملتے ہیں طرح محرم اسرار نے

مانوس تخلص منشی شیو سہاے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندہ شاہجہان پور مقیم [illegible]

ہر گل گلشن کو ہے عارض رنگین ترا
نرگس بیمار کیا آنکھوں سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو ۱۱۶۸ گیارہ سو اڑسٹھ ہجری میں

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہرو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا

تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ — پری خانہ ہوا گھر آرسی کا

غم نہیں گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ — پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

اثر حق غصہ میں کبھی اہل وفا کی نہ سنی — ہٹ پہ آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی

تصور میں تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھوں سے — مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

ناداں تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی میں دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہائی زندان میں ہوا بعد رہائی — زنجیر میں انداز ہے زلفوں کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن علی

قاصد تو اوس سے بہانے سے اوس پاس جائیو — یہ کیسا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے — ہر گرہ میں دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کھلتا ہی نہیں — تجھ میں اور مجھ میں نجانوں پڑ گئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان میں بہت بڑا عیب تھا کہ دوسروں کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئی — خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا

سکیں … اوس بت نو خط کو خیال — خضر دریا سے لیے ہاتھ میں ساغر نکلا

… سے اولجھا نہ میں تدبیر سے اولجھا — اولجھا تو تری زلف گرہ گیر سے اولجھا

دل یار … کے گرہ گیر سے اولجھا — دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوپہری کلائی ہوگئی گجری کی جھونک سے — کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مرے نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندۂ میمنسنگھ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون آہون کو دل غمناک مین — ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین
مے کی ہرے حزن پی لون اوسکی گردن توڑ کر — محتسب بنتا ہون مین پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی بے چین ہم — چین کیا سے ہو دامان قبا کے چاک مین
تمھارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا — لٹک سے جھوم رہا ہے ازاربند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست رعشہ دار اپنا — کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے — پسند غنچۂ گلشن کا زہر خند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا — نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو — تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر — کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی — سانس چلتی ہے سینہ چھل چھل کے
حشر بکیا ہے جنون جو زورون پر — پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرہ نکہت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن سے ہمکو جھکا ہے بہت گڑھے — جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی فتح پیچ سے دلکو ہوئی شکست — آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا
ڈرتا نہین ہون گیسوؤن کے عشق سے ذرا — دونگا حساب حشر مین بال بال کا
وہان نزاکت سے ہولی تک گران بالا سر — کیونکر رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالا
کیا زبردست آپ دوانے گہر کا دیکھنا — نکلا در استے تو کیسا جلد پہونچا کان تک

سرخ ڈورے مین گندا موتی نظر آنے لگا
دوستی انگشت حنائی کو جو دابا دانت مین

دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے
ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے

ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم
کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین رکھتے

کہتا ہے کف دست مصفا کو دکھا کر
مہندی کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے

نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما
یہ حبشی ہے کہ جو بیٹھا ہوا کنارہ مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال سے
نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کیا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے
شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ شبگیر تھا

نارش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیرآبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے
نارش کہان تلک مین کہون ماجرائے دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جان صاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا جوان اناکا
بوا [illegible] تون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا

مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ہے
سوا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا

کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے
اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا

سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا
عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا

کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسیر ہی اکڑتا
نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا

ایسا کسی تجھ نے لبھایا تھا کہ شب بھر
لیٹا تو رہا پاس پہ کوسون ہی نہین تھا

میری نماز کھولی اس مردوئے نے آکر
اوٹھی تھی اسے ددا مین کمبخت ابھی نہا کر

اے زناخی مردوا ہے بدگمان
تو نہ کر باتین ہمارے کان مین

رات بھر ہی وہی بات اور وہی چوما چاٹی
اے ددا ایسے ندیدے سے پڑا کام مجھے

فوارہ کی طرح سے دل ابھی نہ تھم سکے — تھم ایک بوند پانی پہ کتنا اچھل پڑے
دس گھر تو جھٹ سے جلے ہین کہنا شکر کرون جنہم — کس جا بٹھائے دیکھئے آب آسمان مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کرکے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے منع کرنیکے لیے رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام — میراث پدر سے مگر پائی تمام
اس دعوی باطل سے ستمگارون کو — حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام — پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے — میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پر مضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعرائے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روزون محمد عیسیٰ تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے سنہ ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا — طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون گنج مرقد مین — تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا — رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا
رشک مہتاب پہ ہے کیا اوسکو — رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
آتا نہین ہے دن کو نظر شب وہ اندلوت — بدلا ہے شپرہ سے مزاج آفتاب کا
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا — اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا
کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا — کر سیکدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
سوال وصل پر اونکا پیچ و تاب ہے ابرو کا
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے وہ
ذبح کر ڈالونگا اگر آ گئی تو بولا شب وصل
دینگے تجھے بازو سے نازک پہ شکایت تھی
مرگ اک سہل تھی ورنہ یہ گرا شب کو
اثر خیال جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
اگر ہو بجا اس سے پر یقین ہے ہو خاک مین ملا
دیکھنا اس گل کی بدذاتی نہ ہوئے تجھ سے تا جواب
کبھی چھیڑی جو ناز سے اوسنے تیر فتن
بس ہی تھی تیر اب اونکے نگاہ سینے کی ہے
دیر ویران ہین ترے عہد مین کعبہ خراب
ہون وہ میکش کہ مستی مین کہون ایکو بھی
جو مجھکو یار نے مارا تو شہر کو کرد قتل
ہاے یہ کہنا ترا رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ
کبھی بچائے خدا اسکی مجھے پاس نہین
نکالا لکانے وان خط نے بھی آکر نہ ای نالہ
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق
ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
مارتے ہین ڈنگیا کی چشم کو بنت کی جنبان
یہی کہتا ہے جلوہ میرے بت کا
ہے جو یون ملک وہ طبع پاک کو مضمون غیر
جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین

بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
اشارہ ہے برات عاشقان بر شاخ آہو کا
آج آئی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
مین نے سو بار تجھے شمع سحر چھوڑ دیا
لائیو اپنے شہیدون کی نہ مدفن زیر پا
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
نہین مرتا ہین فرقت مین ہوا ہو سخت جانی کا
سنا جو ہوا آفتاب محشر گھڑی دو ام آتشین کا
مجھکو لکھا ہے ترا خط لیکے آئے عندلیب
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز غمخوار ہے
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچہ مین
لاکھ قلقل کرے شیشہ مجھے مینا نہ ہین
عزیز و اسکے سوا اور انتقام نہین
ابتو اس دم نالۂ آتش فشان کرتا نہین
اے صنم سر ترے ملنے کی مجھے آس نہین
مرا دل کیا پڑی ساعت گر جاہ زنخدان مین
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین
اکٹھا ہین عاشق و معشوق کیونکر داب مین
ملتی ہے بالی کی مچھلی موتیون کے آب مین
کہ اک ذات خدا ہے اور مین ہون
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین نہین
سب نماز اپنی قضا کرتے ہین

سرسبز وہ ہو جو ترا پایمال ہو
وہ میں اغیر تو کرلون نظارہ جی بھرکر
جدا ہونا وصال قسمت مین نہ چہرتا ہون خدا سے
سیاہی ہو مین گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
کرتے تھے واش نشہ مین بہشت شب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
شاد ... مین پر خوش آوازیان کہان
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
تیرا قصہ دکھانا اسے معلم طفل بدخو کو
جب نہ تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
تکلم سے فقط ہے اوس صنم کا
آتے آتے کہون نہ اوسکے پاؤن بہا گرد مجھے
ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکھو کسیطرح تو سروکار مہربان
فراق یار مین فرصت مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہوگئی صبح شب وصل وہ سکے جاتے ہی سیاہ
راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
مارتے ہین جدا فاقہ سبت کو ہوتا ہے جب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سوختہ

ٹھہرے تو جس خنجر کے تلے وہ ہمان ہو
الہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کہ طالع سب کو ہین معلوم اوس طفل برہمن کو
لکھا مین نے جو تیرے عارض گلگون کے مضمون کو
اسواسطے خرام کیا ہے شراب کو
میرے دشمن بھی پنہان رکھتے ہین میرے راز کو
طوبیٰ کہون مین قامت موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تمسے زیادہ
ہمارے توسن عمر روان کو تازیانا ہے
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جل جاے
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
خدا کی طرح گویا ہے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے
دیوار قہقہہ بھی ہو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا سے وفا گر نہ ہو سکے
کہین زاہد نہ کرے تہمت گنہگاری سے
محروم ہے [illegible] اجواب سے
مدت ہوئی نہ [illegible] اپنا [illegible] حساب سے
آسمان [illegible] کھرا بام سے
آفتاب [illegible] نظر مین [illegible] چراغ شام ہے
دلمین ہو ذکر [illegible] مین قرآن ہو وے
یعنی اوسکے ہو شکل مین آنے کی یہ تقریر ہے
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حرف بہونچین اگر اور بہی ہم سے
ڈرتا اثر کا اوسکو سنو وہ بہی نکل گیا
اوس پری نے دی نشانی مجکو جو انگشتری
تاب سننے کی نہین بہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو نقشون ہے
ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو لکہا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بہر آتا ہے قاتل پان دہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار سے جاتے نہ پائے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکہا تو یہ سمجہا
دو نون کام کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا مطیع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
زنڈا اکھٹک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
رات بہی دن ہے ہمیشہ پر تو رخسار سے

مگر یہی اے صنم مجہے اخفاے راز ہے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون
سوجہے کیا زاہد تجہے آنکہون کے آگے ناک ہے
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان ناصح کی
نشین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی
کہ لیلی جہانکتی ہے منہ نکالے اپنے محمل سے
سینہ مین مہر ہے نہ وفا بر ہمن مین ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچایا قمریون نے بہی بہار کباد کا
دیکہو قابیل نے کیا حال کیا ہابیل کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجہتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لنترانی ہو گیا
کہل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم بیضۂ فولاد ہو گیا
جاگنا بہی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آنسکی تیری گلی مین کب ہے یار اشام کا

دل ہر گیسو کا سبب ہے اور تھوڑا سا سانپ کا
مری آنکھون سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ بھی تجھ سے توبہ جپتا ہے
حسن کو چاہیے انداز و ادا ناز و نمک
بابِ توبہ تو کھلا ہے تو بھی جاؤن وہان
کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پریزادونکی
ہوئی پنہان آمد و رفت نفس بند
کان مین محبوب کی آواز بھی آتی نہین
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
کیا ہلین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چھوڑکر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
تو بھی گرچہ شبِ وصل نے کی ہے لیکن
کب شبِ ہجر تھی درازی مین
کچھ تری بات کو ثبات نہین
ہائے کیا وہ بھی زمانہ تھا جو کرتے تھے بسر
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
دھوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روزِ حشر
مر چلا ہون امیدواری مین
آنکھ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا میخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگھی نے صنم جڑ دانت توڑا سانپ کا
در نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا
کب سے کرتا ہون مین خراب شراب
کیسا ہے مزاج یار قاصد
لطف کیا گر ہوئی گورون کسطرح کہان سفید
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شبِ فرقت مین مجھکو رشک ہے خراب
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین ہے دکا زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شبِ ہجر سے اے یار دراز
کو بہتی مین ہے جسقدر شبِ وصل
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین
وصل کی شب جاگتے ہین روز فرقت جو اپنے
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
ہاے ناسخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
برسون سے دوپہر نہین ڈھلتی ہے ہجر مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین
کونسی جا ہے وہ ہرجائی جہان ملتا نہین
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

ہوں اوس غارتگر دیر و حرم کے پاس میں
اسیر ... ابھی اے طائر جان اکدم رہ جا
تشنہ ... سے انکھوں کے چھکارا ہے بری
کوہی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کہا یا تری فرقت مین غم
آ گئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر بے یار ہوں بزم غنا مین بیقرار
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
جنون پسند مجھے چھاؤں ہے ببولون کی
امید وصل مین ہم جھوٹے ہین برسون سے
تو وہ شیرین ہے کہ تجھپہ ہوئی شیرین فرہاد
گزرا اوس پری کا ہے اکثر چمن مین
ہوا الیقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے منقبض رہتے ہو
ہون گاہ ادہر گاہ اودہر آٹھ پہر مین
وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بہر
تری ہی آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر
غربت دشت وحشت کہین دشمن ہو
نے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جسکو تاکا بچ گیا جو کی جسے مارا اوسے

یہ سبب ہے رابطہ جو شیخ و برہمن مین نہ تھا
وہ باہر آنے پر ہین اسبابکو جو بند کر لیا ہین
ہر چند کہ ہولی سے بیکار سے کی ٹوٹی آنکھ
کوئی اے جوش جنون پیدا اٹھانا چاہیے
دل ہمارا زندگی سے
بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی ہو رہے
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کے حال سے
زاہدا اپنو سمجھہ تارک لذات سے
عجب بہار ہے ان زرد زرد پہولون کی
وہان رقیبو نہین تیار یان ہین جھولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
ور نہ جنون کو سایا ہوا چاہتا ہے
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانونکے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بہرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوٹے
مثل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ بیٹھا لی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین ہے سنت مین جا لی رہی فرہاد کی
تکو تیر اندازی آئی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر — تیغ سے ہے حال اوس محبوب کے طرّازی کی
یہ نرماہٹ یہ رنگت ہے کہان سونے مین اے ناسخ — تن محبوب مین خالت ہی دست افشار سونیکی
پوچھا جو روکے یار نے ناسخ کے حال کو — ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے
دیکھا جسے ہو گیا وہ عاشق — تیری آنکھون مین موہنی سی ہے
دنیا ہے کہان ساتھ برے وقت مین کوئی — پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے
ہین حسین اور بھی پر تجھہ مین ہے ہر بات نئی — دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی
کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست — بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسۂ خواجہ میر درد قدس سرہ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلمین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی — دلمین بھی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا
قسمت مین غم ازل سے ہے رونے سے فائدہ — تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائے گا
کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم — دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جائے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر نے اس مزہ سے اوٹھائی جفا کہ اب — اونکو بغیر اوسکے جفا کے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا محمد حسن مذنب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان اوسکے یادگار ہین

ہین نئے کیا ہے ابھی پریشانیون کا ذکر — ایسا نہو کہ شانہ یہ کوئی بات لائے زلف
کہتے ہین قامت جانان کو زبانی یہ ہم — چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین
تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی — نوک کی ابروؤن سے لیتی ہین خود سر پلکین
غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھایئے — آئینہ دیجئے دم دشنام ہاتھ مین
زینت عارض سادہ ہین ترے بال ابرو — چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو
اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ — نہ دیکھا دیکھکے اوسکو اگر تمہارا منہ
اسے بہت ترے خیال کا احسان منتون — سیکھی کسطرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

سخن شعرا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نکبش سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی بر سر تحریش کمند زلف
پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد اکرام علی توانا

حفظ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار
کیا تماشا سب ہین سر دیدۂ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب النسخ باشندہ لکھنو شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار
گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پانو

دل محو پابوسی آہوے چشم ہے
کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندر پور شاگرد مرزا عنایت علی ماہ اکبر آبادی کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے
ہتھنے ڈالے پانون مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جدا لکھا نہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھے تو خورشید قیامت ہو عیان
ہم اگر نعرہ کرین وہ دم بپا ہووے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل درد سے آباد نہو
عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کافر بد خو سے اگر راہ نہ ہوتی
گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجسلیٹو کونسل ہند کی ممبر ہوکر سنہ ۱۸۶۴ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایجان کو دشمن نہ اوتارا ہوتا | چڑھ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا
بیچے نہ سیم و زر انسے نہ دین و دل چوٹی | کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
چلیے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون | ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہین | کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین گردن کیا | کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم
مین جانتا ہون میری فغان سے اوڑی ہے نیند | وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین
آدمیت نہین تجہین یہ عدو کی ہے غرض | یون ہی کہتے ہین مانا تری تحقیر نہین
اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو | پہیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو
جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو | ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے
ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال | وصل سے لطف سوا نامہ و پیغام مین ہے
کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے | کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے
حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو | وہان بھی جھنجھلا کر کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل ایسا ہوگیا اوسکے بدن سے میرا تن | رات کو مین یار سے اک جان دو قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر تیجے باشندہ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیاگر مشہور تھے

دیکھ رہا ہون کوبکو نقش قدم | ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا
ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا | قفس سے چھوٹ کے آیا جو طائر شیدہ
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید | لگ آئی ہے گیسوے سمن بوے کسی کی
نقش قدم کی طرح اوٹھاسکتی ہمین صبا | اس راہ مین پڑی ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگاپرشاد ولد چھوٹی لال باشندہ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا | اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندہ تاگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کر دیا بسمل
اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کاشی پرشاد منتظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا سکے ہر اک اشک تو سو طرح کے طوفان
باقی تجھے حسرت ہے کچھ اے دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑلی ہو پھول بار بار
تکلیف کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناطق تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین ماہ آگ لگ گئی اوٹھنے لگا دھوان
دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا
بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان نوح ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجیو مت ہاتھ دامن گل تک
سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گلچین

نالان تخلص منولال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا
دیکھ تو اے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے
مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میر زانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا
لوگ حیران ہوئے یہ چاند کدھر سے نکلا

چین سے بیٹھنے کہین نہ دیا
مجھکو میری ہی بدگمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا
پھول چڑھانا میرے مرقد پر تو پھول تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اسطرف — شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اسطرف
سحر کو چہرے کا انہیں خیال رہتا ہے — شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بد گمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بھی مجھے — رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکھنؤ شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین طفلی سے مجھکو لوگ — آتا نہ تھا کبھی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیار رہی غفلت کو اطبا — رکھتے نہ رگ عاشق مدہوش پہ انگشت
یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان — ہے جو چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار نگاہین — چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار نگاہین

نامی تخلص لالہ مٹھن لال کایتھ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جھاڑی جو بیکر شراب گرد — آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکھنوی برادرزادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تھی راہ انتظار یار پر — چھا گئی آخر سفیدی دیدہ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکھنؤ خلف مرزا احمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم شماری مین مجھے چھوڑکے جانا کیا تھا — جان جانیکو بھی عاشق کی نہ جانا کیا تھا
ہین اوس نہال حسن کے ہم دل پہ بار حیف — نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف
جنبش باد سے شاخ گل تر لچکے ہے — یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل رہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے ۔ نگہ ان جا بیٹھنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب سے ۔ تعویذ وہ ڈہلکے ہوئے بازو سے کسو کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے ۔ ق ۔ آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آو دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے اسدم ۔ گہر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندۂ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلائے ۔ اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہوا ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے
دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

ازبسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز ۔ اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف ۔ پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندۂ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی او فتنہ گر ایسی ۔ مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سدا سکھ خلف منشی ستیل پرشاد باشندۂ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد
سودا صاحب دو دیوان اردو و فارسی رکھتا تھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے ۔ تو شکوہ ہمین کچھ تمھارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

اوترے ملک فلک سے یوسف زمین سے نکلے ۔ ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی ۔ یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبرآبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کے نکل جائینگے ہم ۔ یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم
ماہ رو کی جو مہربانی ہے ۔ پہ بدد ہم یہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہون	عارضی میری زندگانی ہے
تم انجمن مین رات عجب آن سے گئی	بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین	ترحم نہ آجاوے قاتل کے دل مین
اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار	آستانی پہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہے دن رات حنا	خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
مثال برق شعلہ رو ہے ہماری آفت جان انکا	کہین دمکا کہین چمکا کہین تڑکا کہین چھپا انکا
ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزے ہون اس ادا پر	قیامت جھوم جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین انکا
پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے	بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا
اے شمع نقل تو نے یہان اصل کر دکھایا	کیا خوب سانگ لائی اس بزم مین ستی کا
گزرا مرے مزار سے دامن سنبھالتا	کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا
شب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آرہا	غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا
ہمسے لڑنے دو او نہین کوئی بولو درمیان	ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکے ہین بارہا
سو بات پوچھیئے تو نہ دے ایک کا جواب	کردے تھکا تھکا کے ہمین یونہین لاجواب
جہان ذکر اوسکا آتا ہے صراحی لوٹ جاتی ہے	کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے
ہم سے ہو زر وسیم کی تدبیر سو کیا خاک	دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک
برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین	کہ ہوجاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین
مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا	ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی
خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے	لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے
اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے	ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے	اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین
دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کے ہاتھ

بیداد سے بتون کے ہراسان نہ ہو دلا
انصاف تیرا حشر کے دن ہے خدا کے ہاتھ

بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا
رکھو لگا سر کو پاؤن پہ جوڑو لگا جا کے ہاتھ

نجابت تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو ٹپکا ہجر مین توڑے پتھر
کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر

آنکھین پتھرا گئین تسپر ہین ٹپکتے آنسو
بلبے ہیران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

نجابت تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲۰۷ بارہ سو سات ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا
ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجابت تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکیگا جادہ الفت مین زاہدا
یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجف تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوے دل
نکلے نہ اسے نگار کبھی آرزوے دل

دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادھر کو
ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین

جوہر ترے جا بجا کی کھل جائینگے جسدم
کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعراے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو
ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

چھٹی چادر مہتاب کہہ و ماہ کا حال ہے
نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظرون نظرون مین ہو گیا غائب
ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا

نجم کیون اتنی بیقراری ہے
تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی | اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے | تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانساماں بادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادرزادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

انگرا اوڑا رہا ہے جو مثل انار دل | دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع | لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہے نہین کچھ بولتے منہ سے | یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ صناع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

عیسیٰ سے دوا العشق کی ہرگز نہین ہوتی | یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجائے تو جائے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہ ہے اوٹھگیا دنیا سے وہ آج | گرا یا گل جیسے تیغ نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی | منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا | تو لو لگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے | تو بولون مین کبھی جب تک نہ نکل یار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مرادآبادی

ابھی مین شہر ہندوستان مین ڈالدون اک شور | خدا جو دے مجھے اکدم کو بھی قرار مین روح
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور | کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بہی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تہی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر کچہہ بہی نہین ۔۔ بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچہہ بہی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین ۔۔ غضب کے وہ تیوری چڑہائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو پہر دوستی کی اوس سے توقع ۔۔ جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع اٹاوہ

بو گیسوے پرپیچ کی لیئے سنگہا دو ۔۔ مدت سے پریشان ہین پریشان تمہارے

ندرت تخلص مرزا افضل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تہے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو ۔۔ کسی سے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندہ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کیسے جلتے ہین ۔۔ بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

نہین کچہہ بہی سے مجہکو بڑی ندامت ہے ۔۔ گرشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گو دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

جیقدر عشق کو ہے زندگی نفس کا مال ۔۔ مرچکے سیماب تب سکتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکہنوی

جلد وہ آنکہین کہین اوس رشک قمر کی دیکہو ۔۔ کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا احمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی غیر دن سے وہان کرتے ہو تم تو
کرتا ہے یہان شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلائین پھنسے دیکھے جو بشر ناف
دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازارین جو آکے
دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ون نے انکی پہلے دہلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دل دے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار
پھر کیون پکارتے ہو ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیئے غرض صبر کا مقدور نہین ہے
اک زخم نہین دل پہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندہ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پہ آتے
کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈہانپ کے آتے
اک قامت رعنا کا تصور تھا مجھے صبح
ہنگامہ محشر کے تماشے نظر آتے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے
شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھا و گیا
ایک قصہ تھا گریبان کی سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زادہ مرزا جمعیت شاہ ماہی

اوٹھالون سر پہ اگر ہو وے غم خدائی کا
مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرا ولی ضلع مین پوری

مہربان مجھ پر جو وہ خورشید سیما ہو گیا
آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم اوراق ہیچ میرز عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
کیا ہے نفس امارہ نے گمرہ دل کو اہزار
کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آہین
سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
کیف مے سے چشم مست یار مین ڈورے ہی ہین
اون نکیلی چتونون سے ہوگیا سینہ فگار
جنبش ابرو سے اوسکے لوٹتا ہی مرغ دل
موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آتا ہو جو بند
کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تلی ہے
ٹکڑے پہر جوش جنون مین اپنا دامان ہوگیا
سر بسجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کا
اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دہیان
کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
کون ماہیت کو ہے ثبت پر فن سمجھا
حقہ پینے مین نکلتے ہین صدائے نگین
دیدۂ تر کو نہین تحریر سرمہ کا خیال

گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا
بنا ہے کشتئ طوفان ہلال اپنی گریبان کا
نہین ملتا ہے مثل ذات حق منہ زخم پنہان کا
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام آہو گیر کا
کیا اثر ہے ڈہال کے پہولون مین نوک تیر کا
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا
تیرا ہر نقش قدم نقشہ ہے روئے حور کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا
پورون پہ مہندی کا چہلا خاتم زر ہوگیا
ہتکڑی ہاتھون مین پہر تار گریبان ہوگیا
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہوگیا
آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا
لیتا ہے وہ نوک مژہ سے کام زبان کا
ہے کف دست آشیانہ طائر افسوس کا
شناشتی آنکھون کو ڈورون سے ہے تیغ تیز کا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا
تیرہی سہنال پہ شک ہے مجھے تنہائی کا
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے حاج کا

اوڑتے اوڑتے جو خبر سن لے مرے نالون کی
نگاہ جاڑا گاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آنا جو اوسنے بند کیا سیری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکر حق مین ہے امین ہی چرخ گردان سے
منہ دہونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
کس بت حسین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک تنش سختی کا کام
پابوس ہے اسے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
شک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملا یا خاک مین
ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہی بغلگیری کا شک
اوڑائے او حسن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہی وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت ہی خود بخود اونکو فروغ

لال گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز رہا
اک روش کٹنا سبب دشوار ہی اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بیخوف دانۂ تسبیح
عالم کہی کہ پہولی ہے گویا ہرن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
شکل نادہ ہو گیا ہے مشک کا بازار بند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے ہین یہ شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آ گئے ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سر
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور و نمین کئی جو لکھے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب تسلی کو پیغام رقش
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتابی دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہو ان ضبط
بزم عالم مین نہ ہووے گوش زد قصۂ ہر شمع
مرگ بے پروانہ کی کرتا نہین شمع ان چراغ
مہر و مہ کا چرخ پر جلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی آنکھ اوسنے جو کہ ہو وے سر بکف
ہے منہ پہ تیرے مبتلا جو بڑی یہ تیری ہی فدا
تیری روئے صاف سی ہی میری رنگ زرد ہے
نہ آتے تم تو کب کی اے مسیحا جان کوچ کر جاتے
اوڑے ہوئے سوئے ویرانہ آتی ہین پتھر
نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہای دل
جب سے عشق مین پڑے نسلخ کہل گیا
دل کو کچھ تغیر خموشی بتان یاد نہین
دلبر چھٹا کسیکا کوئی چال ہے پیسا
گالی مجھے جو دے تو چلے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
امید وصل و بیم ہجر مین بس دن گزرتے ہین
بھرتے جواب صاف سے ہین کاسہ سوال
ہے وصل مین وہ زلف گرہگیر گلے مین
دانت پنہان ہین لب شیرین یار مین آتشیرین یار
دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ پیس اے نساخ
چشم فتان سے جو ہے دستہ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
بل بے صفائی ہاتھونکی اے دلبر فرنگ
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہون سیر مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہ رو صبح و مسا ایک اسطرف ایک اسطرف
چاندنی چاندی کا تیرے ہو سونے کا ورق
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان اپنا
بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر سنگ
حیف دل افسوس دل احسرتا دل ہای دل
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوا دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین
سنگ چکان سے کم مری چشمان نم نہین
محجوب کنج زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
اس عہد کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
کونسا خربا ہے جسمین استخوان ہوتا نہین
بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر مین نہین
چابنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین
مسی لب سے ترے ہو گئی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
دل ہاتھون ہاتھ سے لیا مجھسے ملا کر ہاتھ
مہندی ملے سے لال ہون جب مہ لقا کے ہاتھ
جام سے شیشہ صراحی خم صہبا ہے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے میرا معشوق ہے
ہوی کیفیتِ اشراق حاصل مے کو پینے سے
جدا معشوق سے عاشق کو کردے
لا کہہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بھرا ہوا
شمعِ وا اتنک عزورِ رنانہ معشوقانہ ہے
خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر و شکیب
مر چڑہا ہے اسے بُت شمشیرزن عاشق کا خون
کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
کعبہ سجدا اگر ہو ترا سنگ در اے بت
جبین پر خون دل کو ہے جو در بدر آوارہ ہے
اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج

جو مجنون تہا وہ لیلی ہے جو لیلی تہا وہ مجنون ہے
بھر اک سیکشن ترے دوری مین ای ساقی فلاطون ہے
نگر دورِ فلک شورِ اذان ہے
آبِ بقا کہان تری چاہِ ذقن مین ہے
رخ پہ خطِ سبز عزل حسن کا پروانہ ہے
بعد مُردن جو تری چاہ چہپائی ہوتی
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پر سیندور ہے
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی
بھولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے
دُخترِ رز کو دو رساغر جنبشِ گہوارہ ہے
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

ہوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
وہ خال فتنہ ہے جو فتنہ زمان نہ ہوا
یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پہ
نگر ہے حال دلِ زار وصل کا مضمون
مُنہ پہ آئینہ نے قلعی بہی چڑہائی لیکن
کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
دیکھتا ہون نظر پاس سے تو کہتے ہین
غبارِ خاکساران اوڑکے سوئے چرخ جاتا ہے
پردہ سے پردہ نشین جو تجہے پردہ نہ ہوا
اے لبِ یار اسی کا ہے مسیحائی نام

ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا
وبالِ جان ہے جو گیسو وبالِ جان نہ ہوا
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا
کہ پیش یار کبہی شرم سے بیان نہ ہوا
نہ ہوا یار ترے مُنہ کے برابر نہ ہوا
سر بہی اک بار گران تھا نہ ہوا اسر نہ ہوا
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا
تعجب کیا فلک پر ہوا گر کوئے زمین پیدا
پردۂ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا
دلِ بیمار سکا تم سے جو مداوا نہ ہوا

مجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دی رشک مسیح
لنترانی کی بھلا تاب کہان سے لاتا
کثرت عشاق نے پردے مین ٹہلایا تجھے
ٹانکتا ہے زخم دل اوسکا اداسی دیکھنا
قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اونسے
یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہوگیا
وصل مین جو دست رنگین سے چھپائین چھاتیان
خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
بیٹھے تم پردے مین لیکے پردہ ہوا سیان راز عشق
ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ رکھا گیا
جھوٹ دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون کے ہے
نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آ کے
کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اوسی شعلہ رو
جتنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہوگیا
بعد مردن بھی اثر اللہ رے سوز عشق کا
لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بخت کا شاکی وہ تھا مین سنکے پیغام وصال
ہوگیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
کیسے امید الطاف ستم آمیز جورون سے
ستم ڈھانے کو میرے پاس بیٹھا یا نہ آئے دریغ
یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی

مرگیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرت موسیٰ نہ ہوا
یہ لگا ہو لگا ہجوم اے جان چلمن ہوگیا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہوگیا
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہوگیا
میری جان کو موت رنج مرگ دشمن ہوگیا
آفتاب آسمان جوش سودا ہوگیا
طائر رنگ حنا انگیا کی چڑیا ہوگیا
دیکھکر رنگ زمرد مار اندھا ہوگیا
پردۂ افشا مین پنہان روے اخفا ہوگیا
سرخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہوگیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہوگیا
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہوگیا
دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہوگیا
خط سبز یار کیا نقش محبت ہوگیا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہوگیا
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہوگیا
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہوگیا
دیدۂ الفت نگر چشم عداوت ہوگیا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے پسند آیا
گنبد گردن خوبان ہے ہر نقش قدم میرا
جذب دل کا زور ہم دکھلا گئین گیا

اک زخم دلکو لگا دا رہے نصیب
تماشا تھا دم مردن اگر وہ ضد پہ آجاتے
آسمان خاک مین ملانے جسکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آیا
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
روتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال پہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑھ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو چونکین تو ہو جائین قریب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذب شوق سے وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد تھا تسپے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
ہے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنکے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہے آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جا ہے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے دل نہ بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا اہے رہا ہے نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا رقیب
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنہ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوے در ہے آج
گردش پہ آسمان کے ہے رنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھ رہے مہر و وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لاے مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کھا تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو ٹھہرا رکھا ہے لب پہ شوقِ دید مین
تو انجم سے کیا ہے صیادن شہر ہی غزالون کو
مجھے گمراہی نساخ سے حیرت یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو ای پردہ نشین مجھکو
ہوا اگرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائگان ای قاتل عالم
کرتی ہے جو تسکین دلِ ناساز کی آواز
کوہی پیغام زبانی یہ نگر لایا ہے
خود بخود آکے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
سہا تون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سوزشِ پروانہ کا کبھی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسۂ لب شیرین بہی کسقدر شیرین
طریقِ عشق مین ہین خضرِ راہ اے نساخ
ہوئی ہین لاکھون ہی ایسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی چھپاتے ہین در کو کھولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہے تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پھر گئی
تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
کیسا فلک نہ پہونچے کبھی اونکے کان تک
سودائے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
کام تکرار سے ہے وصل مین کیا

کر رہا ہے دیکھئے کار مسیحا انتظار
قدِ خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہوکر
چلا کعبے مرید حضرتِ پیر مغان ہوکر
کرینگی کام تیری او نگلیان گویا زبان ہوکر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہوکر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
یا ہے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈہونڈہی کو جا ہی چراغ
اے حضرتِ مسیح ہے مشکل دوای عشق
نکل نجائے خدایا کہین یہ حسرتِ دل
کہ بند ہو گئے ای جان لب شکایتِ دل
ہمارے قبلہ و کعبہ جناب حضرتِ دل
ہین ایک مرشدِ کامل جناب حضرتِ دل
نخسب کو مثلِ غنچہ جب زنجیر کھڑکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہو لئے ہو تم کچھ عجب ہو تم
کہنے لگے مرد بہی کہین جان بلب ہو تم
پھر کونسے مرض کی تبا و دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالۂ بے نارسا ہو تم
کب تک سنا کرین یہ بھلا کیا بلا ہو تم
ہین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکھ بار تو نے کہا | خاک اثر تیرے مرکہین مین نہین
وہ سماجاتے ہین مانند نظر آنکھون مین | کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین
اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال | خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گذر آنکھون مین
مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا | مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے کیون
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین | یہ تو نہین عدو کا گھر جسکے یہان وہ آئین کیون
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا | ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیرونسے وہ لگائین کیون
برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے | مگر رقیب کے سر پہ یہ آسمان نہین
تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت | آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم ہمکو
دم تیغ مین ہیوا جو شانے کو | زلفین اولجھین مرے بہنانے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا | ہین دم سرد جی جلانے کو
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے | اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح | ننگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو
نہ بولو منہ سے مگر آنکھونسے سلام تو لو | تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
جل بجھا خاک ہوا مٹگیا برباد ہوا | شمع نے تو بھی نہ لی کچھ خبر پروانہ
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم | شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ
اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے تری | کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
آئینہ کی اوٹ کرلی میری صورت دیکھکر | واے ناکامی بنا سد سکندر آئینہ
بزم مین اوسنے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ | ہو گئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادہر | شور دل ہے نالہ شبگیر پشت آئینہ
کیا صفاے سینہ ہے جوٹی نظر آتی ہی صاف | آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے | اے اجل مرحبا جزاک اللہ
بیباکیون سے آئی ہے صاحب حیا مجھے | تم بھی خدا کی شان کہو بیحیا مجھے
یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے | اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

مر جاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہلے
نہین سہو سمجھتے ہو زلف دراز ہی اوسکو
ہر سون سے جان دیتے ہین مرنا ہمین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزم یار مین چپ ہون
تدبیر اپنی جان کی اُٹھند کیا کرین
کبھی طور پر سجاؤن ارنی کہون نہ ہرگز
زلفین سنبل نے سنواری مستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق مین اور پڑہتے ہین ہر دم ورد
ہے تیرے عشق کی سب مرد و زن مین دہوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے شاخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کا فر
پھڑکتی ہین شاخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
ہے ہوا نقش محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کشمکش مین جو پھنسا زلفون کو سلجھا کے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکہا کی وفا

بس جا بجا زبان ہی مرے حق مین سود ہے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے
شب فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آئی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان ہے کسے تاب لن ترانی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقش پائے یار کیا قہر دل مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونگی جوانی ہے
ہر رنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چہپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بناتے ہین مجھے
دل صد چاک اولجھتا ہے ترے شانہ سے
گرد ہے یا ثمرہ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا
سر وہی دل باد سحری سے

دیوانہ ہون وون جو شبیہ
آگ وہ ہونگے نام پری سے

گاہے جلایا گاہے مارا
خوش نگہی سے بدنظری سے

شانے نے سلجھائین وہ زلفین
اولجھا مین آشفتہ سری سے

خاک خبر لے میری وہ غافل
بیخبری ہے بیخبری سے

گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے
خضر بہتر ہی عمر جاودان سے

مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا
ناسخ مجھکو رات وہ ناصح کے گھر ملے

تم دشمن بدبین سے جو پروا نہین کرتے
اچھا نہین کرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے

کرتے کہ نہین ہم گل کی روش چاک گریبان
بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ
وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے

گھبرانے لگے کیون دل صد چاک سی میرے
چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے

کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ لڑا لو
اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے

گر کہیے کچھ تو لیے کیون وصل مین جیسا ہین
کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے

بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین ناسخ
اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے

مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی
بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی

رشک اونکو بھی ہے جو باغ مین دیکھین یہ حکم
مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی

پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما
کیا چھپاتے ہین کہ نہین آپ سے پردا کوئی

وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق
ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی

مشکل آسان جو ہوئی دیکھکے اونکو دم نزع
بولے وہ ہاے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت
چھین سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی

ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل ناسخ
زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

تسلیت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد مفتی محمد عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا
شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہ گیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گو ے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اتنے دوگانا وہ اگلی آنکھ نہین	تجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھ
بل ہر اک شخص سے جو کرتی ہے	کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دم بدم آج دم کسپر جو بھرتی ہو نسیم	یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہین	اپنی آنکھون کو ذرا اونہین پر فن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی	تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقون کو قتل	ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ بخشیے معاف	گر کچھ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیرون کے ساتھ اوسکو تو سارہی تپاک ہین	اک ہم ہی اے نسیم اوڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیاشنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنؤ صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت ہے جو پھیلائے بشر پیش بشر ہاتھ	یارب نہ کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو	آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرہ راجہ رام ناتھ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا	درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا
ہے جب سے چھپا ہم سے دل آرام ہمارا	پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا ۹

مسی مالیدہ وندان یار کے یکسر چمکتے ہین
تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھہ اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح
تو آ کے دیکھیے یہان میرے جسم زار مین روح

نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان
ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۱ بارہ سو اکیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علے کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
میرا اساب تو حال ہو اروزگار کا

اونھین ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا انھین ہان کا
دہان و من نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہوجائینگے لب بند
دیکھو بھی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
اسے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا

کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا

نہ گھوریئے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا

افشاے محبت کا جو تھا خوف تو پھر اشک
آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا

جب مین بیتابی سے گھبرایا تشفی اسنے کی
سو نفس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

بیکسی اپنی وہ رو رو نا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھ قصہ نکل آیا
ہوئی تھی صلح اکس شکل سے پھر جھگڑا نکل آیا

یہ حسن تھا کہ آنکھ ہما رہی جھپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
معاذ اللہ گر ہے نو جوانی
وائے قسمت کہ رہے ہیں وہ رہی سحر دیکھکر
ایک بوسہ بھی نہیں اچھی طرح لینے دیا
اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آجکل
دشمنی کی مجھ سے میری ازدیادِ شوق نے
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
آنکھوں میں ہے لحاظ تبسم فزا ہیں لب
ہوتی ہیں جوشش عشق میں جو جو شکایتیں
کہتے ہیں مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے
کسقدر خاطرِ عدو ہے دشوار پسند
ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز
بوسے گر ہمنے لیے ہیں تو دیے بھی تم کو
کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مرگ
دیکھو قاتل بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
برق نے اک طرزِ بیتابی مرا سیکھا تو کیا
موت کاہے کو قیامت تک اب آئیگی ہمیں
شوقِ شراب وخواہش جام وسبو نہیں
بوسہ ہم آج مانگتے ہیں
برہم ہیں وہ غیر بے حیا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے
ارمان نکل جائیں کچھ عاشق مضطر کے
تھا یہ خطرہ کہیں پسند نہ ہوں

تم نے تو خود آپکو رسوا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو بیردا ہو گیا
مانند قول یار میں بے اعتبار تھا
شکرِ خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ
کہتا ہے ناز سے وہ بتِ سیم تن درشت
کیوں حبیب کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
خنجر اجل کچھ نہیں کرتا ترا ہمارے پسند
یہ ارادے ایک مشت خاک پر
جھیٹ گئے آپکے احسان سے برابر ہوکر
کیا کیا اوٹھائے ہیں شب غم میں قضا کے ناز
چارہ گر سے ور دنالان درد کے دل سے ہم
سیکڑوں باتیں ہیں ایسی خاطر ناشاد میں
سخت جانی حضرت عیسے بنائیگی ہمیں
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو میں تو نہیں
کرتے ہیں قسمت آزمائی
مانگیں کچھ اور بھی خدا سے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے
آنسو نہ مرے پوچھو رو لینے دو جی بھر کے
گالیاں بھی تجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کرو گے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو
کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی
خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی

یہان تک تھی حریص نالہ بلبل
نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے
جانیو خاکسار ہے اپنا

ہو گئے خاک ہم دلے ظالم
دل مین تیرے غبار ہے اب تک

کوئی نبھتی ہے اسطرح کہ سدا
اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت
نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ قصبہ کے بدل تھے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے
آپ کا نام ہوا اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص ایسری سنگھ کایتھ عرف بسنت سنگھ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپتا ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پاؤن تک وسعت کہان ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ لگ نہین جاتا

منھ کے حلقے کا دیکھکر عالم
ناک مین آرہا ہے میرا دم

آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی
دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

اے بتو ہم نہ پھرے پاس وفا سے اپنے
جو کیا تم نے سو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لالہ اجودہیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

تلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا
اور کیا عشق سے ہاتھ آیا دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے مرشد آباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی میکشی جو تری برشگال مین
بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کائتھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آگیا
تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروز آباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر
ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پہولونکی چھڑیون سے کرے ہے اہتمام
حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدر آباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندہتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا
منہ تو دیکہو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا

سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی
پڑ ہکی انسون جو کہلانے کو مین لایا بیڑا

یون دل صد چاک کو مت دیدۂ تر سے بچنا
یہ تحل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بچنا

فلک پہ دیکہہ مری دود آہ کا ٹکڑا
گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا

دیکہنی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا
بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا

کیا کہیئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بہی
اوس شوخ سے جو قاصد خط بہی نہ لکھا لایا

ہو جہ یہ دل زلف گرہگیر مین اولجھا
تیر قضا کی ہے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھہ
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
کمان وتیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
شاکمون سے زخم پہلو لگتا ہے کنکہورا
باز آ کہین اب سنگ صفتی سے نفس شوم
شب دیکھہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
جینے کے لیے جنبش لب کا ترسے کشتہ
نہ سمجہو کہ آغاز خط عارضی ہے
ہے ذوق سا قبالطے کے تکار کا
گرفتار تعلق نقطہ پرکار سا ہون
یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانیکا
آہ مجھکو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہونچکے
نکلی تھی وہم تیشہ زنی کوہ سے آواز
سچ بتا مجھکو تو سو فار خدنگ قاتل
تجھے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
چھوڑا نہ تجھے نے راہم کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
نہ پھر طواف کعبہ گئی نہ معتکف بتخانہ ہوئے
کھینچ اوسکو نہ لایا جذبہ دل تاثیر نہ کچھہ نالی نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پاؤ
مجنون تو پھرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دلا
دست پرنور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانہ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا
چھڑی سے سرو چمن بنوا فقیر ہوا
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
مت چھیڑ ہیرنے دل کو نٹھیا ہی کنکہورا
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کا نسہ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
چھندا بناؤن کیونکہ نہ بارش کے تار کا
مین اپنی چار دیواری سی باہر ہو نہین سکتا
انشان ہے پشت شبہ سبز فلک سرتا پائی کا
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدہ کھولا
جون قافلہ ریگ روان اوٹھ نہین سکتا
فریاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا
ہے کس کس کا ہے گا دہن سرخ ترا
سر دین خوشہ لگا دکھیا نہ تھا انگور کا
بھیجے تو بت کافر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
دل تجھسے برنگ پان وفا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین آہ رہا لی دست وپا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
پنجہ مہر کا کیا تتمہ تھا کہ پنجا کرتا

فتنۂ ترسے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پر جو لبِ یار نہین
حسن سے آگاہ اگر مشغورِ خوبون کو کیا
کوہ ہین یارو پہ ہم پر عشق سے خالی نہین
پاسے بوسی پہ تجا اسے شمع تو گلگیر کے
کب چشمِ یار سے ہو دلِ زار کا علاج
سرگرمِ نالہ کونسا گذرا ہے اسے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند
چشمِ خون افشان عاشق قمقمہ ہے رنگ کا
خالِ چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مت کہیو جان تیح
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پہ
اوٹھے کہین بیدار ہو کسن نیند سوتا ہے نصیر
چورائی چادرِ مہتاب شب کسی نے جو شیر
نہ سمجھو دانہ تسبیح ہین گولی یہ زنجیر کی
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ سا قیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ
دم جڑانے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
سبزہ نما ہے یار کا شمشیر اسے فلک
او وہ وسمی کی نہین ہے یہ رزائے سیر پر
خیالِ زلف بتان مین نصیر پیٹا کر

ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
پہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا اسکا نہ ہو دیدار نصیب
دیکھو شوق القمر انگشت پیغمبر سمیت
گاڑ ہی دیتا تہا آئینہ کو اسکندر سمیت
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ پہیا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بہاگی جو آہ سرد پہرا اوسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گا خدا رنجیدہ
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور داماں سفید
چشمِ بد دور لگی کیسی تجہے یار نظر
اسکے شمع لانہ حرف شرارت زبان پر
گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
ہے سفر درپیش غافل فکرِ زادِ راہ کر
کٹورا صبح دوڑا اسنے لگا خورشید گردون
کمر باندھی ہے زاہد لشکرِ عصیان کی شبخون پر
شکل سبو ہے خانۂ خمار سے بہر
تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
نقشون سے نعل کے ہین زمین پر ہلال جار
ہے جبین رات یہ تارون بھری آئی سپر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے | ہے سر دار پہ بھی گردن منصور دراز
ہو چکی باغ مین بہار افسوس | آہ اے بلبلو ہزار افسوس
طوفان ہے اس دیدۂ پر آب کی گردش | پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش
دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے | کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش
دریا دلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر | ہون بہر آب و دانہ کبہی آشنای حرص
نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا | ایسا نہو کہ تجہکو جہان مین پہرائے حرص
نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض | رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض
جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل | یون خط سبز مین ہین تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر رقمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اطہر شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان | کھینچے ہے بینوا تو مہر اسر جبین پہ خط
خاک اب پروانۂ دلسوز رکہی تجہسے چشم | تیری آنکھون پہ تو چربی چھا گئی اکبار شمع
آسا قیا شتاب تری انتظار مین | بڑھتا ہے بیان دعا سے قدح جام اب تلک
سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کبہو | باہر رکہا نہ گہر سے کوئی گام اب تلک
صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر | صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک
عاشق سوا ہے کسکو ہوا ہے شکست رنگ | دل کی شکستگی سے بنا ہے شکست رنگ
کرے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ | طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ
روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل | اے شمع عکس مہر نبوت ہے داغ دل
بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل | اور صفت مین نسیم تو لوٹی بہار گل
کب دل ہے پہولون سے ہمارا ہمہ تن چشم | نظارۂ ساقی کو ہے بیتا ہمہ تن چشم
اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکی ہین قربان | تو دی کیطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم
برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتین | اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم
فسانہ خوان اسی سے ہوتا ہے بدنام اوسکو گلشن مین | صبا کرتو ہوا خواہی سے درمان گل و شبنم

ابھی لڑکا ہے وہ ہے بےخبری کا عالم
ہو اسے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین
برباد رفتگان محبت کی خاک سے ہے
سرکشی بیوجہ کچھ کرتی ہین زلفین آپ کی
یہ وجہ ہے کہ خط ترے نشہ پر عیان نہین
دریا مین گھر ہے خضر علیہ السلام کا
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
پایا نصیب گلشن ہستی سے یہ ثمر
سر مژگان ہر وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین
جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہاتھ مین
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان شیرین
مرے حضور یہ لوٹی ہین تیری چھاتی پر
اوسکے تیرون کی ہین یون شنگ لہو سی پیکان
دل اپنا کیون نہ ہو بہجہان مین جون گہر قانع
غنچون سا ہے اوس پر گئی یکدست صبح دم
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین
واشد نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت عزیز
لذت ہم کو دکھاتا ہے یہ تو کو عبث چرخ
اوسنے توڑ ہو یا مجھے اور اسنے جلا یا
سب سے ملاپ اور ہم سے نفاق رکھو
آہ مژگان سے نہ کر دشمن گرد اے طفل سرشک

دیکھنا ہو گا جدائی مین بری ہی کا عالم
کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین
اسے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
مجھکو سوجھی ہے کہین اب بار یہ کہا دین نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دہوان نہین
عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین
کیونکر اوٹھون جگہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
دست جیب مین رکھ سر شمشیر سیدہی پاگئیے
گھٹائین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین
تو لو زبستہ نہی ہے میری زبان منہ مین
جو پہنچی ہاتھ تو بدلا گلی کے پار لون
جیسے تھا خون یہ نظر آئین چمن مین مہ جبین
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین
شبنم کی دیکھکر تری آرسی سینہ بند کو
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
ناخن جو ترا شیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہو خانہ خراب آنکھ کا اور دل کا برا ہو
اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اس آہ بے تاثیر کو
مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
آب دوانہ چاہیئے اے رہرو وجون اشک ساتہ
کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری گونج
پامال ہو کے کون سنی سخت گالیان
زندگی مشکل ہے دست اشک سے پاتی مجھے
کشتئ دل غرق ہوجائے نہ کس صورت سے آہ
سود بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
کیونکر نہ یہ سر ہو دلا افعی گردون
دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بھی انا الحق بولا
وحشت سے مجھے اتھا اوٹھائی نہین تجھے
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
اے غافلو دم اللہ صفت آئی جا ہے
کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشا سے راز دیدہ دو السنہ کردیا
شرح مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے ترے چہرہ روشن کے مقابل
یہ درمیان سے اوٹھا دے حجاب کا پردہ
قبا دیکھی ہے جھلکا رہی کی شب کس ماہ پارہ کی
یہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا ہے

جسمین مکان بھی نہ ہو رکھنا ہی کیا اوس شہر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو
کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو
ہے تپش زلف مین مجھے کہ دم سے زیادہ
رفتار تو یہ کچھ ہے تری گفتگو سو وہ
قتل یہ اکدن کرے گا طفل ورثانی مجھے
موج طوفان ہے تمہاری چین پیشانی مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہوگیا سودا مجھے
اے شمع کوئی خاک لگن تجھسے لگا دے
مہتاب جو ہر شب قدح شیر پلا دے
جو کھیلے جانبر وہ اوس بت گلفام سے کھیلے
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور سے چھپے
پڑتی ہے مرے پاؤن سلاسل کئی دن سے
پال پال آہ گنہگار نظر آتا ہے
جیتو کہ نخل عمر کو یہ کہا سے جا سے ہے
چاہیئے پہر کفن چادر مہتاب مجھے
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے
ہرگز یہ تجھہ سے چشم نہ تھی چشم تر مجھے
خط بھی لگے ہے حاشیۂ مختصر مجھے
ہم شہر بدر ماہ کو اے یار کرینگے
بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاٹ نے سیکھا ہے بولی چاند تارونکا
کہ جسکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

دل سکا کیا دل بھلا زلف چلیپا ٹھہرے | کچھ ترے گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
در پردہ آنکھہ یار سے لڑتی ہے رات سے | تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بیشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

حاشیہ ہے خط ریحان سے گلستان بہم | سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض
جاتی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو | ہے عرض اب بڑہا و نہ طول کلام زلف
چشم کسکی ہے جو محو عارض جانان نہین | کونسا دل ہے کہ شکل آئینہ حیران نہین
آئین کظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاون | حیرت سے شمع سان نہ اوٹھین انجمن کے پاون
مردم چشم دلبران ہو سپند | چشم بد دور ہے غضب کی آنکھہ
بولے بالین پہ چشم یار روشن | پھرتی دیکھی جو جان بلب کی آنکھہ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ شاہ نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم سے تیر ہم | قلزم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا
انہین سے میرے درپئے آزار ہی ہر ایک | ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگہ ولد بدہ سنگہ داروغہ توپخانہ راجہ ستہر شاگرد محمد عسکری اہنگر مقیم فرخ آباد

یہ کالی گھٹا رات اندھیری یہ سیاہی | کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گذرے

یارب مرا ہما ہے جلانے کی یاد دل | جنت نہو نصیب جہنم مین جائے دل
یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر | اب دل گنوا کے کہتے ہین کیون ہائے ہائے دل
اللہ رے حسن دیکھکر اوس سیمبر کی بو | بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

نصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

تیرے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے	کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے
تری گلی مین ہے یہ اثر دام لالہ رخان	ہزار گلشکستون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولاد مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے صاحب دیوان فارسی و اردو گزرے

آیا یہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر	کیا جانیے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام	ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین پسر کلان شیخ فدا حسین فدا انہنے ایک دیوان یادگار

تیرے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین	تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین
کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین	تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین
جو ایک زخم ہو مرہم لگائے اوس پر	ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولاد مین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھی وطن انکا عرب مولد و مسکن لکھنو

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ	جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص سید نصیر الدین باشندہ علی گنج

دل لگا وہان جہان گزر ہی نہین	کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین
رات فرقت کی کب کٹیگی خدا	شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص گھنپت رائے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین	ہم چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین	وعدہ وصل اشارون ہی مین کر جاتے ہین
درد بھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی	ہم بلانوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

آغوش تصور مین جب مین نے اوسے کسا
لبہا سے نزاکت سے اک شور تہا بس لب کا

تہا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے
وہ بہی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

تجہے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا
ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا

سبہون کو می ہمین خوناب دل پلانا تہا
فلک ہمین پہ تجہے کیا یہ زہر کہانا تہا

خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جھٹکا
تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھ سر پٹکا

عبث محنت سے کچہ حاصل نہین تجہکو تراشے سے
یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کی کہٹ کہٹ کا

دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر
کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر
دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہای دل

سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ
حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاؤ

زلف ہو برسر احسان تو گرفتار کرے
چشم کی عین عنایت ہو تو بیمار کرے

قہر جہکی کی جہک تس پہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکھے تجہے اے مہ تابان
رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تھے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف بہ اسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین
اب آ کہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل
آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر مین بس یار کی خاطر
اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی فدا حسین خان باشندۂ کاکوری عیش بہی تخلص کرتے ہین بیشتر کلام

ہین رہتے تھے اِندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین ایسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیئے
بیہوشی مین ہوش ہے مجھہ بادہ خوار کا

اوڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا
رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا

اے میر وجو تری یاد مین ہو اپنا وصال
خُلد مین بات نہ بھولے سے کرین حور سے ہم

آنہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل
ہجر جانان سے یہان تک طاقت دل طاق ہے

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے مو کمر کو روتا ہون
وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون

نعیم تخلص میر امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب
ہچکی لگی رہی ہین بہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف بہوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گھستے ہین جبین سنگ در یار سے اکثر
اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کنبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے انکھون سے نقی گزرے ہین کیا کیا آنکھین
مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین

کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو
اے جان کیا کریگی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچاسے جان ہماری خدا سے ہے یہ دعا
بڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا

ہوا ابھی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیاد
حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پھول ہون تربت پہ میری نرگس کے
کہ نکلے آنکھون سے ہے میری انتظار میں ؟

نکہت تخلص مرزا امتیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو وترجمہ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو انسے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑکے اوسکو مین کبوتر بنگیا
خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا

دل کو دو پارہ مری کیا کر دیا
تیغ دو دم نے دو دلا کر دیا

نہ لگتا دل گرا وس لف سیہ سے تیرہ بختون کا
تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے یہ بلا لگتی

نافہ مین جو ہے مشک تو بے بہرہ ہے بوسے
انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

دمبدم قاتل کا دم بھرتے رہے
جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایکجا
رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب

اچھا ہوا کہ آنکھون سے خون ہو کے بہ گیا
مدت سے ایک آفت جان تھی بلاے دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنو مقیم ہوجی کھولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل بیتاب کے رہ گئے
بیٹھے صنم کے پاس تو بت سے بنکے رہ گئے

اللہ ری خوف روز تقاضا ہے کہ طفل اشک
امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفن عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام
خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے

ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین
کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

نمود تخلص شاہزادہ مرزا محمد آسمان قدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کسکی ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین
کہ ہائے دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین

ہوئے ہم نالہ سے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے
ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین

کبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کو بھی کیفیت
کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص میر مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

چاہو جلاؤ چاہو اسی خاک مین ملاؤ
اے جان میرے پاس نہین کچھ سواے دل

نمود تخلص میر محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابل میں چھپ جاے چشم مہر منیر | اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نوا تخلص قدرت اللہ دہلوی متعلم کرتے تھے

سنتے ہیں یا بھی کہ محشر میں ملے گی دل کی داد | پر یہ حیران ہیں کہ کس شدت سے کریں فریاد ہم

نوا تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندہ بداؤن شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے جرأت نے انکے اوپر رکیک کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کچھ نہ اسے رقیب تو اوسکی مصاحبت پاتا | کچھ دنوں بزم یار میں ہمکو بھی اعتبار تھا
اوس پاے حنائی پہ دہر کر جو رکھوں سر کو | کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سرکو
تھکا ہے مشتری اون کا پیام پاس لاتا ہے | الٰہی خیر کچھ نامہ پہ کچھ شست آتا ہے
ہے گزرتا ری سے میرے سارے عالم کو حجاب | ظہور نالہ نے میرے ہر شخص شب بیدار کی
ہر نگہ نقش پا اوس در کی جب بیٹھنے زمیں پکڑی | اوٹھانے کو کسی نے بعد نہ میری آن پکڑی
الٰہی ناگ لگیو گور میں اوس تیرہ باطن کے | کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبریں پکڑی
ہوگیا در دسر اس رشک سے مجھ ناشکیبا کو | لگانے کو جو صندل غیر نے اوسکی جبیں پکڑی
رہا ہے رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھیے کیا | ادھر اندیشہ دشمن ادھر اونے نہیں پکڑی
اونہیں کیا لطف مستی ہو جنہوں نے نازنینوں کے | نہ چشم شوخ دیکھی نہ ساق نازنیں پکڑی

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک تیر ہے بن اوسکی آنکھ میں | نشتر ہے باغ میں مجھے نالہ ہزار کا
مجھے جنت میں کب بھایا خرام ناز حوروں کا | وہاں بھی دیکھنا چاہینگے اوس مہوش کی چال آنکھیں

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا | ہم بھی اونکا نہ سعید بخت ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی اونکی مصحف میں سنہ ۱۲ اٹھارہ سو

استادون لکھنؤ مین گذشتہ ہین تھے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا محمدی ثاقب کا شاگرد لکھا ہے انھون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا ہوا ۔ پاؤن پڑ گئے لگی زنجیر زندان کیطرف
بھول جاتے ہین خدا کو یہ بتونکی یاد مین ۔ آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا ہاتھ سے
کچھ بلائین لیتے ہین گہہ جاتے ہین محرم تلک ۔ اے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہاتھ سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گذرے

ایک عالم کو آزما دیکھا ۔ جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا
حال بد کا شریک دنیا مین ۔ نہ ہوا دوست نہ آشنا دیکھا
کیف مین کم بہت نوازش ہے ۔ عشق خوبان مین جو نشا دیکھا
عشق مین ایک خلل سا ساتھ لگا رہتا ہے ۔ اشک چل نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا
ذبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دھیان لگا ۔ صدا اسے در بے در پردہ اپنا کان لگا
یہ مل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر ۔ تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر
وہ گئی دن جب بسر شب ہو ہم آغوشی مین ۔ ابتو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین
یہ سانس ہے بھالا ہے نشتر ہے کہ دل ہے ۔ کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بر مین
ہین ہاتھ سے لگے دس کی جا سی نہین ہلتا مین ۔ لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین
حرام نیند کی اقرار وصل جانان سے ۔ الٰہی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو
کسی تیغ جفا سے جو مرے امید نفسی کی ۔ جو ہووے بھی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو
یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے ۔ ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے
ایک مین کیا خوب کر دیکھے اوسی حسن آفرین ۔ اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے
ایا ہم وصل مین اپنا ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے ۔ یون وصلی کی بھی کاغذ جیسا ان ہم سے نگے
آغاز عشق ہی مین شکوہ بتون کا اے دل ۔ ٹک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے
ملے تو ملے آشنا نہین ملتا ۔ کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا — میرا نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا
عاشق سے کیا ضرور ہین یہ لن ترانیان — موسی نہین ہین آپ نہ یہ گفتگو کرین
مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون — تقریر چل کے یار سے اب دو بدو کرین
حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیے — معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندہ بریلی بسبب منسوب ہونے ساتھہ دختر ہمشیرہ نواب معتمد الدولہ کے کانپور مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا — رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل
بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید — خاک مین مجھکو ملانے کو احبا آئے
نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر — لو وہ تھامے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا — یا زہر ہلاہل کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین مصنف دربھنگا ضلع ترہت باشندہ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کاہش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین متصل داغ دل بیتاب تھا — اک چراغ رہگذر سا خورشید عالمتاب تھا
تھا شوق شہادت مجھے وہ بے سر کین تھا — خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا
سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر — ناسور مرے دل کا صنم نافہ چین تھا
تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب — روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منصور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو اعدا دیکھتے ہین واں پری کا گھر ہوا ہین — نو کیا گیا رنگ حنا کی طرح ہر دم دیکھتے ہین
رواں ہین اشک آنکھون سے فرقت ساقی مین کیا جام — جگر اور دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلتے ہین

نہ پہونچے ہاتھ اپنے وصل مین بھی یار کے تا کسا — اسی حسرت مین مدت سے کف افسوس ملتے ہین

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہ و شاہ آل احمد عرف اچھے میان و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا — اور آکے ہوا یہان ٹھکانا اپنا
نے جا نے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ — دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنی جو پہونچے تیرے داما ن تک — نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندہ دہلی مقیم حیدر آباد

خراب ان خانہ خراب آنکھون نے کیا گھر میرا — خشکی سے برسات بھی رہتے ہین گھر سوکھے ہوئے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندہ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

نہ تھے جو خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش نے دامن ناز کے اسے بھی رہ مین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گرد ون سنبھال — کسطرح اٹھا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین — سب نے تو لی اپنی راہ رکھی کیون جان تو
عقل کے در سے ہی اٹھ عشق کے میکدے مین آ — جام فنا و بیخودی ہاتھ پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندہ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ لوحی دیکھیو میری کہ ڈھونڈہ ہوں ہین اوسکے
جسکے ہاتھون شیشۂ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام ابن لالہ جگناتھ باشندۂ بھگونت نگر

بھولکر بھی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے
کر دیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بچھراؤن ضلع مراد آباد

سر گرم فغان شب دل ناشاد حزین تھا
شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا

برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے
آباد کر گئین مری بربادیان مجھے

نیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مرزا رضا علی نوازش

کس حسن سے کہے ہین اوس تند خو یان شکن کے ہاتھ
ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہر دو زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

گر اٹھتا نہین ستم و جور یار کو
شوق زیادہ جو کہ مری بھی گران نہین

پیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کہ اب
لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پہ
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین

کیا ہو جے تو فرشتہ کا بھی گزر نہ ہو
بیت الصنم سے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشان جو آئے آتے ابھی رک گئی ہے بات
آنکھون مین آ گیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک یکسر مرا گریبان ہے
دل کا عقدہ مرا گرہ بیان سے

ہوا افسوس اوربھی مرنے کی کرینگے خواہش
لیکے گل قبر پہ رخشان کی جو آیا ہے

حرف واو

واحد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لیں ہیں بلائیں سر سے قدم تک جو یار کی ۔۔۔ ہے ہر نگاہ نور کی سحر یہ ہاتھ میں

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق میں سب راز کہہ دیا ۔۔۔ واحد ستم کیا یہ دل بیقرار نے
پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال ۔۔۔ بال و پر نکلے نہیں تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا تھا وہ ہر وہ بت خود کام ہمارا ۔۔۔ کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی میں مرزا خطاب پایا تھا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد میں تھے

خورشید رو کا سیر ہو جلوہ جہان میں ہے ۔۔۔ ہر ذرہ میں جو دیکھو اوسکی جھلک عیاں ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلوں سے مقابلہ دل کا ۔۔۔ نہ ٹوٹ جائے میں ڈرتا ہوں آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پہ جا کر ٹھہرے ۔۔۔ اگر ہوتا نہیں وہ بے خبر آگاہ کیا ہوتے
بنا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم ۔۔۔ تری گلی میں کوئی گر گئے پھر اوٹھا بھی

وارفتہ تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا اشرف نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

سو صدمن لہرانے لگیں مار سیہ کے مانند ۔۔۔ آپ نے [illegible] کے کنارے گیسو
سو بلا شوق پہ کرینگی یہ بلائیں نازل ۔۔۔ یا فلک [illegible]

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین	
اختر تابان شب یلدا مین آتے ہین نظر	موتیے گے ہار یہ لپٹے نہین بالا ئے زلف
واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ	
آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے	صحرا کی آج چلنے کا سامان کیجیے
واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندہ بلیا ضلع غازی پور	
گھر ٹھہرایا خانہ ویران کو جو گردان کر چکا	سے چلا ہے او دل بیتاب و نادان کہان
واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ	
واصل اب اوسسے کیا ہمین چشم امید ہو	ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے
واصل تخلص محمد واصل	
سر گرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب	عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے
واعظ تخلص شیخ الہی بخش باشندہ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود	
کب یہان غم سے چشم تر نہ ہوئی	کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی
واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچہ روز دن فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جا کر وفات پائی	
مین تو گیا تھا سونپ کر دل کو وفا کے ہاتھ	اسے آہ پڑ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ
صبح پیہ وصل یار کی ٹھہرے	ہائے پھر انتظار کی ٹھہرے
عشق مین گیا فضل و ہنر جا ہیئے	آہ مین تھوڑا سا اثر جا ہیئے
خوبرو ہو کے باوفا ہووے	مین نہ مانون اگر خدا ہووے
رحم اے زلف ستمگر لطف اسے بخت سیاہ	مو کشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے
واقف تخلص مرزا اقو ماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق	
سو لخت جگر سا تھہ ہین سو پارۂ دل ہین	اشک آنکھ سے اس شان سے اس ہم قدم نکلے
ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی	دیوانہ ترا نکلے تو اس دھوم سے نکلے

والہ تخلص مرحمت خان فارسی مین ثاقب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گنے جب بندون مین اپنے تو اکبار مجھے ۔۔۔ تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوۂ ترا انسان کی تصویر سے ۔۔۔ صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

والہ تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشدآباد علوم ظاہر سے بہرہ تھے

ہوئی ہے مشتعل میری دل بیتاب مین آتش ۔۔۔ نہ دیکھی تھی کسینے اب تلک سیماب مین آتش

والہ تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل یہ میری در امید جو مسدود ہوا ۔۔۔ جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

والہ تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واللہ ۔۔۔ مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ بنڈوہ ضلع بردوان

کیا پیتے ہو یارو حال تباہ میرا ۔۔۔ بے مہر ہو گیا ہے وہ شاہد سپہر میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب ۔۔۔ کیا یقین آ سکے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوہ جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے ۔۔۔ ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا افاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل لیکر آن کے چشم جیحون مین ۔۔۔ پالی پالی ہوا خجلت سے مین جیحون مین
تسکین وہ دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو ۔۔۔ سب لے یار بکلی ہے وہ ہے سبے توکل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندۂ میرٹھ

ہر دم ہے عندلیب کو اب غم مآل کی — فصل بہار آئی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ سیدلی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعر گوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

سرخ اطلس کی ازار آب روان کی انگیا — نصف تن آگ مین ہے نصف بدن پانی مین

وحشت تخلص میر ابو الحسن دہلوی نبیرہ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی سجھے خبر — پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ لو — خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ لو
کرونگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھوں سے — لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھوں سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندہ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین — ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالائے سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنوی شاگرد جرات ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیے کدھر کو گیا ہو اوداس دل — جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دہے نوشی مین — دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد محمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا — سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندہ اولاد ضلع میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہیں — لرزے مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری ولد خدا بخش شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے — کھلا کھلا کے گل بنا لیے ہین گلدستہ سارے تھے

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو ونما پائی تھی بلندشہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین ٭

بسکہ رنج افزای طبع نازک جانان نہین
آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

آتین حسرت صہبا کی سناتا ہون اوسے
ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا

شغل ضعف جنون سے ہوئی ایسی کہ جو
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

جو نہ جاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی
نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین

اوڑگیا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین

پھری وحشت مری دن بھر کی جو دیکھا اوسنے
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو

گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا
مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی

گرم غمخانہ سے ہے اتنا آہ آتشبار سے
بھاگتی ہے دھوپ میرے سایۂ دیوار سے

بے تکلف آئے وہ پھر تماشا وقت نزع
کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے

نالہ میرا روز وشب سن سن کے عادت ہوگئی
اہل عالم اب نہین مرنیکے بانگ صور سے

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

خط کے آنے سے گئی شرم سخن
آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندۂ دہلی

آخر اپنا بھٹک بھٹک کے غبار
ایک دن اونکے در پہ آ ہی رہا

خانہ خراب نالہ وزاری سے باز آ
ہردم کے ہاے ہاے مین ای دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق ومرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا وامید تسلی شب غم
خیال یہ دل مضطر ترا کدھر آیا

کونسے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم
سیکڑون فتنے ہین ایسے تری رفتار کی پایا

ناحق کی ظلم دکاوش ہیہات سے کیا حصول
اوگی ستائی کیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رفعت تخلص اولادمین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد انکا رامپور مسکن کلکتہ ہوگلی مین تھا۔ ۂ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز ون حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بجاہت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مرگئے حیف حضرت وحشت	یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ	نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم باعمل تھے اور کامل	علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن	تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا	مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ	مرگئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲ ۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسرح خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی یہ جبدم خبر	شاعر شیرین زبان مرگئے افسوس آہ
فکر تہی تاریخ کی کلک نے مصرع لکہا	وحشت جادو بیان مرگئے افسوس آہ

۱۲ ھ ۷۴

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید النبی	راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا	خسرو اقلیم معانی ہوئے

۱۲ ھ ۷۴

اشعار

مہتابی یہ جلوہ ہے جو اوس شکل پری کا	عالم ہے رخ مہ یہ چراغ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا	رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا نذر کر دن دست جنون کو	دامن بہی جو رکہتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت مین شب تار
کھانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم
مژہ و نظر بازی غمزہ بان حبابان سے
آنکھونسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع وہان پر
جب کیجیے موسے میان طبع رسا سے پیدا
خال اسے نور نظر ہین ترے چہرے پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہے فراق احباب
چشم انسان سے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اپنے حق مین شربت سم ہو گیا
بارش تیر قضا سے آب تو اتنے کا اثر
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم سکندر اب آج وہ جانا نہ ہوا
پر تو افگن جو کبھی ساعد جانا نہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بولی ہری
اے پری تنکے جو وہ میری طرح خنیا ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان الجھا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہو کے برباد غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا

یہان زیر نگین ملک ہے خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ یہان نوک زبان ہے نظری کا
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
پر تو مردم نشان ہین صفا سے پیدا
شور محشر ہے مری بانگ درا سے پیدا
رو سیاہی مین ہون مین عین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
موت ہے مشکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
مجھکو وحشت مین وہان یار عالم ہو گیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ سودا نہ ہوا
کہربا بھی تری آنکھون پہ ہے دیوانہ ہوا
اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آشنائے لب جانان سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے یہان سلسلۂ آزادی
روے جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کما ہی تجھے معلوم نہین
رشتۂ مہر و وفا بالی بتا کر توڑی
خون تھوکتا ہون الفت ابروے یار مین
گیسو ہین مشک آنکھین چکارہی قمرہ ہین تیر
جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھکے گلوگیر دو قن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالا سر
تھا سواد موج انی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تھی جین بر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بھی مگر تن پر
بجھایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر ہے گیسو اونکے آہو پیچھے
قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھون کے پردے سے
خیال اوس زلف ولب کا نقش ہے بت کو ہوا ہے
غضب دزد حنا کو تم نے ہاتھون میں باندھا
تل نہین تل ہے جو نافِ بت مغرور کے پاس
بار اوس بزم مین وہ پائے ہین جو مرقاتین
کار دل بخیہ و مرہم سے نواب درگزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہی مجھے

مین تقید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بھی سبب شورش احراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیرۂ میثاق رہا
لکھ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کتنے پہولتے پہلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہوا باغ حسن مین سیب زقن کی شاخ
پھوٹی ہے جوش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا سے عیان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالاے سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالاے سر
اونکے بالون مین جو اونکے چوڑیان بالاے سر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون جھونکون کے دامن پر
بجھاتے شمع ہو وسے مار مہرہ اپنی مدفن پر
افعی جاتے ہین اوسکو گل برگ سوسن پر
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روے روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین نقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان کے ایسے عادل پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے کہ رہے حور کے پاس
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس
مٹی تمہاری کی ہو قبر تن محرور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
پاس ناموس نہین ہے دل چشتی کو کبھی
قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
سبزہ پیدا ہے تو اب بزم مین جا دیتے ہین
چہرہ جالی سے جو ہر شمع کی دکھا دیتے ہین
پر تو حسن سے دکھلاتے ہین اعجاز مسیح
اونکا اونی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن مین نسیم
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان مین ہلال
سرو بالا نہین بالا یہ بتا نا اچہا
باندھ لیتے ہین جو وہ وزد حنا ہاتھون ہاتھ
دو ہی باتین ہین جو تکرار کی غیر فرنکو سبب

کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودا ئے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین زن ہے چراغ عقل پر باد بہار
سینہ سے ہے آملج گاہ ناوک مژگان یار
سادگی یار نے مارا ہے جیسے ہمنشین
تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین وہ
کونسی شب ہے کہ خال مرد مک پر مہربان
لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو اگر نہ
خط لگا ہونے ہوا رخسار پر وہان پایمال
ہو گئے بربادا ب ترقی کی ہوا رکھتے ہین ہم
یہان تسلسل شک مین ثابت ہے وہ ان مین دو

ورنہ کیا اوس لب شیرین کو ہے دشنام سے کام
یہ نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچہ نام سے کام
بال حد نگ سے کہین خالی بدن ہے نہین
باغ سبزا اپنا بلا کر وہ دکھا دیتے ہین
ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
اپنے بالی کی وہ مچھلی کو جلا دیتے ہین
ہنستے ہنستے گل و بلبل کو لڑا دیتے ہین
رشک خونین مجھے کس درجہ بڑھا دیتے ہین
فقرے کیا آپ کرتے ہمکو سنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
کیا تثنا ۃ مضاعف وہ بڑھا دیتے ہین

کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین
کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
غنچۂ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
ثابت و سیارۂ گردون فدا ہوتا نہین
اندنون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین
رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین
کب غبار جسم یہان دقف صبا ہوتا نہین
فلسفی کا اجتو ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین اوسی ترک تیغ بند
منہ ط صفا سے جسکا ہر اک تل ہو آئینہ
در کار کب سمجھے مہ کامل ہے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہو آئینہ
اوجھل جو ایک پل نہین ہوتا ہے اوس صنم
تسخیر عکس چہرۂ رشک پری جو کی
اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صاف کی جھمجھم دیکھ پائی ہی جھلک
کیون نہو آئینۂ زانو سے آئینہ کو فوق
چین آتا ہے نہین سب لیے تکیۂ زانو سے یار
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنے ہاتھ کو
سنبھالے ہین سہرے نالون لیے سنبھالے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت شعار سے
ہے نحوس گردون مین مہر خاور کہ پاہی گلگون کا بخار
نہین ہے مال جمال کامل منور اوس سمتن کا ابدل
رواں ہے آنکھون سے لخت خون کہ پانی پانی ہو حسن جو
دکھا کے دور شراب نے دل کیا ہو بطلان دور باطل
منہ سے گل اونسے جو کی شمع مزار عاشق
غرق سونے مین ہے زیا سونے مین مستغرق ہے وہ
چشم قاتل جو ہر خنجر پہ رہتی ہے مدام
رکھتے نہین وہ رشک تو ہنگام تکلم
مشتاق سمجھکر ہے پردے مین ستم کے
کھلین کسطرح یا کسی دیوانہ کی صورت

عوض غنچہ کلاہ تری پیدا ہو
منہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہو آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہو آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہو آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہو آئینہ
جوہر کھلے یہ آج کہ عاقل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جالی ہے تصویر پشت آئینہ
گلفشان تو اوسین یہان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
جرم بوسہ پر یہ ہو تعزیر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے
ٹانکو وہان زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہو اونکی کہ برق جشان سحاب مین ہے
لب طلب یہان نہ کھولین سائل زکوۃ مال انصاب مین ہے
سر شک خونین ہے جشن گلگون کہان یہ سرخی شہاب مین ہے
ہے جو کہ سرنہان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب مین ہے
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری مین غافل کا وطن سونی مین ہے
گردش دور انسے پابستہ ہرن اپنا مین ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتے ہین کیسے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
تبلا کہ دہان یا چھپا جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں — ہندسے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ سبزۂ خط عالم وحشت مین دکہا کر — طوطے مرے ہاتہونکے اوڑ جاتے ہین کیسے

وحشی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل — کیا ہوا اس سے یار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو — اسمین بیے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف سرشتہ مجلس لیجسلیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہر اوسکا — بو آتی ہے گل سے کہ یہی دیوانہ ہے اوسکا
ہر شئے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ — سو ہی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید یہ خورشید ہے یا ماہ یہی ماہ — یا سر پہ رکہا آپ کے ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکہنوی

دل تم سے نہ پہیریگا وحید اوسکا ر — یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رہگئی کشتون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس — دو ہی ہاتہون مین تجہے اے تیغ زن کیا ہوگیا
آج ہر شہر کے کوچے نکل آئے ہین وہ دم — کسطرف لگئی وحشت تری دیوانے کو
لڑائی جانے دو بس دور ہی کرو غصہ — ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
لاے گی کسالیے جسے کبہو بو سے پیرہن — اوسکی گلی مین جا کے صبا اور ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندۂ سالار شیو نے جہیار را توابع نرسنگہ پور دکہن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبہ موہان متعلق لکہنؤ انسے سنہ ۱۸ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کانپور مین ملاقات ہوئی تہی صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے — فرماتے ہین دیوانہ شوریدہ سر زلف

ہوا ہے دل میں اگر سوزش جگر رگ سنگ — تڑپ تڑپ کے نہ نکلا ہر گز شرر رگ سنگ
لہو کے نام سے فصاد خاک پتھر سے ہے — بتوں کے عشق میں رگ رگ ہے بسر رگ سنگ
جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے — وحید سنگ جو ادھر میں دیکھا رگ سنگ
تا عمر اتنا نہ کرو ظلم و ستم بندے پر — اے بتو چاہیئے کچھ خوف خدا کا دل میں
ایسی چلے وہ چال کہ کین تیغ ہو گیا — گردن پہ میرے چل گئی تلوار جن کے پاؤں
سر اونکا آج ٹھوکریں کھاتا ہے راہ میں — رکھتی تھی کل زمین پہ جو لوگ تھمکے پاؤں

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندہ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہیں

مار ڈالے چاہنے والوں کو وہ — دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف
ہو تیری طرف سے کوئی باتیں ہی شکاو — جنبش نہ کرے پر ترے رنجور کی گردن
شکایت دل نالان کچھ اور کیا سمجھے — ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو میں

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبناے نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ میں سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری میں انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور محتاج بیان نہیں

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہیں — گر تمھیں الفت نہیں اپنا بھی اب وہ دل نہیں

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

وہ الفت میں تری پھنسکے بھلا دیکھیں تو — طایر دل سے کے تڑپنے کی ادا دیکھیں تو
دل میں کانٹے کی کھلانے کا جو بل دیکھیں تو — ہاتھ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھیں تو
نہ ہمیں شمشیر ادا خنجر لڑائی ہے سہی — آج وہ آنکھ کو غیروں سے لڑا دیکھیں تو
دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے — اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھیں تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندہ الہ آباد

تیری حلقہ گیسو سے پریشان ہو ہیں — ہائے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہیں

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر شاگرد امام بخش ناسخ

سخن شعرا

سلسلہ اُنکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ سنہ بارہ سو ستر ہجری مین فہرست کی دیوان انکا نظر سے گذرا

پھر اسکا اٹھ کے بچتا ہے گا
وہ اسے محروم نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
جسم کیسا ہیان لباس جسم آدھا ہو گیا
اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین
زاہد حرام ہے کو نہ کہنا وگرنہ مین
ہوا ازبسکہ ہجوم گناہ شستا قاآن
ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
عذاب مین تجھ سے ہم کنار رہا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط یہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
سدا شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
ہو گیا دوستی کے پردے مین
آج مجھسے بات اگر کرتی نہین
زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تاب تھی
ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی تھی
وہ کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
جلا ہے اور دل حسرت طلب کیا شادمان ہو کر
انکی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی

کسکی پھر جھوٹی قسم کھا لیجیے گا
پھر بھی اوسکے درمیان غفلت کا پردہ ہو گیا
جا ستن گوشت گیا ایسا کہ نیا ہو گیا
زاہد کو فکر چاہیے روز حساب کا
جنت مین ہین لون گا پیالہ شراب کا
پھر آگیا روزن دیوار یار بند ہوا
دانہ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا
مین غفلت مین ہوشیار رہا
خط کے آتے ہی انکا کھل گیا
بوسہ ان مرغون کا دربا کھل گیا
غمزہ نہ کیجیے سبب فرقت پیدا ہو گیا
اسے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
دشمن جان نے کیا حجاب کیا
دیکھیے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
ہجوم بوسہ لب نے نہ دیا اک بات کی فرصت
کہ خون آلودہ ہے اسے اشک قرح
وصل مین آئے ہو آنکھون مین شرمائی ہے نیند
تو کیا کہتا ہے تجھ اپنی دوا کر
زمین کو بھی جانان سینچ دیگی آسمان ہو کر
اسکیلیے پھر یہ یوسف کا روان ہو کر

کیا غیرون کو قتل اونہنے سو مجہہ رشک سے ناچیز
بناوٹ سے لگا ڑا باتین سنو ہین خموشی لے
وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنے جب کہینچی
لڑکے ہاتھ اوسکا چہرا اتا شمع گل کر نا مرا
گزرا افلاک سے پار گیا لامکان تلک
وہ پری کا روہو رسنے بہتہ کہان ہوا ہو زیر
اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ذرا سے جرم پہ جہاںکے کنوین فرشتون نے
وزیر آغوش ہان فرقت مین بہی خالی نہین ہے
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح
گو ہیر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہے
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
جا کے ٹہرے استخوان پر جب لگائی ٹوٹی
سکرا دلٹ کر دیکہیے تصویر پشت آینہ
کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض
عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
بیجا تلاش دولت دنیا ہوا سے وزیر
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
ہے آرزو سے قتل ابہی دم نہ دو مجہے
جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
ایک ذرے کو نہین ہوتی ہے جنبش بیم

اجل بہی دوستو آئی بسبب دشمنان ہو کر
نہ پوچہو ہنسے کیا ہی اسکی کہانی بنیر اتلطف ہو کر
نکل آئی دہان زخم سے سوکہی زبان ہو کر
وصل کی وہ رات یاد آئی ہوا وہ شب ستم
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
نازہین انداز مین رفتار مین گفتار مین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین
کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
آج کل دامن دولت ہے ہمارا اوسنا
پہٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین
روزن مور ہری نظرون مین اندہیرے ہین
کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو
سبز ہی ہو جاے ابہی تلوار پشت آ
روز سینے نالہ شبگیر پشت آینہ
کیجیے اب سیماب کو اکسیر پشت آینہ
غیر از کفن نہ جاے گا شاہ وگدا کے ساتھ
موسی کو دید نیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
چہوٹا ہے پنجہ تو لگا و بڑا کے ہاتھ
اے شہ حسن وہ اوڑتی ہے ہما ہوتا ہے
شب جو پہر جاتے ہین اللہ پہرا ہوتا ہے

نگہ دزدیدہ سوی غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہے

بھرے ہے حوض شراب کو ساغر کو تنگ ہے
کاٹہی جہنی ہے ساقی اب اک سبز رنگ ہے

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے

کیا کیا نہ مجکو اپنی عیادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

ایک عالم نے جبہہ سائی کی
اسکے بت کو تم نے بھی خدائی کی

نہ گئی زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

ملی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی

پڑا ہے [illegible] بیٹھا ہون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

بوسہ جو کہا او نہین تو بولے
کیا آپ نے مول لے لیا ہے

مستی سے کہو دے بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ [illegible] اسکے لب پر تو نہین ہے
عیسی سے تو ہوا اپنا ہمسر تو نہین ہے

سر تو ہم بھی خواب مین معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے

کر رہا ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہے اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے

آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
آئینہ بھی پر تو سے مرے چین بجبین ہے

وزیر تخلص میر پرورش علی ابن میر خیر اللہ باشندۂ اٹاوہ

بیگنہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم
حیف ہے خوف خدا تجھکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبدالرحمن خان متوطن فتحگڈھ

کچھ بھی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری
کس بات پہ یہ ہوئی ہے تعزیر ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان فیض
اس شخص کو موسیقی مین اچھا دخل ہے شعر اسکے تذکرہ کے لیے دیے تھے

سو سو ادا و ناز ہے ایک ایک گام پر
ہم خاک مین ملی تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے اے جان نئے نئے
صدمے و کہا نہ دشمن ایمان نئے نئے

آنسو کبھی گرے ہے کبھی چشم سے لہو
لائے ہین رنگ دیدہ گریان نئے نئے

ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوئے وزیر
جینے کے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا تونے
آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا

ہوا ہے جب سے تم پر مبتلا دل
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال
گھر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندہ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

ہائے قسمت ایک گالی کی ہوئین تاثیرین جدا
وقت گفتن جب زبان میرا اوسکی گلفشانی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان انکا علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا
منہ تو دیکھو یہ بڑا چاہنے والا نکلا

پھیر لینگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے
ہوگا یہی نہ آخر مر جائینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی ختن یاد آیا
جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین ساکن مرشد آبادی مقیم کانپور شاگرد میر وزیر علی صبا

کار مانی کیا تصور نے
کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص منشی مادہو ابن لالہ مول چند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھر مین نہ آکر رہگیا
داغ یہ دل مین بڑا اسے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات عہد السلطنت دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے او باتش تخلص کرتے تھے ہر دو زبان مین

شعر اچھا کہتے ہین انکا نام تاریخی سے ہے

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا
ملک الموت بہی یہان آکے پشیمان ہوگا

غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل
رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا

ہوگا کونین مین اسے وصل نقشبند و غنی
دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا

غیرون کے حق مین زہر ہون تشنہ یا لب
اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین

پارہ پارہ ہوا دل سیماب
دیکھا جو قت بیقرار آئین

بہین گریہ جانی ہو لطف زندگانی ہو
لطف زندگانی ہو بہین گریہ جانی ہو

سر سے پا تک ہے کاکل جانان
آج کل رات دن برابر ہے

لعل الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے
دیکھیے کیا ہین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص سید احمد علی ولد میر اصغر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجۂ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب میرا نکیا یہ ہوا اگر دسترس
ہین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین

وصل سے جاتی رہی دل کی پریشانی مری
شل تھا نہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھ مین

وصل تخلص میرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندۂ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے تھے

رات اکسدا جو آغوش مین مین تو بولا
ابی چھوڑ کب تک ستاتا رہیگا

ہاتھ مین ہاتھ لے غیرون کا پڑی پھرتی ہو
ہم جو دامن چھوین تو آپ جھٹکتے جاوین

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کے ہین پانچ چار دے
ساتھ اوسکی گالیان بہی اگرچہ ہزار دے

[illegible] بٹھا رہین مجھکو بلایا آپ نے
فتنہ کیا بیٹھے بٹھا سے یہ اوٹھایا آپ نے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن چھبرامو ضلع فرخ آباد

کھل جائے دو بس وصل ہے ابو جالو
رہیے الطاف وہی اگلی عنایات رہے

وصی تخلص شاہ وصی احمد پھلواری کے پیرزادے ہیں انسے پھلواری میں ملاقات ہوئی تھی

میرا خون گر جو پامال ہوا ۔۔ آستانہ تو اُنکا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول رائے برادر کلان راجہ گلاب رائے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گزرے

سکنے لگا وہ سُن کے مرا نالہ و فغان ۔۔ یا رب جیا کرے گا یہ بیمار کب تلک
بکھرا کے کوئی زلف کر اٹھ کھڑا ہو وفا ۔۔ پھر آہ کسطرح سے ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ سیم ہے پاس نہ ہے جان و دل ۔۔ یہاں ہے فقط ایک جان جہان نام خدا کا
جبتک کہ رہے جان وفا تیرے بدن میں ۔۔ لازم ہے کہ ہے ورد زبان نام خدا کا

وفا تخلص مرزا عبد العلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا کشمیر مولد دہلی معلمی کرتے تھے

وہ لب زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا ۔۔ جسمیں ہو انگشت حیرت ہو وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا دارا بخت مرحوم نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان

منہ سے کچھ کہو تم کسواسطے خفا ہو ۔۔ اس اپنے خستہ دل کی اصل ابھی پہچان ہے
میں نے کہا غرور کرتا ہوں تم نہ جاؤ ۔۔ اک ناز اور ادا سے کہنے لگے وہ کیسا

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی مقیم امرتسر

دشمنوں سے مل ملکر خاک میں ملاتے ہو ۔۔ خاک دوستی کا ہو آپ بدگمان اپنا
سینے سے لگے بوسے بھی دے ہمکو وفا تو ۔۔ یہ طور نہیں [illegible] دونو

وفا تخلص محمد علیخان خلف مولوی احمد علیخان خوشنویس مقیم شاہجہان پور

غافل نہیں ہوں ذکر سے دم بھر میں ای صنم ۔۔ حق نے زبان دی ہے ترے نام کے لیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان وداد شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی بیتال پچیسی نظر سے گزری

فوج اشک و لشکر داغ اور علم ہو آہ کا ۔۔ دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا
کیون ہوئے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندہ الہ آباد

اپنو فاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی
آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس ٹونک

زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم
پتھرون سے سر کو ٹکرا لیے ہین ہم
بے لباسی ہوگئی اپنا لباس
جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون
کہ ہستی کی ساری دکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر دبیر

سمائی اب ہمین شیدا فصل گل آئی
قفس مین اپنے ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار الله صاحب صوفی صاحب دیوان گزرے ہے

ہم تک نے تیرے قتل کیا اک جہان کو
یار صورت کہین ہم سے کا ظاہر دیکھنا
بیکسی ہے مری کبھی کبھی آئی
تجھ بن اسے نالہ نہ کہ گریہ نہ ہوا
تھی آشنا نہ تیغ سے اوسکی کمر ہنوز
ہم شب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین سر ہنوز
کبھی جو زلف اوٹھا وے تو منہ نظر آوے
اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے
لے رنگ گل کو ہاتھ مین شرما صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی الله اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دلی مین آئے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضائے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکن مین شعرا ریختہ گو موجود تھے غرض یہ استاد وقت کو استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ یار سا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گرچہ خاکسار دلے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان ولے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترا ئینہ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے
نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصاے موسی ہے

مرا دل مجھ سے کرکے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگو کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجھر باشندۂ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہے وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپا یا نہ جاے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچا یا نہ جاے گا

مجھ بیستون نہین ہے کہ آگے سے ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریاب خان

راسخ صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیئے وہ کیجئے — نازبیجا آپ کی اے مہربان بالای سر
اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم — کیا کیا بسر آئے ہین آشنای دل
شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر کے تئین — دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سواے دل
دل اپنا حال ہے اب کی خدا پہ سون کا — جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو آنکھین
ہمارا یار جو ہمکو رہے مسکون ہین — ہمیشہ ڈھونڈہتی رہین اپنی چار سو آنکھین
محفل مین شمع کے جو لاحق ہے وہ شعلہ رو — کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پا الٹا
ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے وہ لے — پا شکنے حشر تک نہ ہمارے فراغ پاؤن

رحم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بستان خیال مقیم لکھنؤ ملازم سرکار نصرت الدولہ بہادر

کیونکر تپش سے دل کی تمامین سو لگی رہی — پہ رحم ہے یہ مستر باد ہی لو لگی رہی
جا کے اوس سے اتنا اسے کوئی — ہے تیرے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

لطف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آئے پہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا — اسے جو ملا ہے احسان رہے گا
مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان تھے — دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ محمد الغفار باشندہ شاہجہانپور
مقیم فرخ آباد صاحب فرائض ہاتفی و رموز القرآن

رہ جاتا ہے بہار چمن مین رہا اسیر — صبح نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے
سنہ بارہ سو بارہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

زنہار شکوہ نہ کر جسے فریاد و آہ کا — فریادرس ہے کون تری دادخواہ کا
کیا ہے کسی کی کچھ یاد زلف سے بیمار — کروٹ دتاب مین ہے تار تار بستر کا
چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا — لیا جنون نے رنگ گل سے کام نشتر کا

کچہ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل — صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا
تو نے پہچانا نہ یار اوسکو تغیر حال سے — ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا
خندان خندان جدہر پہرا وہ — گریان گریان اودہر گئے ہم
بیان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی — پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہی کہ نہین
جی مین حسرت تہی زخم کی تیری قربان — قتل کے بعد بہی پہر کہیجیو تو وار کبہی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ہاتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان — ہے عین خطا کہئے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد — روشن یہ تہا چشم ہوا تین دن سے کیا

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبہل

داغ ہین ہیری مین بہی ہادی کرتن پہ ہیتا — اکثر بہار آتا ہے بہل نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فتح حسین عریان تخلص نائب داروغہ
نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل — شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا
یہ راز عشق چہپے کسطرح کہ ان روزون — ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین
دولی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار — بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو
وا شد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا ہے — کہلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے
اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب — دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکہنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامہ بر آزردہ پہونچا — اودہر سے پر جواب صاف پہونچا جب کبہی پہونچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے — مشام آرزو مین تو کسی کا کل کی بو پہونچا
کچہ کفر و دین مین شاید رشتہ ہو اہمین — تسبیح شیخ کی جو زنار درمیان ہے
غیرت سے چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین — پر کیا کرین کہ روئے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد میں مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہباے تند و تیز کا | مست ہوں دیکھوں تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشہ لے میکشوں کو کیا فلک سر پر اوٹھایا ہے | کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن میں جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر امداد علی شاگرد ذوق باشندہ قدیم و باشندہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن میں اپنے لفظ آہ لکھتے ہیں | سر لوح محبت پر بسم اللہ لکھتے ہیں
ہے جو سودا اسے سر کاکل پیچان ہم کو | خواب کیا کیا نظر آتے ہیں پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا چکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہوں رکھوں پاے جانان پر جو ہاتھ | ماہی بے آب ہو مچھلی کا جیسا ہاتھ میں
دست پر نور ایسے اوس عیسی کے ہیں معجز نما | ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ میں
پھرا کرتی ہے اوس مہرو کی جو تصویر آنکھوں میں | زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھوں میں

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری میں انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسم و زبان یہ بار ترا نام ہو گیا | کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر | کہ ترے پاؤں تلے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہوں آپ ہی میں اپنی یاد سے | کیا جانیے کہ کس نے فراموش کر دیا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا | اب میری جان دو ہی پیالوں میں جھک گیا
اک دن بھی مہربان نہ دو دن بیوفا ہوا | اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا | میان چاند سے لگ کر ترے ہی داغ لگا
کٹتی ہی نہیں یہ ہجر کی شب | یارب کیا آج سو گئی صبح

سینے کی تیری کھلتی ہے اے میری جان بند — آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند

وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی — وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے

طاقت ہے کسی کو شرح محبت کے رقم کی — سن حال مرا پھٹ گئی چھاتی بھی قلم کی

صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھا تا خاک کو میری — مبادا گرد اوسکی چہرۂ گلفام پر بیٹھے

شب ہجران میں تری صبح کی ہولی ہوتی — استخوان شمع صفت بہ گئی زرد و ترستے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

ڈھلی سے پڑتے ہیں باہر ہمارے طفل سرشک — رکھوں میں کب تلک انکو سنبھال آنکھوں میں

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبد اللہ باشندۂ شاہجہانپور مقیم پھگلاڑھ

دھمکاتے ہیں کس بات پہ اے ماہ لقا آپ — کیا جرم ہوا مجھسے جو ہیں آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبد الرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعہ زعفران کا خواص رکھتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق ہے نرالا سب سے — انداز ہے اک نیا نکالا سب سے

سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہ — اوڑتا بھی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرۂ راجہ جگل کشور بادفروش

پردۂ ظلمات دل پر سے وہیں سب اوٹھ گئی — شمع رونے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا اغلب کہ نام بھی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گزرا

برنگ مار جو روسے زمین پر سر ٹپکتا ہے — ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچان کا

رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جاکے — برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا

بوسے یون حور و پری دیکھکے حسن بہر رو — کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا

مری طرح سے جو تو بیٹھ جاتی ہے اے گرد — ترے قدم میں کیا طاقت خرام نہیں

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی متھنا و مرثیہ سراپا ہین

مجھسے الگ جو دفن یہ ہوتا تو خوب تھا	پہلو میں میری قبر کے بنتا مزار دل
دیکھیں تجھکو تو بنیں شبنم خورشید آنکھیں	صورت خط شعاعی ہوں منور پلکیں
سیکھتے ہیں غضب وصل میں تجھپر جو اہیری	کیا آگئی ہے پاؤں کی رفتار ہاتھ میں
یہ ہاتھا پائی بھی کہیں دیکھی سنی نہیں	لاتوں کے ساتھ آسے کر چلتی ہیں کہنیاں
بڑھ بڑھ کے کیا ہی وار لگاتے ہیں جی میں	ہاتھوں نکہیے بایہ ہے جوہم تو ان اوس تیغزن کے پاؤں

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر مرزا اجیا کہتے ہیں سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے راقم کے احباب میں ہیں

اب عرش پہ اون لب کی کو لوں میں خط آئے ہوں	اے ہما اس لعل کا کا لا نکہیاں ہو گیا
لاکھوں ہوئے ہیں غنچہ دہن خاک کے تلے	پھولے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے
عاشق کو جو پڑی ہے نہ معشوق کو نہیں	دل خاک کے تلے ہے دہن خاک کے تلے
دامن کو جھٹک کر کبھی جو نہیں گئے	کیسے پڑے ہیں سیکڑوں دامن خاک کے تلے

ہمت تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش میں اپنی اندنوں اوقات کٹتی ہے	غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری ساتھ کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رفعت علی مرحوم باشندہ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

پڑی ہے جابجا لاش شہید ان	ترا کوچہ زمین کربلا ہے
بلائیں لیتی ہے زلف دوتا کی	ذرا اللہ تو دیکھو صبا کی
اوٹھاؤنگا نہ سر قدموں سے تیرے	قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی
خبر لیتی نہیں ہے ہجر میں بھی	قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندہ سیالی شاگرد مقصود عالم مقصود

میں مردوں ... فرقت میں بھی مجھے منظور ہے	پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ بھی نہیں

ہمدم تخلص نواب عبداللہ خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس مقیم

... فنا ہمدم ... یاد نہیں	[illegible]

کسکو حالِ دلِ غمگین میں سناؤں اپنا — قیس صحرا میں نہیں کوہ میں فرہاد نہیں

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشدآباد ولد میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد فدا و قدرت اللہ قدرت

اپنی ایسی راستی کا ہوں عاشق — ایسے جھولی کا اعتبار کیا
شاخِ نہال سے بھی اوسکے نالے یہ پارہ — کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

نازک تخلص میر عزیز الدین اورنگ آبادی

گر ادھر کو تیرا گذارہ ہوا — تو مجھے زندگی دوبارہ ہوا
یار ہنستا ہے چشمِ تر کو دیکھ — گریہ نازک اپنے تو اثر کو دیکھ

جوہر تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب [illegible] باشندہ لکھنو

کب تک رہائی دیکھئے زلفوں سے پائے دل — کیا پھنس گیا ہے دام میں بیٹھے بٹھائے دل
الفت نہ کچھ وفا نہ تسلی نہ دلبری — ناداں ہے وہ جو آپ سے صاحب لگائے دل

جوہر تخلص مرزا اسطفر علی ولد مرزا امام علی باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر فرید علی صبا اونسے کلکتہ کے مشاعرہ میں ملاقات ہوئی تھی شعر اچھا کہتے ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کنجِ مرقد میں مجھے کیا خاک نیند آئی بھلا — زیرِ سر تکیہ نہیں بستر نہیں گھر دوسرا
ہو گئی پیری گئی تاب و تواں آہستہ آہستہ — گھٹا کھنچ کھنچ کے کیا زورِ کماں آہستہ آہستہ
نشانِ تیرہ بختی ہے نمایاں انکے مدفن سے — بنا ہے سائباں قبر پہ دودِ شمعِ روشن سے
تکلف خط نے رونق کھو دی اوسکی روئے روشن سے — تعجب ہے گھٹا حسن سخن تصویر روغن سے
آتی نہیں وہ ہچکیاں آتی ہیں دمِ مرگ — مرتے نہیں دیتا ہے مجھے یاد کسی کی

جو دیکھے شمعِ انجمن کے جلوے تو بوسے پیرو اسکے گرد پھرے
فقط میں ہی رات بھر کے جلے دمِ سحر ہیں اور تو سہے
تیرے شہیدوں میں آملا ہوں تو شکر خدا کا ہوں
یہ خاک و خوں میں جو لوٹتا ہوں کبھی تیمم کبھی وضو ہے

نہ دیر میں جب صنم کو پایا حرم میں پھر تلاش آیا
برا محبت کا ہو خدایا کہ ٹھوکریں کھائیں در بدر کی
ہزار باتیں وہ بہ نگے لگائیں سب مری کرینگے
رقیب کان آپ کے بھرینگے نہ سنیئے باتیں اودھر اودھر کی

ہنر تخلص مرزا نجف ورسخت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچھ اپنے درد پنہاں کا اثر / پردہ سے پردے میں اونکو شوق پیدا ہوگیا
ہنر کچھ اب کی نگاہیں وہ کر گئیں جادو / وگرنہ یون تو ملے آنکھ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان ابن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلوں میں لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے صاحب تذکرہ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ انکی ہر غزل میں لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہے اشعار اسکے بحر متقارب و بحر متدارک تہا تر دو کئی میں غریب ہوئی ہیں مثنوی لیلی مجنون و دیوان انکا نظر سے گذرا

شرع میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا / آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمیں یاد کیا
دی درد عشق نے مجھے غم میں بھی اک خوشی / رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
محمل بھی ساتھ لے نہ گیا کیوں نشان یار / سینے سے میں نکال کے پیکان خجل ہوا
بلبل نے گر ہنسایا نہ غم گل نے رلایا / مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا
بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا / مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا
درد دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر / شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ نکر
کہتا ہے دیکھ کر جسے میں مجھکو وہ سنگدل / دیوانے سے کرے کوئی کیا پھر اختلاط
کر کچھ علاج مشکل ایسی ہمیں راہ عشق طے ہووے / ہوس گر الکھ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل
ہنر بخش کا اونہوں نے بھی کیا وقت لگا ... / تجھسے وہ پاتے ہیں جب خوب سنور کے ہیں
کیا کیا [illegible] بھی ہجر گذر گئی / اب جلد آ کہیں کہ بہت دن گذر گئے
غلطی باہم [illegible] میں کبھی ہوتی تھی / مطلب اظہار کہاں تک میں کبھی ہوتی تھی
مجنون سے [illegible] ہو وینگے ہم جا کے مقابل / تھوڑی سی تو توانائی بھی ہمکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
یہ فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے

کبھی دیر مین تھے کسی بت یہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھی جا کے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین غم ہجر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گرتن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن ۔ جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سوجھہ گئی کیفیت ۔ مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے ۔ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش جان تنویر

منتج ہوتے ہین جا نکر عاشق ۔ اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اسے ہوش ہر عضو مین جلوہ اونکا ۔ وہ رگ رگ مین ایسے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص سوتی بہاری لال باشندہ میرٹھہ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد ۔ اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھہ باشندہ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملا یا خاک مین دکھلا کے تو نے قد بالا کو ۔ سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہی سلام ہا ۔ صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندہ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط حنا سنتے ہین ۔ اسنے مرے خون کو باندھا یہ کیا سنتے ہین

ہینگا تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے بار ہو گئے سودا کو مساحر تھے

اینڈا سے کبھی نہ نشہ کو موڑا دل نے
شیشہ عمری زندگی کا توڑا دل نے

کام اوس بت سنگدل سے ڈالا مجھکو
بار آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاد تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں میں تھے کسب باطن مولانا فخر الدین طاب ثراہ سے کرتے تھے

سے کون جو ہو ابرو سے خم ارکے آگے
یہ ستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کی آگے

یاد تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہانپور باشندہ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

جب گئے میرے حال کے اخبار
تجکو اسے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاد تخلص امام خان خلف چاند خان فرخ آبادی

وہ کیوں اپنے وعدے پہ آ بیٹھے شب کو
سنا ہے کہ منہ ہی لگا سے ہوئے اپنا

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین
یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندہ دہلی

جب ملا تو نہ ملا تو یاس خستہ
پھر کوئی آرزو کرے کا

بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس
یہ بھی اک شغلہ ہے یاروں کا

مغبچوں سے یہ راہ و رسم اور پھر
یاس کہتے ہو پارسا ہیں ہم

یاد آتا ہے ہمیں اپنا دل خون گشتہ
جب کہیں بزم میں ہم جام و سبو دیکھتے ہیں

کاوش میں بیدردی کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے
بیحجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے

جو نکلے پڑتے ہیں عدم سے خستگان خاک بھی
پھر وہ شور قیامت کیا تری رفتار سے

جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک
عشق ہی اب تو سینہ چاک ہو سکے

چاک کیونکر نہ ہووے سو سو بار
پہر یہ آشفتہ سر اگریبان ہے

اسکے ہر تار مین ہے سو شورش
رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابتدار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکھنو

جی تلک وسے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز
تو نے کیا جانے کیون یاس کو دلگیر کیا

مجھکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین
اتنا نہ ناز کر صنم بندہ ہی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم
جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا

زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی سر پاؤن

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مر جانے دو

ربط غیرون سے بڑہانے لگے وفا چاہتے ہو
دل مین سمجھو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا کہنے سے کہتے ہین مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے
کم ہے ٹھنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے

دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تھم جا
دیکھ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے

گردن غیر پہ خنجر ہنسی سے رکھا
وان تجھے کھیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکھ راے ابن راے لچھمی پرشاد قرابتدار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینہ رخ کی تجلی دیکھو
صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار نہیں

یاس تخلص مولوی انور علی باشندہ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹھارہ انیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے
گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے

مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے
پر یہ نہین معلوم کہ [illegible]

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکھتے تھے

مدعا کہیے تو کیا کہیے کہ ہم کو ہمنفس　　بات بہی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع مین پوری

کسطرح جیسے نبہے گی کہیے تو　　آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید
وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ انسے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے سکھیا لگا دیا　　اوس گل کے کان تک نہ گئے نالہاے دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین　　بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بری وقت مین اپنا یاور　　مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحیی تخلص منشی یحیی خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے　　بھلا یا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد
مولوی رشید النبی مرحوم و حشمت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے
احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکھون جو حال　　کیون نہ عالم ہو زمین شعر پہ بھونچال کا
سیلاب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو　　گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
یارون مین سے تھے

ہم تو آتے ہین ترے کوچے مین ای یار کبھو　　سر پہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کبھو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان
قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے وطن
انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا کی
اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پر درد

دو با مزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آشنا کوئی جہان مین کسیکو بے وفا نہ تھا
جو کچھ کہین ہین تجھکو یقین سب ہے منہ اتری
سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ سو باز آیا
شکوہ حسن سے آنسو بہار ہو سوکھ جاتی ہین
اسقدر غرق لہو ہین یہ دل زار نہ تھا
آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین
کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو آج
شکوہ جفا سے یار سے کرنا وفا نہین
کبھے بھی ہم گئے نہ گیا یہ بتون کا عشق
سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے
یقین مار اگیا جرم محبت پر ز ہو طالع
کوئی دن اور کرنے دو جنون تجھکو بہاران آیا
کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر
حق سمجھے باطل آشنا نہ کرے
جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے عذاب
نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون
پریشان خاک سے اوگتا ہے سنبل اس سے ظاہر ہے
دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر کہتی ہے
اپنے سندر نکو جلا کر ذبح کرتے ہین یقین

ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا
بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا
ہین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا
یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا
یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا
حبیب خدا کو تری یاد ین ہی سروکار نہ تھا
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا
جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا
بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین
اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین
بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین
شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین
عبث سیتے ہو اوسکو کیا رہا ہے اب گریبان مین
ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے
کرتے تو کی ہے پر اس نہ آئی وفا مجھے
مین بتون سے پھرون خدا نہ کرے
ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے
مری فریاد سے خفا ہے مری فریاد کو پہنچے
کھیلے ہین ہو ہی لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے
الٰہی سنبر جتنا ہے جہان مین تاک ہو جاوے
ان بتونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان سو دفعہ

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب — شرمندہ ہو مسیح سنے گر کلام لب

خط سیہ نہین لب شیرین پہ ہمنشین — طوطی سبز ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد اسیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ — تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

برسات مین کہو ہے کہ یکتا نہ پی شراب — واعظ تجھے کچہ ابر وہوا پر نظر نہین

وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے — کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد ایمان علیخان غالب تخلص باشندہ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑہتے ہین

ستارے ہین ثابت ترے جوتی کو ستارے — روشن ہے مہ و مہر سے گرد ونکی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندہ دہلی

نہین مطلب مجھے کچہ باغبان سے — مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرہ خان جہان خان لودہی شاگرد حضرت مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکہا ہے

مجھکو معلوم یہ ہوا گل سے — پھول جاتے ہین زر سے دولتمند

کیون ہو مجہ سے تم کہو دشمن ہمارے اسقدر — دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے اتفاق

کیا جانیئے وصال ترا ہو کسے نصیب — ہم تو ترے فراق مین اسے یار مر چلے

یل تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے — ہرگز نہین ہین یار بہی کم اوس دبنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

شب کہا مین نے نیتا اپنے مجھے گھر کا بتا — کان کا بالا بتا کر بس دیا بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندہ لکھنو

شاگرد آتش

سرخ قمرسے بادہ مین آب دتاب مین یاؤن
کاٹا سا پاڑ دل مین نہ تیرین کو گھر گیا
ندیکھے چشم فلک نے بھی ایسے خواب مین پاؤن
ٹھہر گئے نصیب یہ اسے کوہکن تیرے

یوسف تخلص میرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تارہ وزخشندہ یہ نہین ممکن کہ صبح ہو
اس ورجہ ہے درازیہ شبہا ی تار زلف

نہین ہے جب تو اے یوسف وہ رشک ماہ پہلو مین
برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین

بتان سنگدل کی سخت باتین روز سہتے ہین
نہ ٹوٹے کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر
خوبان مصر کاٹتے سبے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندہ دہلی شاگرد حضرت الله خلیق

نہین ہے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف
زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا ہے

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے سے کردیا ہے سیاہ تنک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہہ رہا ہے حجاب سب ہم سے لیکے کیا کرینگے



تذکرۃ الشاعرات

اچپل تخلص بھگن جان

ہے عیش اوسکے جی کو اجی غم بہت ہو یہان	شادی وہان رچائی ہے ماتم بہت ہو یہان

امید تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنئو ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنئو مین ملاقات ہوئی تھی

جدہر کو دیکھنے سے جان وار جاتی ہے	اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ بغض تھا کہ نہ چہوڑا تمہارے کوچہ مین	صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا	نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

ببو تخلص اور نام دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگہ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مرگیا اور اوسکے خون کا یہ اثر ہوا کہ ببو بہی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہو گیا اور اوسکو بہی آشفتہ کے پاس پہونچا دیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چہوڑ کر مجھکو کہان اے بت گمراہ چلا	تو چلا کیا کہ یہ دل بہی ترے ہمراہ چلا
نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو	ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجھکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ	تو نہین ہے تو نہین زیست گوارا مجھکو
اب کسے چین کہان عیش کہ ہے بستر خواب	نہین مخمل بہی کم از بستر خارا مجھکو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین ببو	موت آجاے گو ہو عمر دوبارا مجھکو
نعش آشفتہ کو پیر جنون نے پہونکا آگ سے	آتش غم ہی جوانا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنئو شاگرد تقی میر

برسون خم گیسو مین گرفتار تو رکھا	اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی	ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تارا بیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ
رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممتوعہ واجدعلی شاہ بادشاہ لکھنو مشتخلص بہ اختر بہت روزمرون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنو کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین مشتہر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کو لیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا
گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمھارا

نہ بھیجونگی سسرال مین تم کو خانم
نہین مجکو دو بھر ہے کھانا تمھارا

مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو
یہ احسان ہے سرپر دوگانا تمھارا

ہوا بال بیکا جو مرزا اہمارا
تو پھر ستاک ہے اور نشانا تمھارا

گھر سے گانا کے دوگانا مری مہمان گئی
مین یہ الکار ون یہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنۂ فرخ آباد

جان جاتی ہے دل ترستا ہے
جلد آجاؤ مینہ برستا ہے

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی
ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمرالدین خان زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پرسی کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع کہکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے
رگ رگ مین نیش غم ہے کہیئے کہان کہان کے

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جینا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رو بیٹھنے کا عبث بہانا تھا
مدعا تمکو یہان نہ آنا تھا

یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے
کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

حیدا تخلص مہ لقا طوائف ساکنۂ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیراندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو
پر کیا کرون کہ تیرا شنہ درمیان ہوئیگا

حجاب تخلص نتھی جان ساکنہ بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

کہلے نہ کیونکہ بہلا تشنہ سے سدا واہ واہ
نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص شاہجہان طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنایا دن میں سہو کا توڑا ای پری تو نے
مسلسل پاسے دیوانہ ہوا زنجیر مین سے
بدی کی جسنے جیسے جنے اوسکے ساتھ نیکی کی
ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہمارے یہ نہ ہوا ای صد افسوس
یکروز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
ہے جو کہیں آپکی اور سر ہمارا
قیامت تک یہین ٹکرا ئینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہو صبیہ رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر زوجہ آصف الدولہ بہادر

ہمارے پہوڑے کے انکہون سے آبلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکہتے ہین
مثال لالہ دل داغدار رکہتے ہین

مرصع تخلص منی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلاندام ہے خوش خو و خوش گلو و خوش خرام ہے سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکہکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا
سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا
دل ہمارا اور دکا نالا نہ اے برہمن
ہے تصور دمبدم جو اوس بت بے پیر کا
ہے جو نغما و رقص کا چرچا بسنت مین
ہنڈول کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب نغمۂ بہار جو ہوتا ہے گوش زد
جوش جنون ہوا ہے زیادا بسنت مین
کیا کسی معشوق کا زہرہ اوسکو بہا نہ ہو نظارہ
دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو پیدا آئینہ
درد و غم فراق سے شکوہ ہوئی جو بکلی
دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لے چلی

روتے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے
جب تم سے ملے وہ جان بچان کیون نہو دل کو بکلی

ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہے جان ہی
بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراؤجان عرف چھٹن طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر منظور
آیئے آزمایئے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین
اب کہان لیکے جایئے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ از راہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو سے اور ہم ہین

ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر
پر وہ بت مغرور کوئی کان دھرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم ہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑا ہو دل
آخر نہ میری جان پہ آئے بلائے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا وہ سے کچھ دہیان ہمارا
مرجانے پہ کیا نکلے گا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگرچہ ہو شراب
ہاتھ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا
ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار لحاظ

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
اے شیر بھی تجھکو قدر نہین تو نہین سہی

فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جاؤن
پیارے بجائے تکیہ پہلو نہین سہی

شرم تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکھنؤ کلکتہ میں بھی آ گئی تھی راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مردے زندے ہو گئے پازیب کی جھنکار سے / ہر قدم پہ حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے / کہ خورشید آنکھوں کا تارا ہوا ہے
ملے غیر سے یار آنکھوں کے آگے / مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص سگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر و امداد علی بحر راقم نے اسکو کلکتہ میں دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دلربا / ایسے بری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی / جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل
عاشق کو دیکھتے ہیں عداوت کی آنکھ سے / آگاہ وہ نہیں ابھی الفت کی آنکھ سے
شیرین ترے کلام کو پھیکا نہ پائے گا / دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی سیر بھی کی تھی مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسکی تعریف میں کہی ہے

رقیبوں کا جلنا کہاں دیکھتا تو / سماں یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا
گنہ کیا جہنم سے کے نظارے میں زاہد / یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہیں اوسنے پیرہن یوسفی کے بند / تہ کر رکھے نسیم سے کہہ دو قبائے گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو / پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا نشاط بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپایا اگر رخ پر نور اپنا / جیئے گا طالب دیدار کیونکر

ظرافت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوسکے لب ہیں شراب سے بہتر / حسن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنوں مٹیابرج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں شعر اچھا کہتی ہیں ستار اچھا بجاتی ہیں مثنوی اور

دیوان اُنکا نظر سے گزرے

کاکل تو سے جدا راہ کے رخ پہ بل کھانے لگا | سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
پھر اس کی کیا بیان ہو آہ دل شیدا کی | شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا

اوجاڑتے دیکھیے کس کس کے آشیانے کو | یہی چمن مین سدا سے چار سو فغان صیاد
اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے | لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بھی بس خبر کا | گنڈے بنا کے سینے گریبان کو تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہو گئے او سیدلن | جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

سخن تخلص عزیز طوائف ساکنہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین -

جبکہ باغ و بہار دیکھین گے | ایک گل کیا ہزار دیکھین گے
ہم نہ دیکھو گے گو ہمین یکبار | ہم تمھین لاکھ بار دیکھین گے

عصمت تخلص نجم النسا بیگم ساکنہ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جدا ہے جا بجا ان سے بچھڑ جاتے ہین | صدمے ہوتے ہین فلک ہوتی ہین گھبراتی ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنہ کانٹھ شاہد بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے | نگاہِ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

فخر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی
قوسی تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ تھی ذہینہ و طبیعت دار و خوش فہم و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین سنہ ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تم نے نہ کبھی شاد کیا | بھول کر بیٹھے ہین پھر نہ کبھی یاد کیا
مر کے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد | حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد | ہائے کیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا
ایک کیا قیس ہے بھی فوق تمھارا وحشی | مر کے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعوی تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو
اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمہارا

داغ سودا سر پہ پاؤں میں زنجیر [illegible]
ہے بریدہ تیری الفت میں یہ حال اپنا

گر مقابل ہو تمہاری روے آتش رنگ سے
جل کے ہو صورت سے [illegible] کمال آفتاب

سوزش داغ دل سیاہ سے پایا فروغ
اے قمر کب تھا ایسا جلال آفتاب

عشق خط سبز کا تھا اسقدر گناہ
پھر عذاب آئے ہیں مرقد میں مار سبز

گر آب زندگی کبھی تو برساے ابر فلک
کشت امید وصل ہنوز نہ ہوا سر سبز

اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا
شیشے ہیں سرخ جام سے خوشگوار سبز

شہید ہیں چشم پرفن آہو شکار کے
گلشن میں اب ہے نرگس بیمار کی غرض

ہوں وہ سر گشتہ کہ بعد مرگ ہے جوش جنوں
لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے

تیرے جانبازوں کو بس کافی ہے شمشیر نگاہ
قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے

گل سودا شگفتہ ہیں یہ فیض اشکباری ہے
نسیم آہ کا جھونکا یہاں باد بہاری ہے

نہ پوچھو [illegible] فرقت کی بیتابی
الم ہے درد ہے حسرت ہے فغاں ہے آہ و زاری ہے

[illegible] ستارے کفش سے تیرہ [illegible]
روش گلزار کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص [illegible] بیگم ساکنہ لکھنؤ

تیرے مقابل عارض جانان کے یکدم آے گل
[illegible] دل کو گرفتار کر چلے
شرم سے [illegible] کھلا ہے گل
گالی بلا سے [illegible] یاد کر چلے

محبوب تخلص محبوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ تخلص بہ اختر اندنوں
مٹیابرج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں

روتا ہوں میں مصیبت فراق یار میں صبح
نکل گئی تری الفت سے انتظار میں صبح

آج بھی [illegible] نظر تو آیا [illegible]
نکل نہ جاے کہیں تیرے انتظار میں صبح

نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی
ہمیشہ [illegible] پڑے گی تیرے [illegible] میں صبح

ہے آرزو تیرے ہاتھوں سے قتل ہوں [illegible]
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار میں صبح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر نجان عرف منجو طوالف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

نالان ہے نازحسن سے یہ بے نیاز یان | بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہین
اسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہیں | جب سانس ہچکی لگے سے اوترتی نہین
ناکسون سے ربط بد و ہمنو سے صحبت واہ واہ | دیکھی حضرت سلامت میرزائی آپکی
مشتری کی لیا کرین نہ قدر رشتے | جانے کی وہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین | ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی | جھپ کے سے عیان ملال بھی ہے
ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے | یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سہے ہمنے جور بتان کیسے کیسے | اوٹھاتے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جور گردون دون سے | کہان کیسے کیسے مکان کیسے کیسے
ولین سمجھا چشم کا بیمار ہے | جسنے میری ناتوانی دیکھ لی
تیری نظرون مین ہے یکسان نیک و بد | اے فلک قدردانی دیکھ لی
بیمروت کر دیا او سس ماہ کو | آسمان کی مہربانی دیکھ لیا
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو | ستے چھوٹے جو تری ہاتھ سے ارکر چھوٹے
اس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر | یاالٰہی نہ کبھی سے کوئی ملکر چھوٹے
مار ڈالا مجھے اے مشتری اس بیت نے | زلفین چھوٹین کمر سے واسطے اژدر چھوٹے

ملکہ تخلص الٰہی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ماہر و مشکین معنی ابرو کمان ابرو خوش گام خوش خرام سیمتن نازک بدن قوم انگریز سے ہین موسقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئے کہ مشرف بہ اسلام ہوگئین

نہ ہوئی نیند بھی بستر پہ کی تا صبح حرام | سننے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آہ و زاری نہیں سنتے بھلا آرام کہاں | اوس صنم کو ملک نہیں مگر رام کیا

تجھ بن دل کو بیقراری ہے | جو شب فرقِ یار آہ و زاری ہے
آنکھیں سفید اسکے ہو گئیں ہیں سفید | کسی بت کی جو انتظاری ہے

عشرت تخلص انکا بیگم بنت علی قلی خان شش انگشتی زوجہ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی متخلص بہ نظام شاگرد [illegible] بعض صاحب تذکرہ نے انکا گنا تخلص اور اسکے اوستاد کا نام قمر الدین منت لکھا ہے

ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے | زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
اب خواب میں گر وصل ترا ہو تو ہو | ظاہر میں تو ملنے کی تیرے آس نہیں ہے

مہتاب تخلص اور نام [illegible] دہلی کی ایک شاہد بازاری کا ہے

دل اوٹھاتا ہے مرا جور و جفا کیا کیا کچھ | آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

ناز تخلص بیجان شاہد بازاری فرخ آباد

نہ ہوئی بلائیں لینے لگے آسمان پہ | توڑا لیا جو ناچ میں اوسنے اوٹھا کی ہاتھ

نزاکت تخلص رجو طوائف ساکنہ دار نول دہلی میں رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفٰے خان شیفتہ اوسپر شیفتہ و فریفتہ تھے

بسکہ رہتا ہے یار آنکھوں میں | ہے نظر بیقرار آنکھوں میں
محفلِ گلرخان میں وہ عیار | لیگیا دل ہزار آنکھوں میں
سرمہ خاک کی عنایت ہو | آگیا ہے غبار آنکھوں میں
ہوں نزاکت وہ کوئی کیا ذکر | دمِ رخصت تری سنبھال سکے
نا منصفی اوسکے سبب ہے اوگر ایسی | چاہت تری غیروں کو بھی ہوگی مگر ایسی
ہم بزمی دشمن کو چھپاتا ہی تھا قاصد | کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نورن تخلص و نام نورن میر اسن ساکنہ فرخ آباد کا ہے

مارا اٹھا تیری زلف نے کل جسکو گلبدن | باغِ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھ گیا